

حصہ اول

# جمال اللہ علی

(انتقادات و تعلیمات)

مصنف

الذکر المکرم من قاصد الیوم الرضوی

ناظم مکتبہ سعیدیہ

مکتبہ سعیدیہ

بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر



دستدرماکم

رکعتی -

فقالتم صدری و طبرکات علیہ  
مفید تحقیقاتی مواد مسکنہ استبان العلم  
دستدرماکم کے وقف کیا گیا ہے  
اللہ تعالیٰ نصف وقف کرے  
زریور رہے۔

سعدنا الیوم لکم لکھنؤ صدری ذوالکرم  
کچھ خانہ کی عطیہ لکھنؤ صدری  
۸۰۵ صفحہ ۲۲۲ ہاں لکھنؤ  
۱۹۶۱/۱۶

مکتبہ اسلامیہ پاکستان  
بہارہ، پاکستان

# مقالہ الہدیی

(اعتقادات و تعلیمات)

حصہ اول

مصنف

ابوالکرم احمد حسین قائم الہدی الرضوی



ناظم مکتبہ حیدریہ - بازار سہنہ - ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر)

# (جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

نام کتاب — مقالاتِ حیدری (حصہ اوّل)

تصنیف — ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری

کمپوزنگ — جاوید پرنٹنگ سروسز کلر سیداں، ضلع راولپنڈی

پرنٹرز —

طباعت — بار اوّل

تاریخ طباعت — اکتوبر ۲۰۰۲ء

تعداد صفحات — ۳۶۷

ہدیہ —

ناشر — مکتبہ حیدریہ، بازار سہنسہ، ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر

## ملنے کے پتہ جات

- (۱) مکتبہ حیدریہ بازار سہنسہ، ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر (۲) شاہین بکس، کوٹلی شہر، آزاد کشمیر (۳) زین بک ڈپو۔ گرلز کالج روڈ۔ کوٹلی آزاد کشمیر (۴) مکتبہ ضیائیہ۔ بوہڑ بازار۔ راولپنڈی۔ (۵) احمد بک کارپوریشن۔ عالم بزنس سنٹر۔ اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک۔ راولپنڈی شہر (۶) مکتبہ رضائے مصطفیٰ۔ چوک محلہ دارالسلام۔ گوجرانوالہ۔

## فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱	دعائیہ کلمات	۱
۲	مقالات حیدری	۲
۳	نظم جماعت اہل سنت	۳
۴	نظم سنیوں کا قافلہ	۴
۵	نظم اہل سنت کا شعار	۵
۶	مصنف کا عقیدہ	۶
۷	مصنف کا تعارف	۷
۱۵	خن ہائے گفتنی	۸
۱۹	پہلا مقالہ - خزینہ آ آیات (عقائد اہل سنت - آیات کی روشنی میں)	۹
۳۶	دوسرا مقالہ - خزینہ احادیث (عقائد اہل سنت - احادیث کی روشنی میں)	۱۰
۶۱	تیسرا مقالہ - فضائل و کرامات اہل سنت	۱۱
۷۲	چوتھا مقالہ - جماعت حقہ کی پہچان	۱۲
۸۳	پانچواں مقالہ - اصلی سنی کی پہچان	۱۳
۹۸	چھٹا مقالہ - اصلی حنفی کی پہچان	۱۴
۱۱۴	ساتواں مقالہ - مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت	۱۵
۱۲۳	آٹھواں مقالہ - امت مسلمہ اور شرک	۱۶
۱۳۵	نواں مقالہ - بدعت حسنہ کا بیان	۱۷

۱۴۸	دسواں مقالہ۔ فیوضات قادزیہ	۱۸
	(سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)	
۱۶۲	گیارہواں مقالہ۔ فیوضات حقانیہ	۱۹
	(شیخ محقق عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)	
۱۷۶	بارہواں مقالہ۔ افادات امام ربانی	۲۰
	(حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)	
۱۹۱	تیرہواں مقالہ۔ تعلیمات رضویہ	۲۱
	(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)	
۲۰۳	چودھواں مقالہ۔ تعلیمات امدادیہ	۲۲
	(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)	
۲۲۲	پندرہواں مقالہ۔ دیوبندیت علمائے حق کی نظر میں	۲۳
۲۳۳	سولہواں مقالہ۔ دیوبندی بریلوی عقائد کا موازنہ	۲۴
۲۴۸	سترہواں مقالہ۔ تبلیغی جماعت اور وہابیت	۲۵
۲۶۰	اٹھارہواں مقالہ۔ تبلیغی جماعت کا مقصد تبلیغ	۲۶
۲۷۲	انیسواں مقالہ۔ آئینہء وہابیت	۲۷
۲۸۲	بیسواں مقالہ۔ آئینہء مودودیت	۲۸
۲۹۳	ایکسواں مقالہ۔ آئینہ طاہریت	۲۹
۳۱۰	بائیسواں مقالہ۔ مقام صحابہ پر ایک نظر	۳۰
۳۱۸	تیسواں مقالہ۔ مینار ہدایت	۳۱
	(گستاخان صحابہ کے برے انجام کا بیان)	
۳۳۰	چوبیسواں مقالہ۔ مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۳۲
۳۴۲	پچیسواں مقالہ۔ یزید پر ایک نظر	۳۳
۳۵۳	چھبیسواں مقالہ۔ قادیانیوں سے میل جول کی شرعی حیثیت	۳۴

## دعائیہ کلمات

(از قلم حق ر قم حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان و خطیب زینۃ المساجد گوجرانوالہ)

علامہ احمد حسین قاسم الحیدری کے مقبول عام تبلیغی رسائل کی ”مقالات حیدری“ کی صورت میں ضخیم کتاب کی اشاعت پر مسرت ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ علامہ صاحب کی عمر و صحت اور علم و فضل میں برکت فرمائے۔ اور اس کی اشاعت فرمانے والے حکیم صاحب کی یہ خدمت قبول فرمائے۔ اور انہیں دونوں جہاں میں جزائے خیر عطا کرے۔ اور علامہ صاحب و حکیم صاحب کے لیے سرمایہء آخرت بنائے۔ اور اسے علماء اور عوام کے لیے نافع بنائے۔ آمین۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں  
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں  
(ابوداؤد محمد صادق)

## مقالات حیدری

(از جناب حکیم خلیفہ سائیں محمد عارف صاحب کوٹلی)

انگریزوں نے جب برصغیر میں اپنا قدم جمایا اس خطہ کو بے شمار مصائب و آلام مختلف صورتوں میں دیئے۔ جغرافیائی تقسیم، علاقائی و لسانی تعصب کے علاوہ اسلامی وحدت کو فکری اختلاف کے خنجر سے پارہ پارہ کر دیا۔ جس کے منفی اثرات آج تک محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

مختلف تحریکیں، جماعتیں، انجمنیں، فرقہ بندیوں کو تقسیم در تقسیم کرتی رہیں۔ اسی خطہ میں ایک وہ وقت بھی تھا کہ قرآن و سنت اور عصری مسائل کے حل کے سلسلے میں شرق و غرب ہند میں ہر ذہن ایک ”فتاویٰ عالمگیری“ سے باندھا ہوا تھا۔

اٹھارہویں صدی کے دوسرے عشرے کے بعد تقسیم در تقسیم کا عمل شروع ہوا تو کچھ اکابر بزرگان اہل سنت نے نئے نظریات باطلہ کی تردید ہر ممکن طریقے سے فرمائی۔ اور اس ملت اسلامیہ کو مذہب اربعہ اور اسلاف کے عقائد و نظریات پر قائم رکھنے کے لیے تحریکی اقدامات کیے۔ جن میں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سر فہرست ہیں۔ چنانچہ ان امت کے محسنین کی مسیحاتی کام آئی تو مسلمانان پاک و ہند کی اکثریت اسلاف کے عقائد و نظریات سے مربوط رہی۔ ان ہی اکابرین کے جانشین آج بھی معاشرہ کی فکری و نظریاتی اصلاح میں سرگرم عمل ہیں۔

مقالات حیدری اسی عظیم تحریک کا حصہ ہے اور یادگار سلف حضرت مولانا احمد حسین قاسم الحیدری مدظلہ العالی اس تحریک کے مجاہد ہیں۔ زیر نظر کتاب مقالات حیدری کا یہ پہلا حصہ عقائد اور نظریات کی اصلاح اور اکابرین امت کے عقائد کا ترجمان ہے۔ اللہ اسے مسلمانوں کے لیے مینارہ ہدایت بنائے۔ آمین۔ (دستخط) فقیر محمد عارف



## جماعت اہل سنت

حزب اللہ حقیقت میں جماعت اہلسنت ہے  
 نبی ء پاک نے جس طائفہ کو حق پہ فرمایا  
 جماعت اہلسنت میں ہیں سارے اولیاء شامل  
 طریق اہلسنت ہے رہ اصحاب پیغمبر  
 دیوبندی بھی کرتے ہیں یہ دعویٰ کہ ہیں سنی ہم  
 وہ نورانی جماعت ہے بڑی ساری جماعتوں سے  
 مبارک ہو مبارک ہو رہ حق و صداقت پہ  
 لائٹانی شرافت میں، امانت میں، دیانت میں،  
 یہ انعام خداوندی ملا احمد رضا خاں کو  
 جماعت اہلسنت ہی کو کہتے ہیں سواد اعظم  
 کہیں گے ہم خدا کے فضل سے یہ اہل باطل کو  
 خدا کی خاص رحمت میں جماعت اہلسنت ہے  
 وہ لائٹانی کرامت میں جماعت اہلسنت ہے  
 فیضانِ ولایت میں جماعت اہلسنت ہے  
 صداقت میں ہدایت میں جماعت اہلسنت ہے  
 مگر سنی حقیقت میں جماعت اہلسنت ہے  
 جو نورانی قیادت میں جماعت اہلسنت ہے  
 اس دور حکومت میں جماعت اہلسنت ہے  
 صداقت میں، شجاعت میں جماعت اہلسنت ہے  
 کہ ان کے فضل رحمت میں جماعت اہلسنت ہے  
 فزوں تر سب سے کثرت میں جماعت اہلسنت ہے  
 وہ دیکھو غلہ جنت میں جماعت اہل سنت ہے

قائم ساتھ دیں کیسے نہ ہم سنی جماعت کا  
 کہ دین حق کی خدمت میں جماعت اہلسنت ہے

## سنیوں کا قافلہ

دوستدارِ انبیاء ہے سنیوں کا قافلہ  
 منزلِ مقصود پہ پہنچیں گے سنی ایک روز  
 ربِ اکبر کی خصوصی رحمتوں سے رات دن  
 ظلمتِ باطل مٹادے گا ضرور اس دہر سے  
 غیر سنی قافلہ ہے راہِ باطل پہ رواں  
 در حقیقت سنتِ محبوبِ ربِ پاک کا  
 ہے نظامِ مصطفیٰ منشور اس کا اس لیے  
 بے ضرر ہے، بے خطر ہے، با نظر ہے، با خبر  
 با سخا ہے، با وفا ہے، با صفا ہے، با حیا  
 با شجاعت، با امانت، با دیانت بے شبہ  
 سنیوں کا قافلہ ہے ہر اچھائی کا امیں

راہِ حق پہ، راہِ سنت پہ، راہِ ایمان پہ  
 قاسم چلا جا رہا ہے سنیوں کا قافلہ



## اہل سنت کا شعار

- بو حنیفہ کی محبت اہل سنت کا شعار -  
 احترام ہر صحابی ، حب ہر غوث و ولی -  
 اولیاء کے عرس سے ہوتے ہیں سنی فیض یاب -  
 حاضر و ناظر سمجھنا سرور کونین کو -  
 نور کہنا خالق کونین کے محبوب کو -  
 بے مثل کہنا نبی پاک کو سنی کا کام -  
 عالم ہر غیب کہنا رحمت کونین کو -  
 حیلہء اسقاط کے قائل ہیں سنی جان سے -  
 محفلیں میلاد کی کرتے ہیں سنی شوق سے -  
 دین کی ہر وقت خدمت سنیوں کا کام ہے -  
 غوث اعظم سے عقیدت اہل سنت کا شعار -  
 اولیاء اللہ سے نسبت اہل سنت کا شعار -  
 قبر نبوی کی زیارت اہل سنت کا شعار -  
 یا رسول اللہ کی کثرت اہل سنت کا شعار -  
 اولیاء سے استعانت اہل سنت کا شعار -  
 اولیاء اللہ سے بیعت اہل سنت کا شعار -  
 غیر فرقوں سے عداوت اہل سنت کا شعار -  
 تیجہ و چہلم کی حلت اہل سنت کا شعار -  
 گیارہویں کھانے میں شرکت اہل سنت کا شعار -  
 پیروی راہ سنت اہل سنت کا شعار -

نعت گوئی اس لیے قاسم ہے میرا مشغلہ -

لکھنا پڑھنا سننا نعت اہل سنت کا شعار -

## مصنّف کا عقیدہ

بندۂ پزوردگارم ، امتِ حضرت نبی  
 دوستدارِ چاریارم ، تابعِ اولادِ علی  
 مذہبِ حنفیہ دارم ، ملتِ حضرت خلیل  
 خاکپائے غوثِ اعظم ، زیرِ سایہ ہرولی



## مصنف کا تعارف

(از مخدوم اہل سنت محبت العلم والعلماء جناب خلیفہ حکیم سائیں محمد عارف زاہدی قادری مدظلہ۔  
کوٹلی شہر)

’مقالات حیدری‘ کے مصنف مولانا ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری کا تعارف ان سے استفسار کے بعد سپرد قلم کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ ہو۔

## ابتدائی حالات

مولانا قاسم الحیدری کی پیدائش ۶ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ بمطابق ۲۹ فروری ۱۹۴۴ء بروز منگل اپنے آبائی دیہات بھائی تحصیل سہنہ، ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں ہوئی۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں اور خاندان قریش بنی ہاشم کے چشم و چراغ ہیں۔ یہ خاندان تبلیغ دین کی خدمات کے سلسلہ میں تاریخی حیثیت کا حامل رہا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام محمد بن علی بن ابی طالب المعروف حضرت امام حنیف سے جا ملتا ہے۔ آپ کے آباء و اجداد محمدی پور مدینہ ضلع گجرات میں آباد تھے۔ اس خاندان کے دو بھائی شاہ شمس اور شاہ حسین ولد شاہ محمود محمدی پور مدینہ سے نقل مکانی کر کے تبلیغ دین کی غرض سے منگورہ تحصیل کہوٹہ میں آباد ہوئے۔ شاہ شمس کی اولاد آج بھی منگورہ اور اس کے مضافات میں آباد ہے۔ شاہ حسین کی بعض اولاد بیور تحصیل کہوٹہ میں آباد ہوئی۔ مولانا صاحب کے جدِ اعلیٰ مولوی محمد قاسم صاحب اسی شاخ کے ایک فرد ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب تبلیغ دین و امامت کی غرض سے بیور سے بھائی تحصیل سہنہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں آباد ہوئے۔ آپ کے پانچ بیٹے اپنے وقت کے عالم دین گذرے ہیں۔ مولوی بخش نبی صاحب موضع گلجور میں، مولوی حافظ محمد حفیظ صاحب موضع کوٹلہ میں، مولوی محمد شریف صاحب موضع گلوٹیاں میں بسلسلہ امامت و تعلیم قرآن آباد ہوئے اور مولوی محمد عبداللہ صاحب اور مولوی محمد مجید صاحب موضع بھائی ہی میں اپنے والد کے قائم مقام امامت و تعلیم کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ آج تک ان بزرگوں کا قائم کردہ سلسلہء تعلیم و امامت ان کی اولادوں نے بھی قائم رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان بموضع میں اس خاندان کا علمی مقام تسلیم کیا جاتا ہے۔

حافظ محمد حفیظ مولانا صاحب کے پڑدادا ہیں۔ یہ اپنے وقت کے ولی کامل بھی تھے۔ ساری عمر لکڑی کے تخت پوش پر اللہ کی عبادت میں اپنی راتیں گزارتے رہے۔ اپنے وقت کے چوٹی کے حکیم بھی تھے اور فی سبیل اللہ مریضوں کا علاج کرتے تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے مولوی عبدالحمید اور مولوی عبدالحمید۔ ثانی الذکر مولانا صاحب کے دادا صاحب ہیں۔ یہ بھی موضع کوٹلہ میں امامت و تعلیم قرآن کا کام کرتے رہے۔ چوٹی کے حکیم تھے۔ اپنے والد گرامی سے حکمت سیکھی اور مریضوں کا علاج فی سبیل اللہ کرتے تھے۔ ان کے سب سے بڑے فرزند مولوی محبوب عالم صاحب مولانا صاحب کے والد گرامی ہیں۔ سیاہ تحصیل ڈڈیال اور لاہور کے دینی مدارس میں دین کا علم حاصل کرتے رہے۔ پھر تیرہ برس تک موضع گلجور میں اور عمر کے باقی حصہ میں موضع بھائی میں امامت و تعلیم قرآن کا کام کرتے رہے۔ یہ بھی حکیم تھے اور فی سبیل اللہ علاج کرتے تھے۔

### والدہ محترمہ

مولانا قاسم الحیدری صاحب کی والدہ محترمہ گلزار بیگم صاحبہ بیور والی شاخ سے ہیں۔ نہایت نیکو کار پابند صوم و صلوة دین کا علم رکھنے والی قرآن کی تعلیم دینے والی بے حد سخی خاتون تھیں۔ مولانا صاحب نے بچپن میں انہی سے ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہے۔ انہی کی تربیت کی وجہ سے آپ بچپن سے پابند صوم و صلوة ہوئے ہیں۔ اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران جب چہرہ پر داڑھی آئی تو آپ نے سنت رسول کو ترک کرنا پسند نہ کیا اور سنت کے مطابق داڑھی کالج کے فرنگی ماحول میں رکھ کر اپنا تعلیمی وقت پورا کیا۔ مولانا صاحب نے اپنی والدہ محترمہ کی وفات پر ایک نظم ”والدہ محترمہ کی یاد میں“ لکھ کر شائع کروائی ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

آ رہی ہے یاد صورت آپ کی کاش ہو جائے زیارت آپ کی  
 مہربان تھے آپ مجھ پہ بے طرح کس طرح بھولوں گا شفقت آپ کی  
 علم دنیا علم دین مجھے ملا میں سمجھتا ہوں یہ برکت آپ کی  
 تھے معزز تھے مکرم اس قدر ہر کوئی کرتا تھا عزت آپ کی  
 ہر کوئی پایا ثنا گو آپ کا خوب تھی ہر ایک عادت آپ کی



آپ تھے پابند ہر صوم و صلوة عام تھی جود و سخاوت آپ کی  
 اللہ اللہ آپ کا حسن سلوک نہ کسی نے کی شکایت آپ کی  
 ہر گھڑی تھا خوفِ عقبی آپ کو یادِ عقبی تھی عبادت آپ کی  
 آپ کا چہرہ تھا روشن وقت موت تھی نمایاں یہ کرامت آپ کی  
 کیوں نہ ہوتا خاتمہ بالخیر جب پیر حیدر سے تھی نسبت آپ کی  
 نیک ساعت میں ہوئے مدفون آپ اللہ اللہ خوب قسمت آپ کی  
 ہے دعا میری کہ ہو بقعہ نور لحدِ اقدس تا قیامت آپ کی  
 اپنے قاسم کو بھی رکھنا ساتھ جب خلد میں ہو گی سکونت آپ کی  
 سلسلہء طریقت

مولانا صاحب کے پڑدادا حافظ محمد حفیظ خواجہ شمس الدین سیالوی کے خاص مریدین میں سے تھے۔  
 جب سید حیدر شاہ جلاپوری کو خلافت ملی تو آپ کو حکم ہوا کہ آئندہ آپ جلاپور شریف ہی جایا  
 کریں اور وہاں ہی اپنی اولاد کو بیعت کرائیں۔ الحمد للہ۔ تاحال یہ خاندان آستانہ عالیہ جلاپور  
 شریف ہی سے وابستہ ہے۔ مولانا قاسم الحیدری حضرت قبلہ امیر حزب اللہ سید ابوالبرکات محمد فضل  
 شاہ صاحب جلاپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ۱۹۶۱ء میں بیعت ہوئے۔ آپ اپنے دادا پیر سید حیدر  
 شاہ صاحب کی نسبت سے حیدری لکھتے ہیں اور نبی پاک ﷺ کی کنیت ابوالقاسم کی نسبت سے  
 قاسم تخلص رکھتے ہیں۔

### ابتدائی تعلیم

مولانا قاسم الحیدری نے ساتویں جماعت کا امتحان ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ لوہر ٹل سکول سہنہ سے  
 درجہ اول میں، ٹل کا امتحان ۱۹۵۹ء میں گورنمنٹ ٹل سکول نارہ تحصیل کہوٹہ سے درجہ اول  
 میں، میٹرک کا امتحان ۱۹۶۱ء میں گورنمنٹ ہائی سکول کوٹلی سے درجہ اول میں، ایف اے کا امتحان  
 ۱۹۶۳ء میں درجہ دوم میں اور بی اے کا امتحان ۱۹۶۵ء میں درجہ اول میں گورنمنٹ ڈگری کالج  
 میرپور سے پاس کیا۔ بی۔ اے۔ کا امتحان دینے کے بعد مولانا صاحب اپنے ماموں حضرت مولانا محمد

شفیع حیدری فاضل بریلی شریف سے ملاقات کے لیے نارہ گئے تو ماموں جان کی ترغیب پر ان سے ابتدائی عربی فارسی کی کتب پڑھنا شروع کر دیں۔ ڈیڑھ سال تک نارہ میں رہ کر آپ نے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد میں داخلہ لیا اور چھ ماہ تک مولانا محمد عالم صاحب سے قدوری وغیرہ پڑھیں۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی میں داخلہ لیا اور حضرت مولانا محبت النبی صاحب۔ سید غلام محی الدین شاہ صاحب اور سید حسین الدین شاہ صاحب سے باقی کتب کی تکمیل کی۔ کالج کی تعلیم کے دوران آپ نے کتاب الصرف مدرسہ اشاعت القرآن میرپور کے مدرس حافظ احمد نواز صاحب سے پڑھی۔ ۱۹۶۹ء میں دورہء حدیث کے لیے جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں داخلہ لیا اور ایک سال کے عرصہ میں شیخ الحدیث ولی النبی صاحب اور مفتی مختار احمد صاحب سے دورہء حدیث کی کتب سبقاً پڑھیں۔ اور سند فراغت حاصل کی۔

### تدریسی خدمات

مولانا قاسم الحیدری نے سندت فراغت حاصل کرنے کے بعد تعلیم قرآن و تدریس کتب اسلامیہ کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتے ہوئے سمورے شمارہ تحصیل ڈیپال میں اپنا مدرسہ ”جامعہ حیدریہ فضل المدارس“ قائم کر کے مقامی طلباء و طالبات کو ناظرہ قرآن خوانی کی تعلیم دینا شروع کی۔ ایک سال گذرا تھا کہ مولانا صاحب کو اپنے استادوں کے حکم پر جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی میں بحیثیت مدرس کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۵ء پانچ سال تک مولانا صاحب نے اپنے استادوں کی معیت میں کامیاب تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ ابتدائی عربی فارسی کتب سے لے کر حسامی ہدایہ آخرین اور جلالین شریف تک کی تدریس فرمائی۔ اس دوران فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ کے سپرد رہا۔ جسے آپ نے بڑی محنت سے نبھایا ”فتاویٰ حیدریہ“ کے ابتدائی حصہ میں اسی دور کے فتوے موجود ہیں۔ جامعہ رضویہ کی تدریس کے عرصہ میں اوقات فراغت میں آپ ہدایہ کا عربی حاشیہ کاشف الغواہیہ بفیہان انوالا الہدایہ بھی لکھتے رہے۔ جو جامعہ حیدریہ فضل المدارس بھیائی میں تدریس کے عرصہ تک جاری رہا اور اشعارہ ضخیم جلدوں میں اس کی تکمیل ہوئی۔

۱۹۷۶ء میں مولانا بحیثیت صدر مدرس جامعہ عثمانیہ سیکرٹریٹ ون میرپور میں تشریف لے گئے اور ایک سال کا عرصہ وہاں گزارا۔ ۱۹۷۷ء میں دارالعلوم مہریہ ضیاء القرآن رتہ امرال راولپنڈی میں بحیثیت مدرس ایک سال دینی کتب پڑھائیں۔ پھر ۱۹۷۸ء میں دوبارہ جامعہ عثمانیہ چلے گئے اور ایک سال تک کام کیا۔

بعد ازاں علاقہ سہنسہ کے احباب کے اصرار اور اپنے گھریلو حالات کی مجبوریوں کے باعث مولانا صاحب کو اپنے علاقہ سہنسہ ہی میں کام کرنا پڑا تو آپ نے اپنے دیہات بھیانائی میں جامعہ حیدریہ فضل المدارس قائم کر کے قرآن مجید کی تعلیم کا کام شروع کیا۔ پھر درس بھیانائی میرا میں تعلیم قرآن کا کام کیا اور پھر موضع کوٹلہ میں اسی نام کا مدرسہ قائم کر کے ۱۹۹۰ء تک تعلیم قرآن کا کام کیا۔ ۱۹۹۱ء میں حج اکبر کی سعادت حاصل ہوئی تو چند مجبوریوں کی وجہ سے دوبارہ اپنے دیہات بھیانائی ہی میں تعلیم قرآن دینے کا پروگرام بنایا۔ الحمد للہ تا حال اسی مقام پر تعلیم قرآن و امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

## ذوقِ تالیف و تصنیف

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مولانا صاحب نے تدریس کے دوران ہدایہ کا مکمل عربی حاشیہ تصنیف فرمایا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں بھی لکھیں۔ تالیف و تصنیف کا ذوق آپ کا محبوب وصف ہے آج بھی نماز عصر سے نماز مغرب تک تالیف و تصنیف کا کام باقاعدگی سے کرتے ہیں اور عرصہ سے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دس دنوں کے اعتکاف میں دس کتابوں کی تصنیف کا کام آپ کا معمول رہا ہے۔ الحمد للہ۔ اس وقت تک آپ پانچ سو دس عدد کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ اللہم زد و زد۔

## اشاعتی کام

مولانا قاسم الحیدری نے صرف کتابیں تصنیف کرنے ہی کا کام نہیں کیا۔ بلکہ اپنے ممکنہ وسائل سے کام لے کر آپ نے کتابوں کی اشاعت کا قابل رشک کام بھی کیا ہے۔ آپ کی نعتوں کا

مجموعہ ”نعت نبی اکرم“ دارالعلوم مہریہ رتہ امرال کی تدریس کے دور میں سید فضیلت حسین شاہ صاحب بیورو والوں کی خصوصی مالی معاونت سے شائع ہوا۔ آپ نے اس کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم کو اشاعتی کام کے لیے وقف کر دیا۔ اس رقم کی بنیاد پر ۱۹۸۲ء میں ”انجمن احباب اہل سنت“ سہنسہ کے قیام تک وقتاً فوقتاً آپ کی کتب و رسائل شائع ہوتے رہے جن کی تعداد تقریباً پچاس عدد ہے۔ نیز دارالمطالعہ جماعت اہل سنت چکسواری نے بھی مولانا صاحب کی پچیس کتابیں شائع کروا کر فی سبیل اللہ تقسیم کی ہیں۔ اور نیز انجمن عاشقان مصطفیٰ ﷺ دہر بازار ضلع پونچھ نے بھی آپ کی ۵ عدد کتابیں شائع کروا کر تقسیم کی ہیں۔

### انجمن کا قیام

اشاعتی کام کی ست رفتاری کے پیش نظر مولانا صاحب نے ایک انجمن قائم کرنے اور اس کے ممبروں کے ماہوار چندہ سے کتب شائع کروا کر فی سبیل اللہ تقسیم کر دینے کا پروگرام بنایا۔ ۹ نومبر ۱۹۸۲ء بروز منگل بوقت گیارہ بجے دن مکتبہ حیدریہ بازار سہنسہ میں تین اشخاص پر مشتمل ایک اجلاس میں ”انجمن احباب اہل سنت“ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ہر رکن پر دو روپے ماہوار چندہ کی ادائیگی رکھی گئی جو بعد میں مہنگائی کے پیش نظر بڑھا کر ۵ روپے ماہوار کر دیا گیا۔ الحمد للہ بیس سال کے عرصہ میں انجمن نے اپنے اراکین کے چندہ اور معاونین کی معاونت کی رقم سے ۲۶۸ پیش کشیں شائع کروا کر فی سبیل اللہ تقسیم کی سعادت حاصل کی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم اس کام میں آئندہ مزید برکت فرمائے۔ (آمین)

### ذاتی کتب خانہ

مولانا صاحب کو جہاں نئے نئے پیش آمدہ مسائل کے حل میں کتب تصنیف کرنے کا ذوق و جذبہ رہا ہے وہاں اچھی اچھی مفید کتابیں خریدنے اور اپنے ذاتی کتب خانہ میں رکھنے کی دھن بھی رہی ہے۔ اس وقت مولانا صاحب نے اپنے ذاتی رقم سے جو عظیم کتب خانہ قائم کیا ہے وہ آپ کی ضروریات کے لیے کفایت کرتا ہے۔

### شاعری



مولانا قاسم الحیدری شاعری کے حوالہ سے بھی اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔ کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے زمانہ میں ایک مشاعرہ سے متاثر ہو کر آپ نے شعر و شاعری کا کام شروع کیا۔ اپنے پیر و مرشد کی شان میں اپنی پہلی نظم لکھ کر بذریعہ ڈاک بھیجی۔ جواب میں لکھا گیا کہ تمہاری نظم ہم نے ذوق سے سنی ہے۔۔۔ محنت کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کامیابی دے گا۔“ حضرت صاحب کی اس دعا کی وجہ سے آپ نے شعر و شاعری کا کام مسلسل جاری کر دیا۔ آپ کی نظم دربارہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶۱ء میں رسالہ سواد اعظم لاہور میں سب سے پہلے شائع ہوئی۔ عرصہ تیس سال سے آپ کی نظمیں ہفت روزہ کوٹلی ٹائمز کوٹلی آزاد کشمیر میں باقاعدگی سے شائع ہو رہی ہے۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال، ماہنامہ انیس اہل سنت فیصل آباد، ماہنامہ فیض رضا فیصل آباد، اور دیگر ماہناموں میں بھی آپ کا کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا ہے۔ نعت رسول مقبول اور نزرگان دین کے مناقب لکھنا آپ کی شعر و شاعری کا اصل محور ہے۔ خود ایک شعر میں لکھتے ہیں

چھوڑا غزل کو پے نعت گوئی قاسم خیال ثواب آ گیا ہے

اپنے پیر و مرشد کی دعا و نگاہ کرم کی برکت سے آپ اپنی ”کلیات قاسم“ کے نو حصے یعنی دیوان مرتب کر چکے ہیں اور دسواں دیوان زیر ترتیب ہے۔

### تقریری خدمات

مولانا قاسم الحیدری کا اصل میدان تدریس و تحریر ہی ہے۔ لیکن اللہ کریم جل مجدہ اپنے فضل و کرم سے ان سے تقریری میدان میں بھی خدمت لے رہا ہے۔ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں تدریس کے دوران آپ ڈھوک چوہدریاں کی ایک جامع مسجد میں چند سال امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقریباً پانچ سال تک جامع مسجد لہڑی ڈاکخانہ نارہ میں اور تین سال جامع مسجد بیور میں جمعہ پڑھانے کا کام کیا۔ جامعہ عثمانیہ میرپور کی جامع مسجد میں دو سال تک امامت و خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ اب مرکزی جامع مسجد سہنہ بازار میں ۱۹۸۳ء سے آج تک خطابت کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ آپ کا معمول صرف اپنی جامع مسجد میں تقریر کرنا ہے۔ خارجی جگہوں میں عام مقررین کی طرح تقریروں میں آپ دلچسپی نہیں رکھتے۔

مطابق نقل کیا جائے۔ اور اگر کسی بات کی وضاحت کی طرف اشارہ مقصود ہو تو اپنے اضافہ کو بریکٹوں کے اندر رکھا جائے۔ پھر مثبت انداز میں دلائلِ قاہرہ سے مخالف کی اس کا جواب دیا جائے۔ اس اسلوب بیان سے مقصد صاحب انصاف شخص کو باطل سے ہٹا کر حق تک پہنچانا ہوتا ہے۔ الحمد للہ ہماری تحریر پڑھنے والا شخص خود بخود حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنے لگتا ہے۔ ہاں تعصب کا علاج ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ واللہ العزیز ان شاء الی صراط مستقیم۔

(۵) مضمون لکھنے میں ہماری کوشش ہوتی ہے کہ جو مسئلہ بھی لکھا جائے اسے پوری جامعیت کے ساتھ لکھا جائے۔ اور موضوع کا کوئی بھی پہلو تشنہ نہ چھوڑا جائے۔ تاکہ پڑھنے والے پر بیان کردہ بات کی پوری حقیقت واضح ہو جائے اور وہ حق کو قبول کرنے پر خود بخود مجبور ہو جائے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آجکل کے مصنفین اپنے مدعا و مطلب کے متعلق تو دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ لیکن مخالفین کے دلائل کو چھیڑتے ہی نہیں۔ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جب کوئی غیر جانب دار شخص مخالف کے دلائل کو دیکھتا ہے تو دلائل کے انباروں کی حیثیت اس کی نگاہ میں ایک پر کاہ جیسی بھی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مخالف کو لا جواب بنانے کے لیے اس کے دلائل کو بھی چھیڑتے ہیں اور ان کی تردید میں ضرورت سے زائد روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قارئین ہمارے اس اسلوب بیان کو بھی ان شاء اللہ العزیز ان مقالات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(۶) آج کل ”فرقہ پرستی کے خاتمہ“ اور ”اتحاد و اتفاق“ کی باتیں بھی کی جاتی ہیں۔ چنانچہ آجکل کے روزناموں اور رسائل میں ”اتحاد ملت“ یا ”اتحاد بین المسلمین“ کے موضوعات پر بہت کچھ پڑھنے کے لیے مل جاتا ہے۔ لیکن اتحاد ملت کیسے قائم ہو اس بارہ میں بہت کم راہنمائی ملتی ہے۔ اس لیے اس بارہ میں ہم عرض کرتے ہیں کہ اتحاد ملت کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ سارے کلمہ گو دیانت و انصاف سے کام لے کر حق کو قبول کریں اور باطل عقائد و نظریات کو چھوڑ دیں۔ امت کے بزرگان دین کا اتفاق ہے کہ ناجی جماعت صرف سواد اعظم اہل سنت ہے جیسا کہ ہمارے مقالہ ”جماعت حقہ کی پہچان“۔۔۔ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے جب تک اہل باطل اپنے باطل نظریات و اعتقادات کو ترک کر کے سنی مسلک حقہ کو قبول نہیں کریں گے۔ امت میں اتفاق و اتحاد پیدا نہیں ہو گا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہر فرقہ کے لوگ اپنے اپنے نظریات پر قائم رہتے

ہوئے دوسروں پر تشدد و ظلم و زیادتی اختیار نہ کریں۔ لیکن اس روش کو اتحاد و امت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

(۷) ”مقالات حیدری“ حصہ اول کو تجارتی مقاصد کے پیش نظر چھپوایا نہیں گیا ہے۔ بلکہ اصل مقصد تبلیغ دین ہے۔ اسی وجہ سے اس کا ہدیہ مناسب رکھا گیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی فروخت سے جو رقم حاصل ہوگی وہ اس کے باقی حصص کے چھپوانے میں خرچ کی جائے گی۔ اس لیے علمائے اہل سنت سے پر زور درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہء اثر میں اس کتاب کو متعارف کرائیں اور اس کی خریداری میں زیادہ دے زیادہ حصہ لے کر عند اللہ تعالیٰ اجر و ثواب حاصل کریں۔

(۸) کتابت کی پروف ریڈنگ راقم الحروف نے خود کی ہے۔ اور حتی المقدور اغلاط کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی کتابت کی غلطی ہو تو ہمیں اطلاع ضرور دیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔

(۹) آخر پر یہ فقیر مخدوم اہل سنت محبت العلم والعلماء حکیم خلیفہ سائیں محمد عارف صاحب زاہدی قادری، مدظلہ العالی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس کتاب کے بارہ میں آپ نے سنیے درجے قدمے بھر پور تعاون سے ہمیں نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حکیم صاحب قبلہ کو اس کاوش کا پورا پورا صلہ دنیا و آخرت میں عطا فرمائے۔ اور آپ کو اولاد زرینہ صالحہ سے بھی نوازے جو صحیح معنوں میں آپ کی جانشین ثابت ہو۔ (آمین)

(۱۰) جو مسلمان ”مقالات حیدری“ پڑھیں اور اس سے عقائد و نظریات کی اصلاح حاصل کریں۔ ان سے درخواست ہے کہ راقم الحروف کتاب ہذا کے مصنف فقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری غفر اللہ تعالیٰ لہ کے حق میں بھی دین و دنیا کی کامیابیوں اور آخرت کی کامرانیوں کے لیے حق تعالیٰ وجل مجہد سے دعا فرمائیں۔ راقم کے والدین، اساتذہ اور جملہ معاونین کے حق میں بھی دعائے خیر فرمائیں۔

(۱۱) مخدوم اہل سنت حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب سرپرست ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نے مقالات حیدری کے بارہ میں اپنے دعائیہ کلمات سے نوازا ہے۔ نیز اپنے دارالعلوم کے مفتی صاحب کافلوی اپنی تصدیق کے ساتھ بھیجا ہے۔ راقم الحروف حضرت مولانا صاحب کی

نوازشات پر تہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور دعا ہے کہ حضرت صاحب کاسایہ اہل سنت پہ تادیر قائم رہے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ نبیک الامین ﷺ۔

خاتمہ بالخیر کر دے رب دو عالم نصیب دوستو کرنا کسی دن یہ دعا میرے لیے  
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

(۶ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ)



پہلا مقالہ

خزینہ آیات

عقائد اہل سنت

(آیات کی روشنی میں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد:-

اس مقالہ مبارک کہ میں عقائد اہل سنت کے ثبوت میں آیات قرآن حکیم کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و تب علينا انک انت التواب الرحيم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ

اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسوء کم وان تسئلوا عنها حین یُنزل القرآن تبدلکم عفا للہ عنها واللہ غفور حلیم ہ (ترجمہ) اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم انہیں اس وقت پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو وہ ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ اور اللہ بخشنے والا علم والا ہے۔ (پ۔ ۷۔ ر کو ع ۴)

اس سے یہ صراحت معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت نے حرام نہ کی ہو وہ حلال ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حلال وہ ہے جسے اللہ حلال کرے اور حرام وہ ہے جسے اللہ حرام فرمائے اور جس چیز سے خاموشی رہے وہ معاف ہے۔ (نور العرفان ص ۱۹۷)

بإذنہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ ہدایت دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وانک لتہدی الی صراط مستقیم۔

(ترجمہ) اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ (پ۔ ۲۵۔ ر کو ع ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ باذن پروردگار ہدایت دیتے ہیں۔ آیت کریمہ انک لا تہدی من احببت میں لا تہدی سے مراد یہ ہے کہ جس کی ہدایت رب نہ چاہے تم اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ (نور العرفان ص ۷۸۰)

احمد مختار آئے ہیں ہدایت کے لیے بن کے استاذ زمانہ ساری خلقت کے لیے

## حضور ﷺ نور ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قد جاءكم من الله نور و كتاب مبين (ترجمہ) بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (پ ۶، کوع ۷)

ملا علی قاری نے شرح شفا شریف میں فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں نور اور کتاب مبین دونوں سے حضور ﷺ کو مراد لینے میں کون سی ممانعت ہے؟ فاناہ نور عظیم لکمال ظہورہ بین الانوار و کتاب مبین حیث انہ جامع لکلیہ الاسرار و مظہر الاحکام والاحوال والاخبار۔ کیونکہ آپ اپنے ظہور کے کمال کی وجہ سے انوار میں نور عظیم ہیں اور اس حیثیت سے کتاب مبین ہیں کہ آپ تمام اسرار کے جامع ہیں اور جملہ احکام و احوال و اخبار کے مظہر ہیں۔ (شرح شفاء جلد اول ص ۱۱۴)

## حضور ﷺ نور بخش ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً (ترجمہ) اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا اس حال میں کہ تو حاضر و ناظر ہے اور خوشخبری دیتا ہے اور ڈر سنا تا ہے۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ہے اور چمکادینے والا آفتاب ہے۔ (پ ۲۲، کوع ۳)

آیت کریمہ کے آخری لفظ منیراً سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نور بخشنے والے ہیں۔ شیخ محمد فاسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں فہو نیر فی ذاته منیر لغيره فہو السراج الکامل فی الاضاءۃ۔ سو آپ بذات خود نور ہیں اور دوسروں کو نور بخشنے والے ہیں۔ اس لیے آپ دوسروں کو نور بخشنے میں کامل آفتاب ہیں۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

## حضور ﷺ ظاہر صورت میں بشر ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم الہ واحد۔ (ترجمہ) تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (پ ۱۳، کوع ۳)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اس کے ماتحت لکھتے ہیں۔ "حضور ﷺ آئینہ جمال

کبریا ہیں۔ اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جبکہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مسالہ لگا ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں اور دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے۔ تاکہ مکمل آئینہ ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قد جاء کم من اللہ نور میں دوسری جانب کا“ (نور العرفان ص ۴۸۵)

نور انیت و بشریت میں تضاد نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فارسلنا الیہا روحنا فتتمثل لها بشر اسویا۔ (ترجمہ) سو اس کی طرف (یعنی مریم کی طرف) ہم نے اپنا روحانی فرشتہ بھیجا۔ وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں تھا۔ (پ ۱۶، ر کو ع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں ”اس سے معلوم ہوا کہ بشر آدمی کے بشرہ اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں جب حضرت جبرائیل بشری شکل میں نمودار ہوئے تو ان کی ملکی حقیقت بدل نہ گئی تھی جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں صورت اور حقیقت میں فرق ہے۔“ (نور العرفان ص ۴۸۸)

حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انا ارسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً۔ (ترجمہ) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا اس حال میں کہ تو حاضر و ناظر ہے اور خوشی اور ڈر سنا تا ہے۔ (پ ۲۶، ر کو ع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ شاہد کے معنی ہیں محبوب، حاضر اور مشاہدہ کرنے والا گواہ۔ گواہ کو شاہد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ موقع واردات پر حاضر تھا اور محبوب کو شاہد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عاشق کے دل میں حاضر رہتا ہے۔ حضور ان تینوں معنوں سے شاہد کامل ہیں۔ اور حضور سارے عالم کا ایسا مشاہدہ فرماتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کا“ (نور العرفان ص ۸۱۶)

حضور ﷺ مومنوں کے مالک ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ النبی اولیٰ بالموءمین من انفسہم و ازوجہ امہاتہم ط (ترجمہ) نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں



ہیں۔ (پ ۲۱۔ ر کوع ۱۷)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک۔ زیادہ قریب۔ زیادہ حقدار۔ یہاں تینوں معنی درست ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ہر مومن کے دل میں حاضر ناظر ہیں کہ جان سے زیادہ قریب ہیں (نور العرفان ص ۶۶۷)

حضور ﷺ حاکم مطلق ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فلا وربک لایوء منون حتی یحکموک فی ما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت و یسلموا تسلیماً۔ (ترجمہ) تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اس سے وہ اپنے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (پ ۵ ر کوع ۶)

حضور ﷺ مالک خیر کثیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انا اعطیناک الکوثر۔ (ترجمہ) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پ ۳۰ ر کوع ۳۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں یہاں کوثر سے مراد یا۔ تو حوض کوثر ہے جس کی وسعت ایک ماہ کا راستہ ہے۔ یا قوت اور موتیوں پر جاری ہے یا حضور کی کثیر اولاد یا بہت امت مراد ہے۔ یا حضور کا بے پایاں علم یا عمل یا حضور کی بہت خوبیاں اور اوصاف یا شفاعت کبریٰ مراد ہے۔ (نور العرفان ص ۹۹۰)

حضور ﷺ غنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ووجدک عا نلاً فاغنی۔ (ترجمہ) اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔ (پ ۳۰ ر کوع ۱۸)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی اس طرح غنی کر دیا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں بلکہ

عرش و فرش کا آپ کو مالک بنا دیا۔ فرماتا ہے انا اعطینا ک الکوثر۔ اور فرماتا ہے اغناہم اللہ و رسولہ۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمینی خزانوں کی کتجیاں دے دی گئیں اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔ غرضیکہ حضور ﷺ جیسا غنی نہ ہوا ہے نہ ہو گا۔ جسے رب غنی کرے اس کے غناء کا کیا کہنا۔ (نور العرفان ص ۹۵۰)

۔ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا۔ دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب۔ یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا حضور ﷺ غنی بناتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما نقموا الا ان اغناہم اللہ و رسولہ من فضلہ۔ (ترجمہ) اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا۔ (پ ۱۰ کو ع ۱۶) مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ”اس سے معلوم ہوا کہ حضور ایسے غنی ہیں کہ دوسروں کو بھی غنی فرما دیتے ہیں۔ جو انہیں فقیر کہے۔ وہ بے ادب اور بد نصیب ہے۔ اگر توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ رب فرماتا ہے ووجدک عاکلاً فاغنی۔ رب انہیں غنی کر چکا“ (نور العرفان ص ۳۱۶) اعلیٰ حضرت خوب فرماتے ہیں۔ انا اعطینا ک الکوثر۔ ساری کثرت پاتے یہ ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

(الاستمداد علی اجدیال الارتمداد مسوئلہ اعلیٰ حضرت)

۔ مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں (حدائق بخشش)

حضور ﷺ غیب دان ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک ط (ترجمہ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو

ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ (پ ۳ کو ع ۱۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ خیال رہے کہ نبی ﷺ نور نبوت کے لحاظ سے ہر وقت ہر جگہ جلوہ گر ہیں اور ہر شے سے خبردار۔ گذشتہ واقعات کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔

(تفسیر صادی شریف) (نور العرفان ص ۸۷)

حضور ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما هو علی الغیب بضنین (ترجمہ) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں

(پ ۳۰ کو ع ۶)

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ آپ نے اس میں سے بہت کچھ بتا دیا۔ ظاہر ہے بخیل نہ ہونا۔ سخی ہونا اسی کی صفت ہو سکتی ہے جس کے پاس چیز ہو اور وہ لوگوں کو دیتا رہے (نور العرفان ص ۹۳۵)

حضور ﷺ عالم ما کان وما یکون ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و انزل اللہ علیک الكتاب و الحکمة و علمک ما لم تکن

تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیماً (ترجمہ) اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ ۵ کو ع ۱۴)

مفتی صاحب لکھتے ہیں اس معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے سارے علوم غیبیہ اپنے حبیب کو

سکھادیئے ہیں (نور العرفان ص ۱۵۲)

حضور ﷺ علم شعر جانتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما علمناہ الشعر و ما ینفی لہ 'ط ان هو الا ذکر و قرآن

مبین۔ (ترجمہ) اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا۔ اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔ وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن۔ (پ ۲۳ کو ع ۴)

(حنبیہ) سیاق کلام ان ہوا لاذ کر و قرآن مبین سے معلوم ہوا کہ سباق کلام میں کفار

کے اس دعویٰ کی تردید فرمائی گئی کہ حضور جو قرآن پیش کرتے ہیں معاذ اللہ یہ ان کے بنائے

ہوئے اپنے شعر ہیں اس سے حضور کے علم شعر کی نفی ثابت کرنا درست نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

در بار رسالت سے بخشش ملتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولوانہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا  
بارحیما (ترجمہ) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر  
اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا  
مہربان پائیں گے۔ (پ ۵ ر کو ع ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ وہ شفاخانہ ہے جس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔ کسی  
کو محروم واپس نہیں کیا جاتا۔ کوئی آنے والا ہو۔ (نور العرفان ص ۱۳۸)  
حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ و ملائکتہ يصلون علی النبی یا یا ایہا الذین امنوا صلوا  
علیہ و سلموا تسلیما۔ (ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر۔ اے  
ایمان والو۔ ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (پ ۲۲ ر کو ع ۳)  
مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ”اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ درود جس میں صلوة و سلام ہو پڑھو  
خواہ کوئی صیغہ اور کسی قسم کا درود ہو۔ کیونکہ یہاں صلوا اور سلموا مطلق ہے۔ لہذا درود تاج  
دلائل الخیرات وغیرہا سب اس میں داخل ہیں۔ (نور العرفان ص ۶۷۹)  
محبت رسول فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و  
عشیرتکم و اموالکم اقترفتنموها و مساکنکم ترضونہا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد  
فی سبیلہ فتر بصوا حتی یا تی اللہ بامرہ و واللہ لایہدی القوم الفاسقین (ترجمہ) تم فرماؤ  
اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری  
کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے گھر۔ یہ چیزیں اللہ اور اس کے  
رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم  
لائے۔ اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ ۱۰ ر کو ع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ (نور العرفان ص ۳۰۳)

ادب رسول فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا یہا الذین امنوا لا ترفعوا صواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (ترجمہ) اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ ۲۶ ر کوع ۱۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے۔ کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔ جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں۔ تو دوسری قسم کی بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے۔ (نور العرفان ص ۸۲۲)

عبدالنبی کہلانا درست ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانکحوا لایامی منکم والصالحین من عبادکم و اماءکم ط (ترجمہ) نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔ (پ ۱۸ ر کوع ۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف بھی کر سکتے ہیں بمعنی خادم لہذا عبدالنبی عبدالرسول کہہ سکتے ہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت تنزیہی ہے جیسے انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا کنت انا عبداً و خادمہ۔ میں حضور کا عبد اور خادم تھا۔ (نور العرفان ص ۵۶۳)

حضور ﷺ کا وسیلہ دعا میں پیش کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا ج۔ (ترجمہ) اور اس سے



پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ (پ ۱ ر کو ع ۱۱)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں ”قرآن کے اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو خدا سے دعا مانگتے کہ ”ہم کو نبی آخر الزمان اور جو کتاب ان پر نازل ہو گی ان کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما“ (حاشیہ القرآن ص ۲۲)

بزرگوں سے مشکلیں دور کرانا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولما وقع علیہم الرجز قالوا یا موسیٰ ادع لنا ربک بما عہد عندک ج لئن کشفنا عننا الرجز انوء من لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل۔ (ترجمہ) اور جب ان پر عذاب پڑتا تو کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو۔ اس عہد کے سبب سے جو اس کا تمہارے پاس ہے۔ بے شک اگر تم ہم سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے۔ (پ ۹ ر کو ع ۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بندہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ عذاب اٹھانا رب کا کام ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کیا گیا اور رب نے اس پر اعتراض نہ کیا (نور العرفان ص ۲۶۳)

وسیلہ ڈھونڈنا مہمور بہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (ترجمہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پ ۶ ر کو ع ۱۰)

مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اعمال کے سوا کوئی اور وسیلہ بھی ڈھونڈنا چاہیے کیونکہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آگئے تھے۔ تلاش وسیلہ کا حکم ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ وسیلہ کی راہ میں کوشش کرنی چاہیے تاکہ وسیلہ حاصل ہو۔ (نور العرفان ص ۱۷۹)

محبوبان خدا مددگار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذ یوحی ربک الی الملائکۃ الی معکم فلیتوا الذین امنوا

سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق و اضربوا امنهم کل بنان  
(ترجمہ) جب اے محبوب تیرا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم  
مسلمانوں کو ثابت رکھو۔ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی  
گردنوں سے اوپر مار دو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔ (پ ۹ ر کو ع ۱۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے ذریعہ سے جہاد میں مسلمانوں  
کو ثابت قدمی اور دل کا اطمینان نصیب ہوتا ہے ایسے ہی حضور کے وسیلے سے اللہ کی تمام نعمتیں ملتی  
ہیں۔ (نور العرفان ص ۲۸۳)

### بزرگوں کے تبرکات دافع بلاء ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے . وقال لهم نبیہم ان اية ملكه ان ياتیکم التابوت فيه سکينة من  
ربکم وبقية مما ترک ال موسى وال هارون تحمله الملاء کة (ترجمہ) اور ان سے ان کے نبی  
نے فرمایا اس کی (یعنی طاہوت) کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے  
رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے  
ترکہ کی۔ اٹھاتے لائیں گے فرشتے۔ (پ ۲ ر کو ع ۱۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات مشکل کشا اور  
باذن خدا حاجت روا ہیں۔ اسی لئے میت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات رکھے جاتے  
ہیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ کے تبرکات جنگ میں فتح کے لئے رکھے جاتے تھے (نور العرفان ص ۶۳)

### بزرگوں کے تبرکات شفا بخش ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے . فلما ان جاء البشير القاه علی وجهه فارتد بصیراً۔ پھر جب  
خوشی سنانے والا آیا۔ اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا۔ اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔  
(۱۳۔ ر کو ع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیماروں پر بزرگوں کے تبرکات  
ڈالنا، چمڑ کنا سنت پیغمبر ہے۔ مردے کے کفن میں کلمہ شریف لکھ کر رکھنا یا پیر کی قمیص تہبند

رکھنا اس آیت سے مستحب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تبرکات بڑی بڑی مشکلیں حل کر دیتے ہیں (نور العرفان ص ۳۹۲)

### اولیاء اللہ کی شان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الآ ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ الذین امنوا وکانوا یتقون۔ لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرة۔ لا تبدل لکلمات اللہ۔ ذلک ہو الفوز العظیم (ترجمہ) سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پ ۱۱ کو ع ۱۲)

### ایمان صحابہ پر گواہی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین امنوا وھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ والذین اووا و نصروا اولئک ہم المؤمنون حقا۔ لہم مغفرۃ و رزق کثیر (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔ (پ ۱۰ کو ع ۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس آیت سے تمام مہاجرین و انصار صحابہ کا سچا مومن اور ان کا صاحب درجات ہونا معلوم ہوا۔ ان میں سے کسی کے ایمان یا تقویٰ کا انکار اس آیت کا انکار ہے۔ تمام صحابہ عادل ہیں۔ ان میں کوئی فاسق نہیں۔ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہو گیا تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے۔ اس آیت کی بناء پر ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور ان کی روایتیں مقبول ہیں۔

(نور العرفان ص ۲۹۷)

### ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و توکل علی العزیز الرحیم ہ الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین (ترجمہ) اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے۔ جو تمہیں

دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ (پ ۱۹ کو ع ۱۵)  
 مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے تمام آباء و اجداد مومن حق تعالیٰ  
 کے عابد تھے کوئی کافر و فاسق نہ تھا (نور العرفان ص ۵۹۹)

### محبوبان خدا کے تصرفات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انی اخلق لکم من الطین کھینۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً  
 باذن اللہ و ابریء الاکمہ و الا برص و احی الموتی باذن اللہ و انبئکم بما تا کلون و ما تد  
 خرون فی بیوتکم طان فی ذالک لایۃ لکم ان کتم منومنین (ترجمہ) حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا  
 ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے۔ اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید  
 داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے  
 ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی  
 ہے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (پ ۳ کو ع ۱۳)

### اولیاء اللہ کی روحانی طاقت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قال الذی عنده علم من الكتاب انا اتیک به قبل ان یرتد  
 الیک طرفک ط، فلما راہ مستقراً عنده قال هذا من فضل ربی۔ (ترجمہ) اس نے عرض کیا  
 جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے (یعنی تخت بلقیس کو) حضور میں حاضر کروں گا ایک پل  
 مارنے سے پہلے۔ پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کے فضل  
 سے ہے۔ (پ ۱۹ کو ع ۱۸)

مفتی صاحب لکھتے ہیں اس آیت سے ولی کی طاقت، ولی کی رفتار اور ولی کا حاضر و ناظر ہونا  
 معلوم ہوا۔ کیونکہ آصف نے بلقیس کے مقام کا پتہ کھا سے نہ پوچھا اور آنا فانا اتاد زنی تخت بغیر  
 چمکڑے یا گاڑی کے لے آئے۔ جب ولی بنی اسرائیل کی طاقت کا یہ حال ہے تو ولی رسول اللہ کی  
 طاقت کیسی ہو گی۔ پھر نبی پھر خاتم النبیین کی طاقت کا کیا حال ہے؟ (نور العرفان ص ۶۰۶)

## محبوبان خدا کی سماعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فتبسم ضا جکاً من قولها (ترجمہ) تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس (چیونٹی) کی بات سن کر مسکرائے۔ (پ ۱۹ کو ع ۱۷)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی دور سے بھی چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں۔ اگر ہمارے حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا تعجب ہے (نور العرفان ص ۶۰۳)

## معراج جسمانی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایتنا ، انه هو السميع البصیر۔ (ترجمہ) پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (پ ۱۵ کو ع ۱۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس آیت میں حضور کے جسمانی معراج کا ذکر ہے جو نبوت کے گیارہویں سال ۶۲۱ء میں ستائیسویں رجب پیر کی آخری رات حالت بیداری میں ہوئی۔ اس معراج کے جسمانی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعدہ فرمایا اور عبد جسم اور رورہ دونوں کو کہتے ہیں۔ نیز فقط خواب کی معراج پر کفار اتنا شور نہ مچاتے۔ نیز خواب کی معراج کو سبحان الذی سے شروع نہ فرمایا جاتا کہ یہ کلمہ بہت عجیب عجیب اور عظیم الشان چیز پر بولا جاتا ہے (نور العرفان ص ۴۴۹)

## میلا و مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ و یرکبہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ ، وان كانوا من قبل لفي ضلال مبین (ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان مسلمانوں پر ہوا کہ اس نے ان میں انہیں میں سے ایک



رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (پ ۳ کو ع ۸)

### عصمت انبیاء

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قال فبعض تک لاغویٰ انہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین (ترجمہ) (شیطان) بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔ (پ ۲۳ کو ع ۱۳)

مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور بعض صالحین پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا کہ ان سے گناہ یا کفر کراوے۔ نیز انبیاء کے نفس امارہ نہیں ہوتے۔ ان النفس لامارۃ بالسوء الامارحم ربی۔ جب یہ دونوں چیزیں ان میں نہیں تو وہ معصوم ہیں اور جو انبیاء کو معصوم نہ مانے وہ شیطان سے زیادہ برا ہے (نور العرفان ص ۷۳۰)

### حضور ﷺ آخری نبی ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین، و کان اللہ بکل شیء علیما (ترجمہ) محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ ۲۲ کو ع ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جو اب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے مرتد ہے۔ جیسے لا الہ الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی حدیث لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانے میں بھی کوئی نبی نہ تھا نہ ہو سکتا تھا کیونکہ خاتم النبیین وہ ہوتا ہے جو سب نبیوں سے پیچھے ہو۔ (نور العرفان ص ۶۷۵)

### نیکوں کی شفاعت برحق ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من الذی یشفع عنده الا باذنه (ترجمہ) وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔ (پ ۳ کو ع ۲)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے اور ان کی یہ شفاعت دھونس کی نہ ہو گی بلکہ اذن کی ہو گی۔ لہذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہے وہ بے ایمان ہے۔ اور جو مشرکین عرب کی طرح دھونس کی شفاعت مانے وہ بھی بے ایمان ہے۔ انبیاء، اولیاء، علماء، مشائخ، حجر اسود، قرآن مجید، کعبۃ اللہ، ماہ رمضان اور مسلمانوں کے نابالغ فوت شدہ بچے شفاعت کریں گے (نور العرفان ص ۶۶)

حضور ﷺ کو حق تحریم و تحلیل حاصل ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و یحل لهم الطیبات و یحرم علیہم الخبائث (ترجمہ) اور (نبی آخر الزمان) ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (پ ۸ ر کو ع ۹۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے حضور کو حرام و حلال فرمانے کا اختیار دیا۔ یہاں حرام فرمانے والا حضور کو قرار دیا گیا ہے (نور العرفان ص ۲۷۰)

پیغمبر کی گستاخی شیطانی طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قال اخرج منها عدو و ما مد حوراً ط (ترجمہ) (اللہ نے شیطان کو) فرمایا یہاں سے نکل جا رڈ کیا گیا راندہ ہوا۔ (پ ۸ ر کو ع ۹۶)

اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر کفر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی اللہ کی دشمنی سے۔ اسی سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ (نور العرفان ص ۲۴۱)

بزرگوں کی یادگار قائم کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قال الدین غلبوا علی امرہم لتتخذن علیہم مسجداً (ترجمہ) وہ بولے جو کام میں غالب رہے تھے۔ قسم ہے کہ ہم تو ان (اصحاب کہف) پر مسجد بنائیں گے۔ (پ ۱۵ ر کو ع ۱۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات اور ان کے مقامات

کی زیارت کرنی مسلمانوں کا بہت پرانا طریقہ ہے۔ ان لوگوں نے مسجد یا قبہ بنانے کی تجویز اس لیے کی تھی کہ زائرین کو آسانی ہو (نور العرفان ص ۳۷۱)

استمداد واستعانت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ** (ترجمہ) اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔  
(پ ۲ کو ع ۳)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک کاموں سے مدد طلب کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندوں سے بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کا چوپایہ بنجر زمین میں چھوٹ جائے تو وہ پکار کر کہے یا عباد اللہ احبسو ایا عباد اللہ احبسو اے اللہ کے بندو رو کو اے اللہ کے بندو رو کو۔ **فان لله عزوجل في الارض حاضر** 'سبحسہ'۔ سو اللہ کا زمین میں موجود کوئی نہ کوئی بندہ ہو گا جو عنقریب اس کو اس پر روک دے گا۔ (کتاب الاذکار للنووی ص ۲۰۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

محبوبان خدا اولاد بخشتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قالت انى اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقياً** ہ قال انما انا رسول ربك لا اله الا الله اعوذ بك من ان يكون من عبادي المغضوب عليهم ولا من اعدائهم ولا من اهل النار (ترجمہ) (حضرت مریم) بولی میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔ جبرائیل بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک ستمرا بیٹا دوں۔ (پ ۱۶ کو ع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام باذن الہی بیٹا دے سکتے ہیں۔ اسی طرح حضور کی بارگاہ سے اولاد اور تمام رب کی نعمتیں ملتی ہیں۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ رب کی نعمتوں کو بندے کی طرف نسبت کر سکتے ہیں۔ لہذا کہہ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ اولاد، ایمان، عزت، جنت دیتے ہیں حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت میں آپکی رفاقت مانگتا ہوں۔ (نور العرفان ص ۲۸۸)

متبرک مقام کا ادب فرض ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا اتَا هَا نُودِي يَا مُوسَىٰ اِنِّى اَنَا رَبُّكَ فَارْكَعْ نَعِيكَ  
انک بالواد المقدس طوى (ترجمہ) پھر جب (موسیٰ) آگ کے پاس آئے تو نداء فرمائی گی  
کہ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار ڈال بے شک تو پاؤں کے جنگل طوی میں  
ہے۔ (پ ۱۶ کو ع ۱۰)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبرک جنگلوں کا بھی ادب کرنا چاہیے  
جیسے مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے جنگل جو حرم کہلاتے ہیں۔ نیز ادب کے لیے جو اتارنا سنت موسیٰ  
ہے لہذا مسجدوں میں جو اتار دینا اچھا ہے۔ اگرچہ جوتے میں نجاست نہ ہو۔ (نور العرفان  
ص ۳۹۸)

دعافاتہ کو مقبولیت کے وقت تک مؤخر کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالُوْا يَاٰ بَا نَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ؕ قَالَ سَوْفَ اسْتَغْفِرْ لَكُمْ  
ربی ط انه ' هو الغفور الرحيم (ترجمہ) (برادران یوسف) بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہ  
کی معافی مانگیے۔ بے شک ہم خطاوار ہیں۔ (حضرت یعقوب نے) کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب  
سے چاہوں گا۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۳ کو ع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس وقت دعائے فرماتا اس لیے تھا کہ ابھی دل میں جوش نہ تھا جو  
مقبولیت کے لیے اکسیر ہے۔ یا وقت سحر کا انتظار تھا۔ یا یوسف علیہ السلام کی ملاقات کا انتظار تھا۔  
اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (نور العرفان ص ۳۹۲)

بزرگوں کے قدموں کی جگہ اللہ کی نشانی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الصفا و المروة من شعائر اللہ (ترجمہ) بے شک صفا اور مروہ اللہ کی  
نشانیوں سے ہیں (پ ۲ کو ع ۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جائے وہ  
چیز عظمت والی بن جاتی ہے۔ صفا مروہ پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانی بن

گئے۔ (نور العرفان ص ۳۶)

بزرگوں کا دم درود پر اثر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذ تخلق من الطين كهيئة الطير باذني فتنفخ فيها فتكون طيراً باذني (ترجمہ) اور تو مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے بناتا ہے پھر اس میں پھونک مارتا ہے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی ہے۔ (پ ۷ ر کو ع ۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ یہ آیت مشائخ کے دم درود کی دلیل ہے۔ ہمیشہ فیض دیتے وقت دم کیا جاتا ہے۔ حضرت جبرائیل نے نبی بی مریم کے گریبان میں پھونک ہی تو ماری تھی۔ حضرت اسرافیل پھونک مار کر ہی صور کے ذریعے لوگوں کو زندہ کریں گے۔ معلوم ہوا کہ پھونک میں اثر ہوتا ہے۔ رب نے حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی تھی۔ اس قاعدے سے اب بھی صوفیائے کرام دم کرتے ہیں (نور العرفان ص ۲۰۰)

نیکوں کی تقلید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واتبع سبیل من اناب الیّ (ترجمہ) اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ (پ ۲۱ ر کو ع ۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ تقلید شخصی اعلیٰ چیز ہے کہ سارے اولیاء اللہ مقلد گزرے ہیں۔ کوئی بھی غیر مقلد نہ ہوا۔ (نور العرفان ص ۶۵۸)

مردوں کو پکارنا جائز ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل علی کل جبل منهن جزءاً ثم ادعهن یا تینک سعياً (ترجمہ) (اللہ نے) فرمایا تو اچھا (اے ابراہیم) چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ککڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا تو وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے۔ (پ ۳ ر کو ع ۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہوتا ہے فیض دینے کیلئے اور گزشتہ نبیوں دلیوں کو پکارنا بھی جائز ہوتا ہے فیض لینے کے لیے۔ (نور



## حجیت حدیث

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم یتلو اعلیہم آیاتک و یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم ، (ترجمہ) (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی) اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ وہ ان پر آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستر فرمائے۔ (پار کو ع ۱۵)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت

ہے۔ اسی طرف والحکمۃ میں اشارہ ہے (نور العرفان ص ۳۰)

## نیک باپ دادوں کی برکت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و اما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لہما وکان ابوہما صالحاً ج فاراد ربک ان یبلغا اشدہما و یمتخرجا کنزہما ملیق (ترجمہ) رہی وہ دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں۔ (پ ۱۶ ر کو ع ۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی نیکیاں اولاد کے کام آتی ہیں

۔ وسیلہ کا ثبوت ہوا۔ اور نبی امت کے حق میں مثل باپ کے ہیں تو انشاء اللہ حضور کی نیکیاں ہم گناہگاروں کے کام آئیں گی۔ خیال رہے کہ وہ نیک مرد ان بچوں کا آٹھواں باپ تھا جیسا کہ صواعق محرقہ میں ہے۔ (نور العرفان ص ۴۸۳)

## عذاب قبر حق ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و حاق بال فرعون سوء العذاب فالنار یعرضون علیہا غدواً و عشیاً و یوم تقوم الساعة لئلا یخلو ال فرعون اشد العذاب (ترجمہ) آگ جس پر وہ صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی حکم ہو گا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل

کرد۔ (پ ۲۳ ر کوع ۱۰)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے۔ (نور العرفان ص ۷۵۳) کیونکہ النار سے مراد قبر کی آگ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

ذکر بالکھجر جائز ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاذا قضیتہم مناسککم فاذکرو اللہ کذا کر کم اباء کم او اشد ذکر اذ (ترجمہ) پھر جب اپنے حج کے احکام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ (پ ۲ ر کوع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر بالکھجر اچھی چیز ہے کیونکہ حکم دیا گیا کہ حج سے فارغ ہو کر رب کا ویسے ہی ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادوں کا کرتے تھے اور کفار عرب اپنے باپ دادوں کا ذکر اعلانیہ طور پر مجمع لگا کر کرتے تھے۔ تو اب اللہ کا ذکر بھی اعلانیہ کرنا چاہیے (نور العرفان ص ۲۸)

بدعت حسنہ باعثِ ثواب ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ورہبانیتہ ابتدعوہا ما کتبنا ہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوہا حق رعا یتھاج فاتینا الذین امنوا منہم اجر ہم، و کثیر منہم فاسقون (ترجمہ) اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی۔ پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے بنا ہونے کا حق تھا۔ تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا۔ اور ان میں سے بہترے فاسق ہیں (پ ۲ ر کوع ۲۰)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ رہبانیت یعنی دنیا ترک کرنا، عبادات کی سخت مشقتیں انہوں نے خود ایجاد کر لیں۔ جن عیسائیوں نے رب کو راضی کرنے کے لیے یہ مشقیں ایجاد کیں ان کی نیت بخیر تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مومن عیسائیوں کو ان کی ایجاد کردہ بدعات کا ثواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں اچھے طریقے ایجاد کرنا جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں بہت باعثِ ثواب ہے۔ جیسے قرآن کریم کے تمس پارے۔ رکوع بنانا۔ علم حدیث و فقہ مرتب کرنا۔ محفل میلاد اور فاتحہ

بزرگان وغیرہ۔ ہاں بدعت حسہ ایجاد کر کے اسے نہ بنا ہنا برا ہے کہ اس پر عتاب فرمایا گیا۔  
(نور العرفان ص ۸۶۳)

### حیلہء اسقاط

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْتًا فَاَضْرِبْ بِهِ وَلَا تُخْطِطْ (ترجمہ) اور (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم کونہ توڑ۔ (پ ۲۳ ر کو ع ۱۳)  
مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے جائز ہیں۔ میت کے حیلہء اسقاط کی دلیل یہی آیت ہے۔ (نور العرفان ص ۷۲۷)

### اہل بیت کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُم تَطْهِيراً (ترجمہ) اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (پ ۲۲ ر کو ع ۱۱)  
مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ازواج النبی ﷺ یقیناً حضور کے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواج مطہرات سے ہی مخاطب ہیں۔ جو ان کے اہل بیت ہونے کا انکار کرے وہ اس آیت کا انکاری ہے۔ حدیث کساء میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ خدایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں ان کے سوا کوئی نہیں۔ (نور العرفان ص ۶۷۳)  
متعہ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَانكحوا من بائن اهلن وانو من اجور هل بالمعروف محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان (ترجمہ) تو ان سے نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور حسب دستور ان کے مہر دو۔ قید میں آئیں۔ نہ مستی نکالتی اور نہ یار بناتی۔ (پ ۵ ر کو ع ۱۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوٹھی سے بھی متعہ حلال نہیں نہ زنا۔ مصافحات سے متعہ حرام ہوا اور متخذات اخدان سے ظاہر و خفیہ زنا۔ کفار عرب اپنی لوٹھیوں سے زنا

کرا کر اس کی آمدنی خود کھاتے تھے۔ (نور العرفان ص ۱۲۹)  
قرآن مکمل کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (ترجمہ) بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں (پ ۱۳ کو ع ۱۴)  
اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید قیامت تک مکمل طور پر محفوظ اور باقی رہے گا کیونکہ خود رب تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت پر رونا پیشنا منع ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و جاء وا۱ باہم عشاءً یبکون (ترجمہ) اور رات ہوئے (برادران یوسف) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔ (پ ۱۲ کو ع ۱۲)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رونے والا سچا یا مظلوم نہیں ہوتا۔ کبھی ظالم اور جھوٹا بھی رویا کرتا ہے۔ اس سے قاضی اور مفتی صاحبان کو سبق لینا چاہیے (نور العرفان ص ۳۷۷)

سب صحابہ جنتی ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل واولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ط وکلا وعد اللہ الحسنی ط واللہ بما تعملون خبیر (ترجمہ) تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔ اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (پ ۲ کو ع ۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ عادل و متقی ہیں۔ کیونکہ سب سے رب نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ جنت کا وعدہ فاسق سے نہیں ہوتا۔ جو تاریخی واقعہ ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے۔ قرآن سچا ہے۔ (نور العرفان ص ۸۵۹)

## تقیہ شیطانی عمل ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فد لهما بغرورہ (ترجمہ) تو اتار لایا انہیں فریب سے (پ ۸ ر کو ع ۹)  
 مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلا تقیہ شیطان نے کیا تھا کہ  
 دل میں آدم علیہ السلام کی دشمنی رکھ کر زبان سے دوستی ظاہر کی (نور العرفان ص ۲۳۲)  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما قتلوه وما صلبوه و لكن شبه لهم ط (ترجمہ) اور (حق) ہے یہ کہ  
 انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا۔  
 (پ ۶ ر کو ع ۲)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی آج عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا  
 موت کا قائل ہو وہ یہود کی طرح جہالت میں گرفتار ہے۔ جیسے لاہوری یا قادیانی مرزائی  
 (نور العرفان ص ۱۶۳)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانه لعلم الساعة فلا تمترن بها و اتبعون ط هذا صراط مستقیم (ترجمہ)  
 اور بے شک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے۔ تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا۔ یہ  
 سیدھی راہ ہے۔ (پ ۲۵ ر کو ع ۱۲)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت اترنا برحق  
 ہے۔ کیونکہ یہ علامت قیامت ہے۔ لیکن آپ کا وہ آنا ہمارے نبی کے امتی ہونے کی حیثیت سے  
 ہو گا۔ یعنی نبوت پر بھی فائز ہوں گے اور امتی بھی ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام کو آسمان پر زندہ نہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے اور سیدھے راستے پر نہیں۔ رب نے اسی  
 کو سیدھا راستہ فرمایا۔ (نور العرفان ص ۷۸)



بد مذہب سے کنارہ کشی فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا ترکوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار لا و ما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون (ترجمہ) اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ پھر مدد نہ پاؤ گے۔ (پ ۱۲ کو ع ۱۰۶)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ”یہاں ظالم سے مراد کافر اور سارے گمراہ و مرتدین ہیں۔ اور ان کی طرف جھکنے سے مراد ان سے محبت یا میل جول رکھنا۔ ان کے اعمال سے راضی ہونا۔ ان کے مقابلہ میں پلپلا پن دکھانا۔ ان کی خوشامد کرنا سب ہی ہے۔ کسی بے دین سے یہ کوئی معاملہ نہ کیا جائے۔ (نور العرفان فی حاشیۃ القرآن ص ۳۷۲)

رسول اللہ ﷺ کے مخالفوں سے عداوت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباؤہم او ابناؤہم او اخوانہم او عشیرتہم، اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ، ویدخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوانہ، اولئک حزب اللہ، الا ان حزب اللہ ہم الغالبون (ترجمہ) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں ان باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتے ہو۔ اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (پ ۲۸ کو ع ۳۶)

بتوں کے نام چھوڑے گئے جانور حلال ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما جعل اللہ من بحیرة ولا مسآبة ولا وصیلة ولا حام ولكن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون (ترجمہ) اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے

کان چراہوا جانور اور نہ بجا اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں۔ اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں۔ (پ ۷ ر کو ع ۴)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں کہ ان جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حالانکہ وہ حلال ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ تھا۔ صحابہء کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے۔ جن میں یہ جانور بھی ضرور ہوتے تھے۔ مگر سب کو غنیمت بنا کر آپس میں تقسیم کر لیتے اور کھاتے تھے اور کوئی تحقیق نہیں کرتے تھے۔ (نور العرفان ص ۱۹۸)

اللہ حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد نری قلب وجھک فی السماء فلنو لیک قبلۃ ثر ضہا من فول وجھک شطر المسجد الحزام (ترجمہ) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ (پ ۲ ر کو ع ۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے اور خود رب تعالیٰ حضور کو راضی بناتا ہے۔ رب فرماتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضنی (اور عنقریب تیرا رب تجھے عطا کرے گا تو تو راضی ہو جائے گا) (نور العرفان ص ۳۳)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

علم لدنی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فوجد اعبداً من عبادنا اتیناہم رحمةً من عندنا و علمناہم من لدنا علماً (ترجمہ) تو ان دونوں (موسیٰ و یوشع علیہما السلام) نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ (پ ۱۵ ر کو ع ۲۱)

مفتی صاحب لکھتے ہیں یعنی بغیر کسی سے پڑھے ہوئے مادر زاد عالم کا علم لدنی ہوتا ہے۔ اکثر انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے۔ آدم علیہ السلام کو بھی یہی علم دیا گیا۔ (نور العرفان

حضور ﷺ صاحب مقام محمود ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عسی ان یبعثک ربک مقاما محموداً (ترجمہ) قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں (پ ۱۵ کو ع ۹)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں تشریف فرما ہو کر حضور ﷺ شفاعت کبریٰ کا دروازہ کھولیں گے۔ یہ مقام حضور کے لیے خاص ہے جس پر سب رشک کریں گے۔ (نور العرفان ص ۴۶۲)

حضور ﷺ ہی رحمۃ العالمین ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین (ترجمہ) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے (پ ۷ کو ع ۷) حضور ﷺ کی رحمت مطلق ہے کامل ہے شامل ہے۔ عام ہے، عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے ہے۔ دونوں جہان میں دائمی موجود ہے۔ الغرض جس شے کے لیے اللہ رب العالمین ہے اس شے کے لیے حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں (نور العرفان)

حضور ﷺ سر اپا معجزہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم و انزلنا الیکم نوراً مبیناً (ترجمہ) اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔ (پ ۶ کو ع ۴)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اللہ کی پہچان کی دلیل ہیں۔ آپ از سر تا پائے اقدس حق کی دلیل ہیں۔ آپ کا ہر عضو ایک معجزہ نہیں بلکہ بے شمار معجزات کا مجموعہ ہے۔ (نور العرفان)

و هذا آخر ما اردنا ایرادہ فی هذه المقالة المبارکہ تقبلہا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم

دوسرا مقالہ

خزینہ حدیث

عقائد اہل سنت

(احادیث کی روشنی میں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من كان نبيا و آدم بين الماء والطين  
وعلى عباد الله الصالحين .

اس مختصر مقالہ میں چند احادیث مبارکہ جمع کی گئی ہیں جن سے مذہب اہل سنت کی تائید و تصدیق  
حاصل ہوتی ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمع العليم۔

## سبب کائنات

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال او حی اللہ الی عیسیٰ امن لمحمد  
وامرو من ادركه من امتک ان یوء منو ابہ فلو لا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار  
۔ اخرجه الحاكم و صححه (ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی یہ حکم دیا۔ کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو یہ  
حکم دو کہ جو کوئی آپ کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے۔ کیونکہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو  
پیدا کرتا اور نہ جنت و دوزخ کو۔ (خصائص کبریٰ۔ جلد اول ص ۷)

## نورِ اولین

ایک دن حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے  
اس چیز کی خبر دیں جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یا جابر ان اللہ  
تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نیک من نورہ رواہ عبدالرزاق فی مصنفہ (ترجمہ) اے  
جابر بلا شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔  
(نشر الطیب ص ۲)

## بے سایہ ہستی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ لم یکن لرسول اللہ ﷺ ظل ولم یقم مع  
شمس الا غلب ضوءہا ولا مع سراج الا غلب ضوءہ ضوءہ۔ رواہ صاحب الوفاء  
(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اور جب بھی آپ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ کی

نورانیت اس کی روشنی پر غالب ہوتی تھی۔ اور جب بھی آپ چراغ کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو آپ کا نور اس کے نور پر غالب ہوتا تھا۔ (نسیم الریاض۔ جلد ثالث۔ ص ۲۸۲)

## بے مثل بشر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ صوم وصال رکھا کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا و ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی متفق علیہ (ترجمہ) اور تم میں کون میری مثل ہے؟ میں رات گزارتا ہوں درآں حالیکہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۵۷)

## غیب دان نبی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قام فینا رسول اللہ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازل لهم و اهل النار منازل لهم حفظ ذلك من حفظه و نسیه من نسیه رواه البخاری۔ (ترجمہ) ایک روز رسول اللہ ایک مقام میں کھڑے ہوئے اور آپ نے ابتدائے خلق سے جنت میں جنتیوں اور دوزخ میں دوزخیوں کے داخل ہونے تک کی ہر بات کی خبر دی۔ جس نے اسے یاد رکھا اس نے اسے یاد رکھا اور جس نے اسے بھلا دیا اس نے اسے بھلا دیا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۰۲)

## حاضر و ناظر

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ رفعت لی الدنیا فانظر فیہا کما انظر الی کفی ہذہ۔ میرے لیے دنیا اٹھائی گئی تو میں اسے دیکھتا ہوں جس طرح میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ (تفسیر صاوی جلد ثانی ص ۹۷)

## پیشگی اعمال

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ حیاتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم فاذا انامت کانت و فاتی



خیر لکم تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیراً حمدت اللہ وان رأیت شراً استغفرت لکم رواہ ابن سعد عن بکر بن عبد اللہ مرسل (ترجمہ) تمہارے لیے میری زندگی بہتر ہے۔ تم گفتگو کرتے ہو اور تم سے گفتگو کی جاتی ہے۔ پھر جب میں فوت ہو جاؤں گا تو تمہارے لیے میری وفات بہتر ہو گی۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے۔ سوا گر میں کوئی نیکی دیکھوں گا تو اللہ کی حمد بجالاؤں گا اور اگر کوئی برائی ملاحظہ کروں گا تو تمہاری معافی کی دعا مانگوں گا۔ (الجامع الصغیر للسیوطی وحسنہ۔ الجلد الاول ص ۱۵۰)

### صاحب قبر سے فریاد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن مالک الدار فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں ایک سال سخت قحط پڑا۔ ایک شخص روضہ نبوی پر حاضر ہوا اور اس نے کہا استسق لا متک فانہم قد ہلکوا۔ یا رسول اللہ آپ اپنی امت کے لیے بارش مانگیں کیونکہ وہ ہلاک کی جا چکی ہے۔ خواب میں اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ انت عمر فاقراءہ السلام واخبرہ انہم مسقون۔ عمر کے پاس جا اور اسے سلام پیش کر اور اسے خبر دے کہ انہیں عنقریب بارش عنایت کی جائے گی (جواہر البحار ص ۱۳۱۳ الجلد الرابع عن خلاصۃ الوفاء)

### رجال الغیب سے فریاد

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اذا انفلتت دابة احدکم بارض فلاة فلینادیا عباد اللہ احبسوا علی دآبتی فان للہ فی الارض حاضرًا سیحبسہ علیکم۔ رواہ الطبرانی وابن السنی وابویعلی عنہ۔ (ترجمہ) جب کسی جنگل میں تمہارا چوپایہ چھوٹ جائے تو تم باواز بلند کہو۔ اے اللہ کے بندو! میرا جانور مجھ پر روک دو۔ سوزمین میں اللہ کے کچھ بندے ہیں جو اسے تم پر روک دیں گے۔ (جامع صغیر للسیوطی جلد اول ص ۲۲)

### بوقت مصیبت بزرگوں کا نام لینا

ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سوجھ گیا۔ کسی نے کہا آپ اپنے محبوب

ترین شخص کو یاد کریں۔ فصاح یا محمد اہ فانتشرت۔ سو آپ نے پکار کر کہا۔ اے محمد ﷺ  
! پھر آپ کا پاؤں کھل گیا۔ یعنی تندرست ہو گیا۔ (شفاء شریف)

### دعا میں بزرگوں کا نام لینا

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے عرض کیا۔ آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ مجھے عافیت عطا کرے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر۔ اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے کہا آپ دعا کریں۔ یہ سن کر آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا مانگے۔ اللهم انی اسئلك و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی لتقضی اللهم شفعه فی۔ اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے رحمتوں والے نبی محمد کے وسیلہ سے۔ میں تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ اے محمد! میں اپنی اس حاجت میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی کی جائے۔ اے اللہ میرے بارہ میں آپ کی سفارش قبول فرما۔ (جواہر البحار۔ جلد رابع۔ ص ۱۳۱۳۔ شفاء شریف جلد اول ص ۲۱۲)

### حاجت رواہستیاں

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان لله تعالیٰ عبادا اختصهم بحوائج الناس یفرع الناس الیہم فی حوائجہم او لشک الامنون من عذاب اللہ رواہ الطبرانی و حسنہ السیوطی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے چند بندے ہیں جنہیں اس نے بندوں کی حاجتوں کے لیے مخصوص کیا ہے۔ لوگ اپنی حاجتوں میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہ۔ ہ۔ لوگ اللہ کے عذاب سے محفوظ ہیں (جامع صغیر جلد اول ص ۹۳)

### قاسم نعمات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ و انما انا قاسم واللہ یعطی متفق علیہ۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا

فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۲۹)

## اولیاء کی برکتیں

حضرت علی رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الا بدال بال شام و ہم اربعون رجلاً کلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلاً يسقى بهم الغيث و ينتصر بهم على الاعداء و يصرف عن اهل الشام بهم العذاب رواه احمد (ترجمہ) ابدال ملک شام میں ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں اور جب ان میں سے کوئی ایک مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کوئی اور شخص کھڑا کر دیتا ہے۔ ان کے وسیلہ سے بارش برسائی جاتی ہے۔ اور ان کے وسیلہ سے دشمنوں پر امداد دی جاتی ہے۔ اور ان کے وسیلہ سے اہل شام سے عذاب الہی پھیرا جاتا ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی و حسنہ۔ جلد اول ص ۱۲۲)

## خازن نعمات

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی علیہ السلام شہدائے احد کی زیارت کے لیے نکلے۔ پھر آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی پھر واپس آئے اور منبر پر فرمایا۔ بلاشبہ میں تمہارا پیش رو ہوں۔ اور بلاشبہ اللہ کی قسم اب میں اپنا حوض دیکھتا ہوں۔ و انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض۔ اور بلاشبہ مجھے تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ (خرجہ البخاری (خصائص الکبریٰ الجلد الثانی ص ۲۶۹)

## مختار نبی

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نصرت بالرعب و اعطیت الخزائن و خیرت بین ان ابقی حتی اری ما یفتح علی امتی و بین التعجیل۔ فاخترت الصعجل اخرجہ البیهقی۔ رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی اور مجھے تمام خزانے عطا کیے گئے اور مجھے ان دو باتوں میں اختیار دیا گیا کہ یا تو میں دنیا میں زندہ رہوں اور ان چیزوں کو دیکھوں جو میری امت کے لیے کھولی جائیں گی یا جلدی انتقال کر جاؤں۔ سو میں نے جلدی انتقال کر جانے کو قبول کیا۔ (الخصائص الکبریٰ۔ جلد ثانی ص ۲۶۹)

## حیاتِ انبیاء

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ الانبیاء احياء فی قبورہم یصلون تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ در آں حالیکہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ رواہ ابو یعلیٰ فی مسندہ۔ (جامع صغیر۔ جلد اول ص ۱۲۲ و حسنہ)

## قبر میں علم کائنات

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جو کوئی روزِ جمعہ یا شبِ جمعہ مجھ پر ایک سو بار درود بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری کرے گا۔ ان میں سے ستر اخروی حاجتیں اور تیس دنیوی حاجتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس درود پر ایک فرشتہ مقرر کرے گا۔ جو اسے قبر میں مجھ پر پیش کرے گا۔ جس طرح کہ تم پر تحفے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاءة اخرجہ الا صبہانی۔ بلاشبہ وفات کے بعد میرا علم اسی طرح ہو گا جس طرح زندگی میں میرا علم ہے۔ (الخصائص الکبریٰ۔ جلد دوم ص ۲۸۰)

## عطائے نبوی

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور ﷺ کے پاس تھا۔ جب میں آپ کے لیے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں لایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مانگ۔ میں نے کہا اسٹلک مرافقتک فی الجنة۔ میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ او غیر ذلک۔ آیا کچھ اور درکار ہے؟ میں نے کہا۔ یہی چاہیے پھر آپ نے فرمایا کثرت سجود سے تو اپنے نفس کے مقابلہ میں میری امداد کر۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ۔ جلد اول ص ۷۷)

## شفاعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔ میری شفاعت میری امت کے بڑے گناہگاروں کے لیے ہے۔ رواہ احمد و ابوداؤد و النسائی و ابن حبان و الحاکم عنہ و الطبرانی عن ابن عباس و الخطیب عن ابن عمرو کعب بن عجر رضی اللہ عنہم (جامع صغیر۔ جلد دوم۔ ص ۴۰)

## زیارت روضہء نبوی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ من زار نبي بالمدينة محتسباً كنت له شهيداً و شفيعاً يوم القيامة رواه البيهقي في الشعب جو کوئی ثواب کے لیے مدینہ میں میری زیارت کرے۔ قیامت کے روز میں اس کے حق میں گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۷۲۔ وحسنہ)

## ختم نبوت

حضرت۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ و انه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي الله وانا خاتم النبيين لا نبي بعدى رواه ابو داؤد والترمذی اور عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مشکوٰۃ جلد دوم ص ۱۶۸)

## ایصالِ ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کی غیر موجودگی میں فوت ہو گئیں۔ آپ رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میری والدہ میری عدم موجودگی میں فوت ہوئیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو آیا وہ انہیں نفع دے گا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ یہ سن کر حضرت سعد نے کہا۔ پھر میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ میری والدہ کی طرف سے صدقہ ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

## سماع موتی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه انه يسمع قرع نعالهم۔ بلاشبہ جب کوئی بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھی اس سے واپس آجاتے ہیں تو وہ ان کی جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ سنتا ہے۔ (مشکوٰۃ۔ جلد

اول۔ ص ۲۲)

دور سے سننا

کسی نے کہا یا رسول اللہ جو لوگ آپ سے دور ہیں یا وہ آپ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود و سلام کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اسمع صلوة اهل محبتی واعرفهم و تعرض علی صلوة غیر ہم عرضا۔ میں اپنے محبت کرنے والوں کا درود سنتا ہوں۔ (خواہ وہ مجھ سے کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں۔ اور میں انہیں پہچانتا ہوں اور دوسرے لوگوں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (دلائل الخیرات ص ۶۳)

نورِ حسی

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ رات امی حین حملت بی انہ خرج منها نور اضاء لها قصور بصری من ارض الشام۔ میری والدہ نے ان کے شکم میں میرے آنے کے وقت دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے ان کے لیے ملک شام کے شہر بصری کے محلات روشن کر دیئے (شفاء شریف جلد اول ص ۱۰۳)

پہلی نبوت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کنت نبیا و ادم بین الروح و الجسد۔ رواہ ابن سعد مرسلًا و الطبرانی عن ابن عباس و صححہ الجلال السیوطی۔ میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے مابین تھے (الیواقیت والجواهر۔ جلد دوم ص ۱۸۔ مدارج النبوة جلد دوم ص ۳)

نکاحِ مصطفیٰ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کان النبی ﷺ یرى باللیل فی الظلمة کما یرى بالنهار فی الضوء۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کے وقت اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح آپ دن کے وقت روشنی میں دیکھتے تھے۔ رواہ الیصحیح فی الدلائل عنہ وابن عدی عن

عائشہ رضی اللہ عنہما وحسنہ الجلال السیوطی (الجامع الصغیر الجلد الثانی ص ۱۱۷)

### ذکر ولادت نبوی

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سو موار کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ فیہ ولدت وفیہ انزل علی۔ اس دن میں پیدا ہوا اور اس دن میں مجھ پر وحی الہی نازل کی گئی۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۱ ج ۱)

### قیام تعظیسی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر رہے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا بھیجا اور وہ ان کے رشتہ دار تھے۔ حضرت سعد گدھے پر ہو کر جب مسجد نبوی کے قریب پہنچے تو نبی کریم نے انصار کو فرمایا قوا الی سیدکم۔ تم سردار کے لیے اٹھو۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۱۹)

### دست بوسی

حضرت زراع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور وہ وفد عبدالقیس میں تھے کہ جب ہم مدینہ پاک ہم اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کو اور پاؤں کو بوسے لگے۔ رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ۔ جلد ثانی۔ ص ۱۱۹)

### بیعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ کنا اذا رسول اللہ علی السمع والطاعة بقول لنا فی ما استطعتم متفق علیہ جب بھی ہم رسول ہاتھ پر ان کی ہر بات سننے اور ماننے پر بیعت کرتے تو آپ ہمیں ارشاد فرماتے صرف اس بات جس کی تمہیں قدرت ہے۔ (مشکوٰۃ۔ جلد دوم ص ۴۷)

### ذکر جہر

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ اذا



لا اله الا الله بصوته الا على لا اله الا الله الى آخره رواه مسلم۔ حضور پر نور ﷺ جب نماز  
 ے سلام پھرتے تھے تو آپ اپنی انتہائی بلند آواز میں لا اله الا الله الخ کہتے تھے۔ (مشکوٰۃ۔ جلد  
 ۱۔ ص ۸۱)

## رپر قرآن خوانی

نرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل  
 اور سورۃ یسین پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ان مردوں کے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔ اور اس زائر کے  
 بے ان کی تعداد جتنی نیکیاں ہیں۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

## سلام میں اچھی رسم نکالنا

نرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ من سن فی الاسلام سنة  
 سنہ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجرہم شئی۔ جو شخص  
 لام میں کوئی اچھی رسم نکالے اس کے لیے اس رسم نکالنے کا ثواب ہے۔ اور اس کے لیے اس  
 رسم پر اس کے بعد جتنے لوگ چلیں گے ان کے ثوابوں جتنا ثواب ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے  
 بوں میں کچھ کمی کی جائے (مشکوٰۃ۔ جلد اول ص ۳۱)

## راب قبر

نرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ عذاب القبر من اثر البو  
 ن اصابہ بول فلیغسلہ فان لم یجد ماءً فلیمسہ بتراب طیب۔ عذاب قبر پیشاب کے اثر کی وجہ سے ہوتا  
 ے۔ پس جس کو پیشاب لگے وہ اسے دھو ڈالے۔ اور اگر اسے پانی نہ ملے تو اسے پاک مٹی سے  
 نچھ دے۔ رواہ الطبرانی وحسنہ، السیوطی (جامع صغیر)

## قل پر مد اومت

نرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ احب الاعمال الى الله  
 نومها وان قل۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے۔ اگرچہ وہ  
 نوٹ اساہو۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۰۱)

## تبرکات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی پاک ﷺ کی ایک ازار، ایک چادر، ایک قمیض، چند اور ناخن تھے۔ انتقال کے وقت آپ نے وصیت فرمائی۔ کفنونی فی قمیصہ وادر جونی فی رداءہ وازر فی ازارہ و احشوا منخری و مشدتی و مواضع السجود منی بشرہ و اظفارہ و خلوا بنی و بین ارحم الراحمین۔ حضور پر نور ﷺ کی قمیض میں کفناؤ۔ آپ کی ازار میں رکھو۔ میرے نتھنے، منہ اور سجدہ جگہوں میں آپ کے بال اور ناخن رکھو۔ اور مجھے ارحم الراحمین کے حوالے کر دو۔ (اسماء الرجب ص ۳۳)

## حلوہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ بحب الحلواء و العسل۔ رسول اللہ ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند فرماتے تھے۔ رواہ السنۃ و صحیحہ الجلال السیوطی۔

## قبر پر پھول ڈالنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام قبروں کے پاس سے گزرے۔ اور فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی سے نہیں بلکہ اس وجہ سے انہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔ کہ ان میں سے ایک چغل خوری کیا کرتا۔ اور دوسرا پیشاب سے بچا نہیں کرتا تھا۔ ثم اخذ جریدة رطبة فشقها نصفین ثم غرز فی قبر واحد ثم قال لعله ینخف عنہما ما لم ینبسا۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس درمیان سے توڑ کر دو شاخیں بنائیں۔ پھر ہر ایک کو ایک ایک قبر پر گاڑھا اور فرمایا جب تک دونوں تر رہیں گی ہو سکتا ہے کہ ان کے عذاب میں تخفیف رہے۔ اخرجاہ فی الصحیحین (تفہیم ابن کثیر۔ جلد سوم۔ ص ۴۲)

## زیارت قبور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نھیکم عن زیارت القبور فزوروا فانھا تزحد فی الدنیا تذکر الاخرة۔ میں تمہیں قبروں پر جانے سے روکا کرتا تھا۔

تم ان پر جایا کرو۔ کیونکہ وہ دنیا سے کنارہ کش بناتی اور آخرت یاد دلاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ۔ جلد  
ص ۱۳۹)

### س کے نذرانے

ت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کان النبی ﷺ یقبل الہدیۃ ویثیب علیہا۔ بنی پاک علیہ الصلوٰۃ  
ام نذرانہ قبول فرمایا کرتے تھے اور اس کا پورا پورا بدلہ دیا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۵)

### ٹھے چومنا

ث شریف میں آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ من سمع اسمی فی الأذان و وضع  
یہ علی عینیہ فانا طالبہ یوم القيامة و قائدہ الی الجنة۔ جو کوئی آذان میں میرا نام سے  
پنے انگوٹھے اپنی آنکھوں پر رکھے تو قیامت کے دن میں اسے تلاش کروں گا اور اسے جنت میں  
جاؤں گا۔ (صلوٰۃ مسعودی ج ۲ ص ۱۰۶)

### س

ت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ان رسول اللہ ﷺ کان یأتی احداً کل عام فاذا تفوه  
عب سلم علی قبور الشهداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ رسول  
ﷺ ہر سال احد تشریف لاتے اور جب گھاٹیاں سامنے آتیں تو آپ شہدائے احد کی قبروں کو  
م پیش فرماتے تھے۔ رواہ ابن المنذر و ابن مردویہ والجلال السیوطی فی الدر المنثور  
الامام فخر الدین الرازی والخلفاء الاربعة هكذا يفعلون رمواہ ارواح القدس  
(۶)

### حوں کا آنا

ت مالک بن انس فرماتے ہیں بلغنی ان ارواح الموء منین مرسلۃ تذهب حیث شاءت۔  
یہ خبر پہنچی ہے کہ بلاشبہ مومنوں کی روہیں آزاد ہوتی ہیں۔ جہاں جانا چاہیں چلی جاتی ہیں۔ رواہ  
ابی الدنیا (الحاوی للفتاویٰ۔ جلد ثانی ص ۱۷۳)

## میلاد النبی کی خوشی

امام ابن الجزری اپنی کتاب عرف التعریف میں لکھتے ہیں کہ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا اور اس سے کہا گیا "تیرا کیا حال ہے؟" اس نے کہا کہ میں دوزخ میں ہوں مگر ہر سوموار کی رات میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ اور میں اپنی انگلی سے اس قدر پانی چوستا ہوں۔ اور اس نے اپنی انگلی کے پورے کی طرف اشارہ کیا۔ و ان ذلک با عتاقی لثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی صلی اللہ علیہ و سلم و با رضا عہادہ۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ میں نے اپنی لونڈی ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جس وقت اس نے مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی اور اس وجہ سے ہے کہ اس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ (الحاوی للفتاویٰ جلد اول ص ۱۹۶)

## جمعہ کے دن صلوٰۃ و سلام

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اکثرُوا الصلوٰۃ علی یوم الجمعة فانه مشہود یشہده الملائکة وان احداً لم یصل علی الا عرضت علی صلاتہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ اس روز فرشتے حاضری دیتے ہیں۔ اور جب کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ۔ جلد اول۔ ص ۱۱۱)

## دعا بعد نماز جنازہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء۔ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کیلئے خلوص نیت سے دعا مانگو۔ (مشکوٰۃ۔ جلد اول۔ ص ۱۳۳)

## بیس (۲۰) تراویح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرين رکعة سوی الوتر۔ نبی پاک ﷺ رمضان شریف میں وتروں کے علاوہ بیس (۲۰) رکعت (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔ رواہ ابن ابی شیبہ والطبرانی والبیہقی وضعفہ

القاری فی المرقاة (حاشیہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۶)

## صحابہ کی گستاخی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اذا رآء یتیم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة اللہ علیٰ شرکم۔ جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ میرے صحابہ کو گالیاں دے رہے ہیں تو تم کہو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔ رواہ الترمذی (جامع صغیر۔ جلد اول۔ ص ۲۶)

## ما تم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ لیس منا من ضرب الخدود و شق الجيوب و دعا بدعوی الجاہلیة۔ جو شخص اپنے گال پیٹے، اپنا گریبان پھاڑے اور جاہلانہ باتیں کہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ ج ۱۔ ص ۱۳۶)

وهذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بفضلہ ومنہ و کرمہ بحرمة سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات و علی الہ وصحبہ ابد ابد ا۔ ۲۵ رمضان ۱۴۰۰ھ

تیسرا مقالہ

فضائل و کرامات اہل سنت

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على رسوله محمد و اله و اصحابه اجمعين  
 اما بعد۔ دور حاضر میں دیکھا جاتا ہے کہ بد مذہب لوگ بڑے منظم طریقہ سے بھولے بھالے سادہ  
 لوح سنیوں کو اپنے باطل عقائد اور فاسد نظریات کا قائل بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے  
 ہیں۔ سنی مسلک حقہ کو معاذ اللہ پرانا مسلک بتا کر نئے مسلک کو اپنانے کا درس دے رہے  
 ہیں۔ ان لوگوں کی ہم خیال بیرونی حکومتیں بھی سنیوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے اچھی خاصی  
 دولت تبلیغ کے نام پر خرچ کر رہی ہے۔ ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ سیدھے سادے سنی  
 مسلمانوں کو سنی مسلک کی حقانیت سے باخبر کیا جائے تاکہ وہ ایمان کے ان لٹیروں سے اپنا ایمان بچا  
 سکیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ مقالہ "فضائل و کرامات اہل سنت" ترتیب  
 دیا ہے۔ اللہ کریم جل شانہ اسے شرف قبولیت بخشے اور اسے سنی عوام کی مضبوطی ایمان کا ذریعہ  
 بنائے۔ آمین۔

اہل سنت ہمیشہ دین حق پر قائم رہیں گے۔

امام احمد طحطاوی لکھتے ہیں۔ اور علماء سے مراد اہل سنت و جماعت کے علماء ہیں۔ اور اہل سنت  
 و جماعت ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی کے پیرو کاروں کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے  
 ارشاد فرمایا۔ لا تزال طائفت من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرہم من خالفہم حتی یأتی  
 امر اللہ وہم علی ذلک۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا۔ جو کوئی بھی اس  
 کی مخالفت کرے گا وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر (روز قیامت) آئے  
 گا۔ اور وہ اس (حق) پر ہوں گے۔ اس حدیث میں جس طائفہ کے حق پر قائم رہنے کی بشارت دی  
 گئی ہے وہ اہل سنت و جماعت کا وہ طبقہ علماء ہے جس کے پاس دینی اور الہامی علوم ہوں  
 گے۔ کیونکہ جب تک علماء اہل سنت موجود ہوں گے عوام اہل سنت امن میں رہیں گے اور کسی  
 قسم کی دینی گمراہی اور ضلالت میں نہیں پڑیں گے۔ (حاشیہ مراقی الفلاح ص ۴)



اہل سنت ہمیشہ غالب رہیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب اہل شام میں فساد آجائے تو پھر تم میں کوئی بہتری نہیں ہوگی۔ اور میری امت کے ایک گروہ کو نصرت خداوندی حاصل رہے گی۔ جو شخص اسے ذلیل کرے گا وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۸ ج ۲)

اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ فالمراد بهم اهل السنة والجماعة۔ اس منصور گروہ سے مراد اہل سنت وجماعت ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

اہل سنت نفاق سے بری ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ المؤمن من اذا اوجب السنة والجماعة استجاب الله دعاءه وقضى حوائجه و غفر له الذنوب جميعا و كتب له براءة من النار و براءة من النفاق۔ کوئی مومن جب سنت وجماعت کا عقیدہ لازم کر لے تو اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور اس کی حاجتیں پوری فرماتا ہے اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لیے دوزخ سے اور منافقت سے براءت لکھ دیتا ہے۔ (تکملة البحر الرائق ص ۱۸۲ ج ۸)

اہل سنت کی خصوصی علامات۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ من كان على السنة والجماعة استجاب الله دعاءه و كتب له بكل خطوة يخطوها عشر حسنات و رفع له عشر درجات۔ جب کوئی شخص سنت وجماعت کے عقیدہ پر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور اس کے لئے ہر قدم کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اور اس کے لئے دس درجے اونچے فرماتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ۔ کوئی شخص کس وقت جانے کہ وہ اہل سنت وجماعت سے ہے۔ "فرمایا۔" جب وہ اپنے دل میں دس باتیں پائے تو وہ سنت وجماعت پر ہے۔ ایک یہ کہ وہ پانچ نمازیں باجماعت پڑھے۔ اور صحابہ میں سے کسی کو بھی برائی سے یاد نہ کرے۔ اور نہ کسی صحابی کی تنقیص کرے۔ اور نہ بادشاہ پر تلوار لے کر بغاوت کرے۔ اور نہ اپنے ایمان میں

شک کرے۔ اور ایمان رکھے کہ اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ کے دین کے بارے میں کسی سے نہ جھگڑے۔ اور کسی موحد کی تکفیر کسی گناہ کے سبب سے نہ کرے۔ اور اہل قبلہ میں سے جو کوئی مرے اس پر نماز جنازہ ترک نہ کرے۔ اور موزوں پر مسح کو سفر اور حضر میں جائز جانے اور نیک و بد امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ (تکلمۃ البحر الرائق ص ۱۸۲ ج ۸)

اہل سنت کی تعداد میں کمی آتی جائے گی۔

امام احمد صاوی لکھتے ہیں۔ نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ ناجی ہے۔ اور باقی دوزخی ہیں۔ اور امت کی یہ فرقہ بندی صحابہ کے دور کے بعد شروع ہو گی۔ پس ناجی وہ فرقہ ہے جو نبی ﷺ اور صحابہ کے نقش قدم پر ہے۔ یہ ناجی فرقہ ہر زمانے میں قلت و کثرت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ پس صدر اول میں یہ ناجی فرقہ غالب قوی تھا۔ اور جب بھی زمانہ گزرنا جائے گا۔ یہ ناجی فرقہ پوشیدگی میں بڑھتا جائے گا۔ لیکن جب تک دنیا میں قرآن موجود ہے یہ ناجی فرقہ ختم نہیں ہو گا۔ (تفسیر صاوی ﷺ ج ۱۵۲)

مذہب اہل سنت میں غریب لوگ رہ جائیں گے۔

اہل سنت کے حق مذہب پر آخر زمانے میں صرف غرباء و مساکین لوگ رہ جائیں گے۔ دولت مند لوگ اس مذہب حق کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان الدین بد اغریباً وسیعود کما بدا فطوبی للغرباء و ہم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی۔ بلاشبہ دین غربت کے حال میں ظاہر ہوا۔ اور عنقریب جس حال میں ظاہر ہوا تھا اسی حال میں لوٹے گا۔ سو غرباء کے لیے اچھائی ہو۔ اور غرباء وہ لوگ ہیں جو اس فساد کو درست کرتے ہیں جو لوگ میری سنت میں پیدا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷ ج ۱)

اہل سنت کا ساتھ چھوڑنے والا دوزخی ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا الا من سرہ بحبوحة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشيطان مع الفل۔ خبر دار جس شخص کو جنت کا واسطی حصہ پسند ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ شیطان تنہا شخص کے ساتھ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۴۲ ج ۲) اور آپ نے فرمایا و علیکم بالجماعة والعامۃ۔ اور تم پر

(اہل سنت و جماعت) اور عوام المسلمین (کادین) لازم ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸ ج ۱)  
 سنی مسلمان ان احادیث متبر کہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ اور خیال کریں کہ اگر  
 سواد اعظم کی پیروی چھوٹ گئی تو پھر انجام کتنا برا ہو گا۔ اعازنا اللہ تعالیٰ منہ۔  
 اہل سنت ناجی فرقہ ہے۔

(۱) امام محمد غزالی کتاب الجوام العوام عن علم الکلام میں روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ستفرق امتی نیفا و سبعین فرقة الناجیة منهم واحدة فقیل من ہم  
 فقال اهل السنة والجماعة فقیل وما اهل السنة والجماعة فقال ما انا علیه الان و  
 اصحابی. عنقریب میری امت ستر سے کچھ زائد فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک ناجی  
 ہے۔ سو کہا گیا وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ تو فرمایا اہل سنت و جماعت ہیں۔ پھر کہا گیا۔ اہل سنت و  
 جماعت کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو میری اس وقت کی سنت اور میرے صحابہ کی سنت پر ہوں گے۔  
 (الجوام العوام عن علم الکلام ص ۳۵)

(۲) مولانا محمد حسن مجددی لکھتے ہیں۔ فجملة السواد الا عظم و لفظة العامة  
 تصریح بکثرة الافراد و کثرة افراد اهل السنة و الجماعة بالنسبة الى جميع طوائف  
 الضلال امر بدیہی معلوم بالضرورة فثبت ان الفرقة الناجیة هی اهل السنة و الجماعة  
 المقلدین للمذاهب الاربعة المشهورة۔ یعنی سواد اعظم اور عامہ کے الفاظ حدیث کثرت افراد  
 کے بارہ میں صریح ہیں اور اہل سنت کے افراد کی کثرت تمام گمراہ ٹولوں کے افراد کی نسبت سے  
 بدیہی اور معلوم امر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ناجی فرقہ وہ اہل سنت و جماعت ہیں جو مشہور مذہب اربعہ  
 کے مقلدین ہیں۔ (العقائد الصحیحہ ص ۲۴)

(۳) اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ واما الفرقة  
 الناجیة فهی اهل السنة والجماعة۔ اور ناجی اہل سنت و جماعت ہی ہے۔  
 (فتیۃ الطالبین ص ۸۵ ج ۱)

(۴) اور امام احمد طحاوی در مختار کے حواشی میں فرماتے ہیں۔ فعلیکم معاشر  
 الموء منین باتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة و الجماعة فان نصرۃ الله و

حفظہ و توفیقہ فی موافقتہم و خذ لا نہ و سخطہ و مقتہ فی مخالفتہم۔ پس اے تمام  
 مومن جماعتو! تم پر فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی امداد  
 اور اس کی نگہبانی اور توفیق اس جماعت کی موافقت میں ہے۔ اور اس کی ناراضگی اور غضب و غصہ  
 اس کی مخالفت میں ہے۔ (حاشیہ در مختار بحوالہ الدولۃ العثمانیہ)

پھر آگے فرماتے ہیں و هذه الطائفة الناجية اليوم في مذاهب اربعة و هي  
 الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبلون رحمهم الله و من كان خارجاً عن هذه  
 الاربعة في هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار۔ اور یہ ناجی جماعت آج چار مذاہب حنفی،  
 مالکی، شافعی اور حنبلی میں منحصر ہے۔ اور جو شخص آج اس زمانے میں ان چار مذاہب سے خارج ہے۔  
 وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ (حاشیہ در مختار بحوالہ الدولۃ العثمانیہ)

سنی مسلمان علمائے حق کے ان ارشادات کو غور سے پڑھیں، سمجھیں اور جانیں کہ اتباع  
 حق جیسی کوئی دولت نہیں کیونکہ آخرت کی کامیابی کا دار و مدار حق پرستی پر ہی ہے۔ اگر اہل  
 سنت کے مذہب حقہ کو چھوڑ کر بد مذہبی اپنائیں گے۔ تو آخرت میں کتنا خسارہ اٹھانا پڑے گا۔  
 اللهم ثبت قلوبنا على مذهب اهل السنة و الجماعة بمنك العظيم و رسولك الكريم  
 ﷺ آمین۔

فائدہ:- آج کل ایک فرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس نے اپنا نام "جماعت المسلمین" رکھا ہے۔ اس  
 فرقہ کا اہل سنت سے یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے نام کا ثبوت دو۔ ورنہ ہماری جماعت المسلمین میں  
 شامل ہو جاؤ۔ امام غزالی کی مندرجہ بالا حدیث اور تکرار الرائق کی پیش کردہ روایات سے ثابت  
 ہو گیا ہے۔ کہ خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے اہل حق کو اہل سنت و جماعت کا نام عطا فرمایا ہے۔ لہذا  
 یہ نام سرکاری عطیہ ہے۔ کسی نے اپنی طرف سے نہیں رکھا ہے واللہ اعلم ذلک۔ ہاں ہمارا  
 مطالبہ ان سے یہ ہے کہ "جماعت المسلمین" نام کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے۔ فان لم تفعلوا  
 ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين۔

اہل سنت نبی ﷺ کی معنوی اولاد ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی قدس سرہ۔ آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک کی تفسیر میں لکھتے ہیں ای لیغفر اللہ بسبک و جاہک ما تقدم من ذنوب اہلک و معا صیہم اوزلا تہم من اباؤ نک و امہا تک من عبد اللہ و آمنۃ الیٰ آدم و حواء و ما تاخر من ذنوب نسلک من احفادک و اسباطک بل و نسلک المعنوی جمیعاً و ہم اہل السنۃ الیٰ یوم القیامۃ۔ یعنی تاکہ اللہ آپ کے سبب اور آپ کے مرتبہ کے باعث آپ کے گزرے ہوئے گھر والوں کے گناہ اور معاصی یا آپ کے باپوں اور ماؤں حضرت عبد اللہ و آمنہ سے لے کر حضرت آدم و حواء تک کی لغزشیں اور آپ کی آنے والی نسلیں یعنی آپ کے نواسوں بلکہ آپ کی معنوی اولاد یعنی اہل سنت کے گناہ معاف فرمائے۔ (حاشیہ الدولۃ المکیہ ص ۲۹)

اہل سنت کے اعمال بہترین ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی روایت بیان کرتے ہیں کہ عبدالوہاب بن یزید کندی نے حضرت ابو عمر ضریر کو ان کی وفات کے بعد دیکھا تو عرض کیا۔ اللہ نے مرنے کے بعد آپ سے کیا معاملہ کیا ہے؟ فرمایا اس نے مجھے معافی دے دی ہے۔ اور مجھ پر رحم کیا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا فای الاعمال و جدت افضل۔ آپ نے کون سے عمل بہترین پائے ہیں؟ فرمایا اتم علیہ من السنۃ والعلم۔ سنت اور علم میں سے جس پر تم ہو۔ یعنی اہل سنت اور اہل علم کے اعمال بہترین پائے ہیں۔ پھر عرض کیا اور تم نے بدترین اعمال کونسے پائے ہیں؟ فرمایا ناموں سے بچو۔ عرض کیا۔ کیا نام ہیں۔ فرمایا قدری و معتزلی و مرجئی فجعل یعد اسماء اہل الاھو آء۔ قدری معتزلی اور مرجئی پھر وہ دوسرے بد مذہبوں کے نام گنتے گئے۔ (شرح الصدور ص ۱۱۷)

اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں۔

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول

اور فرماتے ہیں

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھو میں مچیں وہ مومن صالح ملا اور فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و ظاہر گیا  
(حدائق بخشش)

قبر میں سنی کا منہ قبلہ سے نہیں پھرتا ہے۔

ابو اسحاق فزاری بیان کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے انہیں بتایا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا۔ (کفن چوری کرتا تھا۔) اور میں ایک قوم کو اس حال میں پاتا تھا کہ ان کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے ہوتے تھے۔ سو میں نے یہ بات امام اوزاعی کو لکھی تو آپ نے فرمایا۔ اولئک قوم ماتوا علی غیر السنۃ۔ یہ لوگ سنی مذہب چھوڑ کر مرے ہیں۔ (اس لیے ان کا منہ کعبہ شریف سے پھیر دیا گیا۔)۔ (شرح الصدور ص ۷۲)

فرشتے سنی کو قبر میں تلقین کرتے ہیں۔

محمد بن لاکائی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن نصر صالح سے روایت بیان کی ہے کہ میرے والد نماز جنازہ کے بہت شوقین تھے۔ وہ واقف و ناواقف اموات کے جنازہ کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے ایک دن میں ایک نماز میں حاضر ہوا۔ تو جب لوگوں نے میت کو دفن کیا تو دو آدمی قبر میں داخل ہو گئے۔ پھر ایک شخص نکل آیا اور دوسرا قبر میں ہی رہ گیا۔ اور لوگ مٹی ڈالنے لگے تو میں نے کہا۔ اے لوگو۔ تم میت کے ہمراہ ایک زندہ شخص کو بھی دفن کر رہے ہو۔ سو لوگوں نے کہا۔ یہاں اور کوئی نہیں۔ میں نے کہا۔ شاید مجھے شبہ لگا ہو۔ پھر میں لوٹ آیا اور میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں نے دو شخصوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک نکل آیا اور دوسرا باقی رہ گیا۔ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ اللہ میرے لیے میرا معاملہ ظاہر فرما دے۔ پس میں قبر کی طرف آیا اور دس مرتبہ سورہ یٰسین سورۃ تبارک پڑھیں اور رونے لگا اور عرض کیا۔ اے میرے رب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرما دے۔ کیونکہ میں اپنے عقل اور ایمان کے ضائع ہونے کا خوف رکھتا ہوں۔ فوراً قبر پھٹی تو اس سے ایک شخص نکلا پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا۔ میں نے کہا۔ اے فلاں تجھے تیرے معبود کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو ٹھہرنا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھوں۔ اس نے میری طرف توجہ نہ کی پھر میں نے دوسری اور تیسری بار یہی کہا

تو اس نے توجہ کی اور کہا تو نصر الصلح ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ پھر اس نے کہا۔ کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں کہا نہیں۔ اس نے کہا۔ نحن مالکان من ملائكة الرحمة وکلنا باہل السنة اذا وضعوا فی قبور ہم نزلنا حتی نلقنہم الحجۃ۔ ہم رحمت کے فرشتوں میں سے دو فرشتے ہیں۔ ہم اہل سنت پر مقرر کیے گئے ہیں۔ جب وہ قبروں میں رکھے جاتے ہیں تو ہم اترتے ہیں اور انہیں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب سکھاتے ہیں۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔ (شرح الصدور ۵۸)۔ (صحیح البیہاری ص ۸۶۱)

سنی مسلمان اس حدیث پر غور کریں کہ مسلک اہل سنت کی حقانیت کی کتنی عظیم برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر میں حساب و کتاب کی کامیابی کے لیے سنی مسلمانوں کو جواب سکھانے کے لیے رحمت کے فرشتے مقرر فرمادیتا ہے۔ اللهم ثبت اقدامنا علیٰ ہذا المذہب العالیٰ بفضلک و اختتم حیاتنا علیٰ ہذا المذہب الحق بحق ذاتک یا قدیم الذات و یا عظیم الصفات آمین۔

قیامت کے دن سنیوں کے چہرے روشن ہوں گے۔

اہل سنت کی عند اللہ تعالیٰ کرامات میں سے سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ میدان محشر میں ان کے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے اور ان کے مخالفین کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ چنانچہ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں۔ یعنی یوم القیامۃ حین تبيض وجوه اهل السنة والجماعة و تسود وجوه اهل البدعة و الفرقۃ قالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت عبد اللہ بن عباس صحابی رسول ﷺ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا قیامت کے دن اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت اور فرقہ بندی کرنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۹۰ ج ۱)

اور تفسیر حسینی میں ہے واما آناں کہ سفید شد روہائے ایشاں یعنی مومنوں و اہل سنت۔ یعنی قیامت کے روز جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ مومن اور اہل سنت ہوں گے۔ (تفسیر حسینی ص ۷۸)

اور امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ واخرج الدیلمی فی مسند الفردوس بسند

ضعیف عن ابن عمر عن النبی ﷺ فی قوله تعالیٰ یوم تبيض و وجوه و تسود و وجوه قال تبيض و وجوه اهل السنة و تسود و وجوه اهل البدعة محدث دیلمی نے کتاب مسند الفردوس



میں ضعیف سند سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ اہل سنت کے چہرے سفید اور اہل بدعت کے سیاہ ہوں گے (الاتقان ص ۱۹۲ ج ۲)

اور یہی امام جلال الدین سیوطی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔ اخرج ابن ابی حاتم والا لکائی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی هذه الآية قال تبیض وجوه اهل السنة و الجماعة و تسود وجوه اهل البدعة والضلال و اخرجہ الخطیب فی الروایة عن مالک والد یلمی من حدیث ابن عمر موقوفا۔ محدث ابن ابی حاتم اور لاکائی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے۔ اور اہل بدعت و ضلالت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اور اس بات کو روایت کے طور پر خطیب نے حضرت عبد اللہ بن عمر موقوفا روایت کیا ہے (البدور السافرة ۱۲۳)

الحمد للہ یہاں تک جو کچھ لکھا گیا۔ اس سے اہل سنت و جماعت کے مسلک کی حقانیت و صداقت روز روشن سے زماہ روشن ہو گئی ہے۔ سعادت مند لوگ ہی اس مسلک حق کو قبول کرتے ہیں اور اس پر قائم و دائم رہتے ہیں اور جو بد نصیب لوگ آخرت کی عزت و کامیابی کی قدر نہیں بانٹتے۔ وہ گمراہیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک اہل سنت و جماعت پر استقامت عطا فرمائے۔ اور قیامت کے دن زمرہ اہل سنت میں ہمیں حشر نصیب فرمائے۔ آمین۔

### ضروری تشبیہ۔

یہاں یہ بتادینا بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ آج کل کا دیوبندی ٹولہ جو (۱) حقیقت میں وہابی نجدی عقائد باطلہ کا حامل ٹولہ ہے۔ اہل سنت کو وہابیت کے جال میں لے جانے کے لیے سنی حنفی کہلاتا ہے۔ لہذا اہل سنت اس ٹولہ سے ہوشیار رہیں۔ یہ ٹولہ اگر حقیقت میں سنی حنفی ہوتا تو بریلوی سنی مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرتا، وہابیہ نجدیہ کا طرفدار نہ ہوتا اور حضور ﷺ اور دیگر بزرگان دین کی گستاخیاں نہ کرتا۔ لہذا اس ٹولہ سے بالعموم اور اس ٹولہ کی جو بستر بند جماعت کلی میں گھومتی

(۱) اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے کتاب "علماء دیوبند اور شیخ محمد بن عبد الوہاب" مؤلفہ دیوبندی مولوی منظور احمد نعمانی کا مطالعہ کریں۔

پھرتی۔ ہے اس سے بالخصوص بچنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا  
 الرسالۃ النافعۃ تقبلہا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔ (۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ)  
 (۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ)

چوتھا مقالہ  
جماعتِ حقہ کی پہچان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الحنان المنان والصلوة والسلام على حبيبه نبي آخر الزمان وعلى اله و صحبه اصحاب الايقان والعرفان اماً بعد. آج امت محمدية على صاحبها الصلوة والسلام متعدد فرقوں میں بٹی ہوئی ہے۔ تقریباً ہر اسلامی ملک میں مختلف العقیدہ اشخاص پائے جاتے ہیں۔ سنی، شیعہ، وہابی، دیوبندی، مودودی، مرزائی، پرویزی، غیر مقلدین اہل حدیث سب اپنے آپ کو برحق اور دوسروں کو گمراہ و بددین سمجھتے ہیں۔ اور اپنے عقیدہ و خیال پر قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ عوام المسلمین جو علوم دینیہ سے بے بہرہ ہوتے ہیں اور حق و باطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ ان اختلافی باتوں کو سن کر یا تو سب فرقوں کو ٹھیک سمجھ کر ہر دیک کا چچہ بن جاتے ہیں یا سب سے بیزار ہو کر بے دین ہو جاتے ہیں۔ بدیں وجہ ہم نے جماعت حقہ کی پہچان کرانے کے لئے یہ مختصر رسالہ لکھا ہے۔ اللہ کریم اسے شرف قبولیت بخشے آمین بجاہ النبی الامین۔ ﷺ

پیشین گوئی۔

نبی غیب داں ﷺ نے مذکورہ بالا فرقوں کے ظہور سے کئی برس پہلے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ بلاشبہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸) اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔ "تم میں سے جو کوئی زندہ رہے گا وہ عنقریب اختلاف کثیر دیکھے گا۔ (ابن ماجہ ج ۱ ص ۲)

فرقوں کا ظہور۔

پھر حضور پر نور ﷺ کی اس پیشین گوئی کے عین مطابق اس امت میں اختلاف و افتراق ظاہر ہونا شروع ہو گیا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا فرقوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آخر کار یہ تہتر فرقے پورے ہو گئے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سو تہتر فرقوں کے اصول دس فرتے ہیں۔ اہل سنت، خارجی، شیعہ، معتزلہ، مرجہ، مشبہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ۔ اہل سنت ایک فرقہ ہے، خارجیوں کے پندرہ، معتزلہ کے چھ، مرجہ کے بارہ، شیعہ کے

بتیس اور مشتبہ کے تین فرقے ہیں، نجاریہ، کلابیہ اور ضراریہ کا ایک ایک فرقہ ہے۔ پس حضور کی پیشین گوئی کے مطابق یہ کل تہتر فرقے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۸۵)

ناجی فرقہ ایک ہی ہے۔

جہاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے تہتر فرقوں میں بٹ جانے کی خبر دی۔ وہاں آپ نے یہ بھی فرمادیا ”کلہم فی النار الا ملقوا احدہ“ وہ سب فرقے دوزخی ہیں۔ مگر ایک جماعت (جنتی ہے۔) امام تور پستی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ یعنی ناجی فرقہ کے سوا سب فرقے ایسے عقائد و اعمال کے حاملین ہوں گے کہ وہ عقائد و اعمال ان کے دوزخ میں داخلہ کا سبب بنیں گے۔ پھر جن کے عقائد کفریہ ہوں گے اور وہ انھیں پر مرے ہوں گے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور جن کے عقائد کفریہ نہیں۔ وہ مشیت باری کے ماتحت ہیں۔ خواہ وہ ان کو بخش دے یا ان کو عذاب دے کر جہنم سے نکالے اور جنت میں داخل فرمائے۔ (طحاوی علی رد المحتار)

اشکال۔

اب یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہر فرقہ ناجی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لہذا ہم کس فرقے کو ناجی قرار دیں گے۔ اس کا حل امام طحاوی حنفی ان الفاظ میں پیش فرماتے ہیں۔ ”کسی شخص کا حق پر ہونا محض اس کے دعویٰ اور اس کے ناقص خیال کی بناء پر نہیں مانا جائے گا۔ بلکہ پہلے ہم ان ماہرین شریعت اور علماء محدثین کی منقولہ روایات جمع کریں گے۔ جنہوں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے امور و احوال و افعال و حرکات و سکنات اور صحابہ و مہاجرین و انصار کے احوال و حالات کے بارہ میں احادیث صحیحہ جمع کی ہیں۔ مثلاً امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ مناقبات محدثین کہ جن کی پیش کردہ روایات پر جملہ اہل شرق و غرب کا اتفاق ہے۔ پھر دیکھیں گے کہ کون سا فرقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت و راہ پر گامزن ہے۔ تو اس کے متعلق یہ فیصلہ دیں گے۔ کہ وہ حق و صداقت کی راہ پر ہے۔ اور یہی قاعدہ کلیہ سیدھی راہ پر ہونے والے اور ٹیڑھی راہ اختیار کرنے والے کے مابین فرق ثابت کرتا ہے۔“ (حواشی طحاوی علی رد المحتار)

## جماعت حقہ کی پہچان۔

ہر مسلمان پر از روئے شرع شریف لازم ہے کہ وہ جماعت حقہ کو پہچاننے کی کوشش کرے۔ اور حق و صداقت کو پہچاننے کے بعد اسے اختیار کرے۔ جو شخص حق پہچاننے کے لیے اپنی مقدور بھرسعی کرے گا۔ وہ ضرور حق کو پالے گا۔ ہاں جو اندھا بن کر گمراہی میں پڑا رہے اُس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ واللہ یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

## ناجی فرقے کی علامات۔

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام صرف یہ نہیں ہوتا کہ وہ آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات سے خبردار کر دیں۔ بلکہ ان کے متعلق واضح ہدایات دینا بھی ان کے فرائض تبلیغ میں داخل ہوتا ہے۔ تاکہ امت کو پیش آمدہ واقعات میں ہدایات نصیب ہوں۔ اسی وجہ سے حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے ناجی فرقہ کی تین علامتیں بیان فرمائی ہیں۔

## ناجی فرقہ کی پہلی علامت۔

ناجی فرقہ کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ سنت پر قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حضور پر نور ﷺ نے فرمایا۔ ”میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ وہ سب فرقے دوزخی ہیں مگر ایک جماعت جنتی ہے۔“ تو صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ وہ ناجی جماعت کونسی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ما انا علیہ واصحابی۔ ”جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔“ یعنی ناجی جماعت وہ ہے جو میری اور میرے صحابہ کی راہ پر چلے گی۔ اور دوسری حدیث شریف میں ارشاد فرمایا۔ فعلیکم بما عرفتم من سنتی و سنتی الخلفاء الراشدين المہدیین عضوا علیہا بالنواجذ۔ سو (اختلاف کثیر کے وقت) تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدہ کی سنت میں سے جو کچھ جانو اسے لازم پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔ (ابن ماجہ ص ۵ جلد اول)

ان ارشادات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ راہ حق پر وہی فرقہ ہے۔ جو اہل سنت ہے۔

اللہم ثبتنا علی مذهب اہل السنۃ والجماعۃ۔ آمین۔

## ناجی فرقہ کی دوسری علامت۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجی فرقہ کی دوسری علامت یہ بتائی کہ وہ شروع سے آخر تک کثیر التعداد اور جم غفیر ہو گا۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شد شد فی النار۔ مسلمانوں کے سب سے بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ کیونکہ جو اس سے الگ ہو گا وہ دوزخ میں الگ کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ”بلاشبہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔ پس جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر سواد اعظم کی پیروی لازم ہے“ (ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۸۳)۔ اور تیسری جگہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ ”بہتر فرقے دوزخی ہیں۔ اور ایک فرقہ جنتی ہے اور وہ جماعت ہے۔“ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸)۔ ملا علی القاری حنفی اس کی شرح میں فرماتے ہیں ”جماعت سے مراد امت محمدیہ کی اکثریت ہے۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۲) اور چوتھے مقام پر ارشاد ہوتا ہے ”اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور جو اس سے جدا ہو گا۔ وہ دوزخ میں الگ کیا جائے گا۔“ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸)۔ اور ارشاد فرماتے ہیں۔ ”گھائیوں سے بچو۔ اور تم پر جماعت اور عامۃ الجماعۃ کی پیروی لازم ہے۔“ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸)۔ اور ارشاد فرماتے ہیں ”جو شخص بالشت بھر جماعت سے جدا ہوا۔ اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی اتار دی۔“ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸)

ان سب ارشادات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ راہ حق پر وہی جماعت ہے جو اہل سنت ہونے کے ساتھ ساتھ اہل جماعت بھی ہے۔ یعنی اہل سنت و جماعت ہے۔ حواشی سنن ابن ماجہ میں ارشاد فرمایا ”سو یہ حدیث (فعلیکم بالسواد الاعظم) اہل سنت و جماعت کے لئے معیار عظیم ہے۔ اللہ ان کی کوششیں قبول فرمائے۔ اور اس بات پر کسی دلیل کے لانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر تو تمام گمراہ فرقوں کی تعداد دیکھے باوجود اس کے کہ وہ بہتر ہیں تو وہ اہل سنت کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچیں گے۔“ (حواشی سنن ابن ماجہ ص ۲۸۳)

اہل سنت و جماعت کی وجہء تسمیہ۔

چونکہ جماعت اہل سنت اول سے آج تک سنت پر قائم اور سواد اعظم رہی ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام اہل سنت و جماعت پڑا ہے۔ مولانا امجد علی صاحب اعظمی فرماتے ہیں۔ ”حدیث میں



ہے یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہو گا۔ باقی سب جہنمی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ فرمایا۔ وہ جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ یعنی سنت کے پیرو۔ دوسری روایت میں ہے۔ فرمایا۔ وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ۔ جسے سواد اعظم فرمایا۔ اور فرمایا۔ جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں الگ ہوا۔ اس وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہل سنت و جماعت ہوا۔“ (بہار شریعت حصہ اول ص ۵۵)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ ”اور یہی وجہ ہے کہ ان کا نام اہل سنت و جماعت پڑا۔ اگرچہ یہ نام حادث ہے۔ مگر اہل سنت کا عقیدہ قدیم ہے۔“ (اشعۃ اللمعات۔ جلد اول ص ۱۲۰)

### ناجی فرقہ کی تیسری علامت۔

نبی غیب دان ﷺ نے ناجی فرقہ کی تیسری علامت یہ بتائی ہے۔ کہ وہ قرب قیامت تک باقی، حق پر قائم، منصور من اللہ اور اپنے مخالفین پر غالب رہے گا۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ ”میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔ دریں حالیکہ اس کا ساتھ چھوڑنے والا اور اس کی مخالفت کرنے والا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ حتیٰ کہ جب قیامت آئے گی تو یہ جماعت اسی حال پر ہو گی اور آخر زمانے میں یہ جماعت شام کے علاقہ میں ہو گی۔“ (مشکوٰۃ فی ثواب حدہ الامۃ)

امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ”امام بخاری نے فرمایا یہاں جماعت سے مراد اہل علم کی جماعت ہے اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔ اگر یہاں محدثین کی جماعت مراد نہیں تو میں نہیں جانتا کہ کون لوگ مراد ہیں۔ اور قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ امام احمد کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت اور محدثین کے پیرو کار قرب قیامت تک موجود رہیں گے۔“ (منہاج شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۱)

اور سرور کونین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ ”میری امت کی ایک قوم عیسیٰ بن مریم کے نزول تک حق پر قائم رہے گی۔ وہ جب بھی اتریں گے۔“ (تفسیر کثیر جلد ۲ ص ۲۶۰)

اور محدث ابن کثیر حدیث میلاد النبی ﷺ کے ان الفاظ وراثت امی انه خرج منها نور“  
 اضاءت له قصور الشام کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ ”اس حدیث میں ولادت نبوی کے وقت نور  
 مصطفیٰ ﷺ کے ظہور کو ملک شام کے ساتھ مخصوص بنانے میں یہ اشارہ مقصود ہے کہ ملک شام  
 آپ کے دین و نبوت کا مستقر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آخری زمانے میں شام کا ملک اسلام اور  
 مسلمانوں کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اسی ملک میں دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید  
 مینارہ پر نزول فرمائیں گے اور اسی وجہ سے صحیحین کی روایت میں آیا ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے  
 ارشاد فرمایا۔ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔ درآں حالیکہ اس کا  
 ساتھ چھوڑنے والا اور اس کی مخالفت کرنے والا اسے نقصان نہ پہنچائے گا۔ حتیٰ کہ جب قیامت  
 آئے گی تو یہ جماعت اس حال پر ہو گی۔ اور بخاری شریف کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ  
 جماعت اس وقت شام کے علاقہ میں موجود ہو گی۔“ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۹)

اہل سنت و جماعت ناجی فرقہ ہے۔

الحمد للہ ہر حق شناس شخص جانتا ہے کہ ناجی فرقہ کی یہ تینوں علامات جماعت حقہ اہل  
 سنت و جماعت میں موجود ہیں۔ اور باقی کسی فرقہ میں موجود نہیں۔ لہذا امانت پڑے گا کہ اہل سنت و  
 جماعت ہی ناجی اور جنتی جماعت ہے۔ اور اس کے ناجی ہونے کی تصریح امت کے جلیل القدر علمائے  
 کرام و مشائخ عظام نے بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

شیخ عبدالحق کا ارشاد: اور ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور اگر کوئی کہے۔ یہ کیسے معلوم  
 ہوا کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور ان کا مسلک راہ راست و راہ خدا ہے۔ اور باقی سب  
 فرقے دوزخ کی راہ پر ہیں۔ حالانکہ ہر فرقہ کا یہ دعویٰ ہے کہ وہی راہ راست پر ہے۔ اور اس کا  
 مذہب حق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی شے صرف دعویٰ سے ثابت مانی نہیں جاتی۔ بلکہ اس  
 دعویٰ پر دلیل ہونی چاہیے۔ اور اہل سنت کے برحق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب  
 نقل در نقل چلا آ رہا ہے۔ اور اس میں عقل محض کو کافی قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اور اخبار متواترہ سے  
 معلوم ہوا ہے۔ اور روایات و احادیث میں غور کرنے سے پتہ چلا ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ و

تابعین اور ان کے بعد آنے والے جملہ مسلمین اسی (اہل سنت) کے اعتقاد پر اور اسی مذہب پر تھے۔ اور مذاہب و اقوال میں بدعت و خود رائی صدر اول گزرنے کے بعد حادث ہوئی ہے۔ اور ان نئے مذاہب پر نہ کوئی صحابی تھا۔ نہ سلف صالحین میں سے کوئی اور بزرگ۔ بلکہ جو بزرگ اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے ان مذاہب سے اپنی برأت کا اظہار کیا تھا اور اگر ان کا کوئی دوست یا ہم مجلس کوئی نیا عقیدہ نکالتا تھا تو وہ اس سے قطع تعلق کر لیتے تھے۔ اور اس کی پوری پوری تردید فرماتے تھے۔ صحاح ستہ اور دوسری وہ معتمد کتب احادیث جن پر اسلامی احکام کی بنیاد و مدار ہے۔ جمع کرنے والے محدثین اسی سنی مسلک پر گامزن تھے۔ اور مذاہب اربعہ کے ائمہ فقہائے کرام اور دوسرے فقہاء و ائمہ جو ان کے طبقہ میں تھے۔ وہ سب اسی سنی مذہب پر قائم تھے۔ اور ائمہ اصول کلام اشاعرہ و ماترید یہ جنہوں نے سلف صالحین کے مذہب کی تائید فرمائی اور عقلی دلائل سے اسے پختہ بنایا اور رسول اللہ کی سنت اور اجماع سلف صالحین کو تاکید بخشی۔ وہ بھی اسی سنی مذہب پر گذرے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس قدیم مسلک کا نام اہل سنت و جماعت پڑا۔ اگرچہ یہ نام حادث ہے۔ مگر اہل سنت کا عقیدہ قدیم ہے۔ اور متقدمین محققین مشائخ صوفیائے کرام جو اعلیٰ درجہ کے پرہیزگار قبیح شریعت خدایا اور خدا ترس تھے وہ بھی اسی سنی مذہب پر تھے۔ جیسا کہ ان کی معتمد کتب مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ الحاصل سواد اعظم دین اسلام میں اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ یہ بات ہر منصف شخص جانتا ہے جو تعصب اور ہٹ دھرمی سے دور ہے۔ واللہ یقول الحق و ہو یهدی السبیل۔

حضرت غوث اعظم کا ارشاد: حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔ ”ناجی فرقہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہے۔“ (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۸۵)

امام شہاب الدین خفاجی کا ارشاد: امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں ”ان سب اسلامی فرقوں میں نجات پانے والا فرقہ صرف ایک ہے۔ اور وہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ جو کتاب اللہ اور سنت رسول سے تمسک پکڑتے ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث ما انا علیہ واصحابی میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔“ (نسیم الریاض۔ ج ۳ ص ۱۵۴)

امام علی قاری کا ارشاد: ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔ ”ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ جن میں فقہائے کرام مثلاً ائمہ اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور محدثین اور اشعری و ماتریدی متکلمین گزرے ہیں۔ کیونکہ ان کا یہ مذہب بدعت سے خالی ہے۔“ (شرح شفا۔ ج ۳ ص ۱۵۴)

امام حلبی ریحاوی کا ارشاد: شارح قصیدہ بدء الآمالی علامہ حلبی ریحاوی فرماتے ہیں ”ناجی فرقہ صرف اہل سنت و جماعت ہے۔“ (نخبۃ الآمالی ص ۶۲)

امام جلال الدین سیوطی کا ارشاد: خاتمۃ المحدثین امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ”ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام شافعی، امام مالک، امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور باقی سب ائمہ اللہ کی جانب سے عقائد و اعمال میں حق پر تھے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ امام ابوالحسن اشعری طریقت کے امام ہیں۔ اور اس فن میں انہیں دوسروں پر فوقیت دی گئی ہے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ صوفیائے کرام کے سردار ابوالقاسم جنید بغدادی کا طریقہ علم و عمل میں سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ سو وہ بدعت سے خالی، تدبیر و تسلیم اور ہوائے نفسانی سے بری ہونے پر دائر اور کتاب و سنت پر مبنی ہے۔“ (حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۸۳)

امام احمد طحطاوی کا ارشاد: امام احمد طحطاوی حنفی فرماتے ہیں ”اے جملہ مومنین۔ تم سب پر لازم ہے کہ تم ناجی جماعت کی اتباع کرو۔ جو اہل سنت و جماعت کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ نصرت الہی، حفاظت ربانی اور توفیق خداوندی اس جماعت کی موافقت میں ہے۔ اور غضب الہی و قہر ربانی و ناراضگی، خداوندی اس جماعت کی مخالفت میں ہے۔ آج کل یہ ناجی فرقہ (اہل سنت و جماعت) چار مذاہب فقہی پر مشتمل ہے۔ اور وہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ہیں اور جو اس زمانے میں ان چار مذاہب حقہ سے خارج ہوا۔ وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔“ (حاشیہ رد المحتار)

مجدد الف ثانی کے ارشادات: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام شیخ سرہندی ارشاد فرماتے ہیں۔ اے سعادت اور نیک بختی والے! انسان کے لیے ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین کے عقائد کے موافق اپنا اعتقاد درست کرنے سے چارہ نہیں۔ تاکہ آخرت میں نجات اور کامیابی متصور ہو۔ اور بد اعتقادی کہ وہ نام ہے اہل سنت و جماعت کے عقائد کی مخالفت کا زہر قاتل ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کی موت اور عذاب تک پہنچاتی ہے۔ عمل میں کمی اور سستی کے معاف کیے جانے کی تو امید ہے۔ لیکن اعتقاد میں کمی اور سستی معاف کیے جانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ بلاشبہ اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے گا۔ کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ اور اس کے ماسوا کو جس کے لیے چاہے گا۔ بخشنے گا۔“ (مکتوبات ج ۲ ص ۱۸۰)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ”اور وہ ایک ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں کہ وہی رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور صحابہء کرام کی پیروی کو لازم پکڑے ہوئے ہیں۔“ (مکتوبات ج ۲ ص ۱۹۱) اور تیسری جگہ فرماتے ہیں ”الحاصل نجات کا راستہ صرف اسی بات پر موقوف ہے کہ تمام افعال، اقوال، اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت کی پیروی کی جائے۔ اللہ سبحانہ انہیں کثرت نصیب کرے۔ کیونکہ صرف یہی فرقہ نجات پانے والا ہے۔ اور اس کے ماسوا جتنے فرقے ہیں وہ سب معرض زوال و ہلاکت میں ہیں۔ آج کوئی اس بات کو جانے یا نہ جانے۔ کل قیامت میں اس بات کو ہر کوئی جان لے گا۔ مگر اس وقت کا جاننا کوئی فائدہ نہ دے گا۔“ (مکتوبات ج ۱ ص ۵۵)

الحمد للہ علمائے کرام اور مشائخ عظام کی ان تصریحات سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ راء حق و صداقت پر صرف اہل سنت و جماعت ہی قائم ہیں۔ اسی عقیدہ پر جملہ سلف صالحین، صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین، علمائے برہنہ و متکلمین گزرے ہیں۔ اور یہی وہ جماعت ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت سنائی اور تا قرب قیامت اس کے حق پر قائم اور مخالفین پر غالب رہنے کی شہادت دی۔ سو ہر مسلمان پر لازم ہے۔ کہ وہ اسی جماعت حقہ کے عقائد و اعمال اپنا کر سعادت ابدی و نجات سرمدی حاصل کرے۔ اس جماعت ناجیہ سے کٹ جانے والا اور اسے باطل سمجھنے والا یقیناً قطعاً جہنمی اور عذاب الہی کا سزاوار ہے۔ مسلمان نہ سب فرقوں کو حق جان کر ہر دیک کا چچہ بنیں۔ اور نہ سب کو غلط سمجھ کر اسلام دشمنی یا الحاد پسندی اختیار کریں۔ کہ ان دونوں

باتوں میں لازماً اخروی خسارہ ہے۔ مسلمان بھائیو! حق پہچانو۔ حق کا ساتھ دو۔ حقہ جماعت کے ساتھ رہو۔ اور بد مذہبوں سے پوری طرح کنارہ کش رہو۔ اسی میں تمہارے ایمان کی سلامتی اور دین و دنیا کی فوز و فلاح اور نیک نامی و سرخروئی مضمّن ہے۔ واللہ یمن یشاء الی صراط مستقیم۔

کارِ ما نصیحت بود کر دیم۔

دور حاضر میں حقیقی سنی کون ہیں۔

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بد مذہب لوگ سنیت و حقیقت کا لبادہ اوڑھ کر عوام المسلمین کو غیر سنی عقائد و نظریات میں پھنسانے کا ناپاک منصوبہ بنائے ہوئے ہیں۔ اس لیے مسلمان ایسے دین چوروں سے ہوشیار رہیں۔ دور حاضر میں سنی مسلک حقہ پر صرف وہی مسلمان قائم ہیں۔ جو امام اہل سنت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا امام اور مقتدا مانتے ہیں۔ اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہیں۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے مجدد برحق، نائبِ غوثِ الاعظم جیلانی، جید عالم دین، سچے عاشقِ رسول، نعت گو شاعر اور مسلکِ حقِ اہل سنت و جماعت کے سچے داعی تھے۔ ان کے دور میں جن دین کے لٹیروں نے سنت و حقیقت کا لبادہ اوڑھ کر عوام المسلمین کو گمراہ کرنے کی کوششیں کیں۔ اعلیٰ حضرت نے ان کے اصلی خدو خال کو بے نقاب فرمادیا۔ ولہذا ”سنی بریلوی“ مسلک پر چل کر ہی آج ہم کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔

اللهم ثبتنا علیٰ هذا المذهب العالی بمنک العظیم یا عظیم الصفات یا کریم الزات آمین

ثم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ (۲۳) رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

پانچواں مقالہ

اصلی سنی کی پہچان

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله البر الرحيم والصلوة والسلام على رسوله الكريم و على اله و اصحابه اهل  
التعظيم و التكریم اما بعد .

آج کل بد عقیدہ لوگ عوام المسلمین کو مسلک اہل سنت و جماعت سے ہٹانے اور انہیں  
بد اعتقادی کے جال میں پھنسانے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ جس طرح  
حضور پر نور ﷺ کے عہد سعید میں منافقین کلمہء اسلام پڑھ کر اسلام اور بانیء اسلام کے خلاف اپنی  
ناپاک سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے۔ اور موقع ملنے پر اسلام کو زک پہنچانے کی پوری  
پوری کوشش کرتے تھے۔ اسی طرح آج کل کے بد عقیدہ لوگ سنی حنفی بلکہ چشتی قادری  
نقشبندی وغیرہ کہلا کر سوادِ اعظم اہل سنت کو ائمہ کرام و مشائخ عظام کے راستہ سے ہٹانے کے لئے  
ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے عوام سنی بھائی سنی عقائد و  
نظریات سے کما حقہ آگاہ ہوں تاکہ وہ اصلی سنی اور نقلی سنی میں امتیاز کر سکیں۔ اس ضرورت کو  
پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ مقالہ ”اصلی سنی کی پہچان“ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت  
بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

اصلی سنی کی پہچان کا آسان اور سیدھا سادہ طریقہ یہی ہے کہ ہم قدیم معتبر سنی علمائے  
کرام و مشائخ عظام کے عقائد و نظریات جانیں اور آج جو جماعت ان عقائد پر کاربند ہے۔ اسے  
اصلی سنی سمجھیں۔ لہذا ہم قدیم سنی علمائے محققین کی عبارات پیش کرتے ہیں۔ تاکہ حق و  
صداقت کا بول بالا اور کذب و دروغ کا منہ کالا ہو۔ وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی  
العظیم۔

بدعت حسنہ۔

”امام نووی فرماتے ہیں۔ جو کام حضور ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا ہو۔ اسے ایجاد کرنا بدعت ہے۔

اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ۔“ (الحاوی للفتاویٰ صفحہ نمبر ۱۹۲ ج ۱)



## بدعت کی اقسام۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں۔ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ ۱۔ بدعت واجبہ۔ ۲۔ بدعت محرمہ۔ ۳۔ بدعت مستحبہ۔ ۴۔ بدعت مکروہہ۔ اور ۵۔ بدعت مباحہ، اگر کسی بدعت کے متعلق یہ جاننا مقصود ہو کہ وہ کس قسم کی ہے۔ تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہم اسے شرعی قواعد پر پیش کریں گے۔ اگر وہ ایجاب کے قواعد میں داخل ہے۔ تو بدعت واجبہ ہے۔ اور اگر حرمت کے قواعد میں داخل ہے۔ تو بدعت محرمہ ہے۔ اور اگر استحباب کے قواعد میں داخل ہے۔ تو بدعت مستحبہ ہے۔ ورنہ بدعت مباحہ ہے۔“ (الحاوی للفتاویٰ ص ۱۹۲ ج ۱)

## تقلید۔

امام الحرمین نے البرہان میں فرمایا۔ محققین علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عوام الناس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مذہب پر عمل کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ بلکہ ان پر ائمہ اربعہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ کے مذاہب کی اتباع واجب ہے“ (الاصول الاربعہ ص ۷۶)

## علم غیب عطائی۔

امام احمد صادی فرماتے ہیں ”اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے آخرت کی طرف اس وقت تک منتقل نہیں ہوئے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام امور غیبیہ کا علم عطا نہ کر دیا۔ جن کا صدور دنیا اور آخرت میں ہونا تھا۔ جیسا کہ یہ عقیدہ عین الیقین کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ روایات میں آیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ”میرے لئے دنیا اٹھائی گئی ہے۔ سو میں اس میں اس طرح دیکھتا ہوں۔ جس طرح اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔“ (تفسیر صادی ج ۲ ص ۹۷)

## توسل۔

امام مالک نے خلیفہ ابو جعفر سے فرمایا۔ ”تو اپنا رخ نبی پاک ﷺ سے کیوں موڑتا ہے۔ حالانکہ وہ تیرا وسیلہ ہیں۔ اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا بروز قیامت اللہ کے دربار میں وسیلہ ہیں۔ بلکہ تو ان کی طرف رخ کر۔ اور انہیں اپنا سفارشی بنا کر دعا مانگ۔ اللہ تعالیٰ تیری دعا قبول کرے

گا۔“ (شفاء السقام ص ۶۹)

خلافتِ الہیہ۔

پیشک نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے دسترخوان آپ کے دست قدرت کے فرمان بردار اور آپ کے زیر حکم و ارادہ و اختیار کر دیئے ہیں۔ کہ جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ اور جسے چاہیں نہ دیں۔ اس مضمون کی تصریحیں کلماتِ ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء میں حد تو اتر پر ہیں۔“

(برکات الامداد مؤلفہ اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۸)

مالک خزان۔

”ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جو مانگنے کا مطلق حکم دیا ہے۔ اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔“ (برکات الامداد۔ بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

جنت کے مالک۔

امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس ﷺ کے خصائص میں یہ ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں۔ جسے چاہیں بخش دیں۔“ (حوالہ مذکورہ بالا)

دعا بوسیله۔

امام تقی الدین سبکی فرماتے ہیں۔ ”مسلمان جب نبی پاک ﷺ یا انبیاء و صالحین میں سے کسی کو اللہ کے حضور وسیلہ بناتے ہیں۔ تو وہ ان کو پوجا نہیں کرتے۔ اور انہیں یہ عمل توحید سے خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نفع و نقصان میں مستقل بالذات ہے۔ جب تو سل جائز ہے تو یہ کہنا بھی جائز ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول کے وسیلہ سے مانگتا ہوں۔ کیونکہ یہ شخص اللہ سے مانگ رہا ہے نہ کہ غیر اللہ سے۔“ (شفاء السقام ص ۲۲۳)

زیارت روضہ اطہر۔

امام سبکی فرماتے ہیں۔ ”علمائے حقیہ کے نزدیک روضہ اطہر کی زیارت افضل ترین مستحبات میں سے ہے۔ بلکہ وہ واجب کے قریب ہے۔“ (شفاء القام ص ۶۵)

صاحب قبر سے تبرک۔

مفسر خازن ارشاد فرماتے ہیں۔ ”حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ کی سر زمین میں شہید ہوئے۔ اور اس کی فصیل کے پاس دفن کیے گئے۔ اس ملک کے لوگ آپ کی قبر سے برکت حاصل کرتے ہیں اور قحط سالی کے وقت ان کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں۔“ (تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۷۱)

علم قیامت۔

امام احمد صادی فرماتے ہیں۔ ”بلاشبہ حضور ﷺ اس وقت تک دنیا سے نہ نکلے۔ جب تک کہ آپ ﷺ کو ماضی، حال و مستقبل کے جملہ امور کا علم عطا نہ کیا گیا۔ اور من جملہ اس کے قیامت کے وقت کا بھی علم ہے۔ ہاں آپ کو قیامت کا علم پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے قیامت کے بارہ میں پوچھنے والوں کو آپ نے کوئی واضح بات نہ بتائی۔“ (تفسیر صادی ص ۲۴ ج ۴)

عرض اعمال۔

امام احمد صادی فرماتے ہیں۔ ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے۔ بے شک ہم نے تمہیں لوگوں پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ تاکہ تم ان کے احوال ملاحظہ کرو۔ اور ان سے جو بھی اچھے یا برے عمل صادر ہوں ان کا مشاہدہ کرو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ پر ان کی حیات ظاہری میں امت کے اعمال پیش کیے جاتے تھے۔ اور اب حیات برزخی میں بھی آپ پر جملہ اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔“ (تفسیر صادی ص ۲۳۳ ج ۴)

ولایت نبوی۔

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ”حضرت سہیل نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص اپنے جملہ احوال میں اپنے

آپ پر نبی اکرم ﷺ کی ولایت تسلیم نہ کرے۔ اور وہ اپنے آپ کو ان کی ملک تصور نہ کرے وہ آپ کی سنت کی مٹھاس نہ چکھے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی ایمان دار نہیں ہو گا۔ جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔“ (شفا شریف ج ۲ ص ۱۵)

علم کائنات۔

”امام محمد بن حاج مکی مدخل میں، امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ میں اور دیگر ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کی حالتوں، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں اور ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ سب حضور ﷺ پر ایسا روشن ہے۔ جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں“ (بہار شریعت ص ۱۷۲)

عصمتِ مصطفیٰ۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”نبی پاک ﷺ نے ایک طرفہ عین کے لئے کبھی شرک نہیں کیا۔ اور نہ نبوت سے پہلے اور نہ نبوت کے بعد کبھی صغیرہ یا کبیرہ کا ارتکاب کیا۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۷۳)

عذابِ قبر۔

امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”جملہ کفار اور بعض مومنین کے لئے عذابِ قبر اور قبر میں نیک بندوں کا ان نعمتوں سے متمتع ہونا جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ اور وہ ان کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور قبر میں منکر نکیر کا سوال پوچھنا۔ اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونا حق ہے۔“ (شرح عقائد ص ۷۱)

معراجِ مصطفیٰ۔

امام تفتازانی فرماتے ہیں۔ ”رسول اللہ ﷺ کو حالتِ بیداری میں جسد مع الروح کے ساتھ آسمان کی طرف پھر اس بلندی کی طرف جسے اللہ نے چاہا لے جانا حق ہے۔“ (شرح عقائد ص ۱۰۰)

## کرامت ولی۔

اور ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ”اولیاء کی کرامتیں حق ہیں۔ ان کیلئے کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں کا حاجت کے وقت ظاہر ہونا، اور ہوا پر چلنا، اور جمادات و حیوانات کا ہم کلام ہونا۔ اور عذاب ہٹانا اور دشمنوں کے شر کو دور کرنا حق ہے۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۱۰۳)

عبدالنبی۔

آج کل عبدالنبی نام رکھنا بڑی عام بات ہے۔ اگر ظاہری حقیقی معنی مراد ہو تو کفر ہے اور اگر عبد بمعنی مملوک (غلام) مراد ہو تو کفر نہیں۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۲۳۳)

دست بوسی۔

”اگر کوئی ایسے شخص کے ہاتھوں کو بوسہ دے جو شرعاً تعظیم کا حقدار ہے۔ مثلاً عالم دین ہے۔ یا نیکو کار یا باسعادت سید زادہ ہے۔ تو بوسہ دینے کے لئے ثواب کی امید ہے۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۲۳۳)

## قبر پر قرآن خوانی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”بہتر یہ ہے کہ میت کے ایصالِ ثواب کے لئے سات دن تک کھانا کھلایا جائے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ میت کی طرف سے سات دن کھانا کھلایا جانا مکہ و مدینہ میں آج تک جاری ہے۔ پس ظاہر یہی ہے کہ یہ عمل پشت در پشت جاری رہا۔ اور میں نے تواریخ کے اندر بہت سے ائمہ کے احوال میں پڑھا ہے کہ ان کی قبور پر لوگ سات دن تک قرآن خوانی کرتے ہوئے ٹھہرے رہے۔“ (الحادی للفتاویٰ ص ۱۹۴ ج ۲)

## ایصالِ ثواب۔

”حضرت امام احمد بن حنبل حضرت طاؤس کے بارہ میں روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا بلاشبہ اموات سات دن تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان دنوں میں اموات کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب جانتے تھے۔“ (الحادی

للفتاوی ص ۷۸ ج ۲)

سماع موتی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”مردوں کا لوگوں کی باتوں کو سنا ہمارا عقیدہ ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک کتابوں میں اس بارہ میں بہت سی روایات موجود ہیں۔ اور سماع موتی کی نفی جس آیت میں کی گئی ہے۔ اس میں سماع سے مراد قبولیت کا سنا اور ہدایت اختیار کرنا ہے۔“ (الحاوی للفتاوی ص ۱۲ ج ۲)

تلقین میت۔

امام نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں دفن کے بعد میت کو تلقین کرنا بالغ کے ساتھ خاص ہے۔ اور چھوٹے بچے کو تلقین نہ کی جائے۔“ (الحاوی للفتاوی ص ۷۳ ج ۲)

حیات مصطفیٰ۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”ان سب روایات و احادیث کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ بے شک نبی اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں اپنے جسم مع الروح کے ساتھ زندہ ہیں اور متصرف ہیں اور زمین کے اطراف اور ملکوت میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور آپ آج بھی اسی حالت میں ہیں۔ جس پر آپ وفات کے وقت تھے۔ آپ میں ذرہ بھر تبدیلی نہیں آئی۔ اور نظروں سے اسی طرح غائب ہیں۔ جس طرح فرشتے ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔ سو جب اللہ تعالیٰ کسی کو آپ کا دیدار بخشنا چاہتا ہے۔ تو اس سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔ پس وہ آپ کو اپنی اصلی حالت میں دیکھتا ہے۔ اس بارہ میں نہ کوئی مانع موجود ہے۔ اور نہ آپ کی زیارت کو آپ کی مثالی صورت کے ساتھ خاص کرنے کی طرف کوئی داعی ہے۔“ (الحاوی للفتاوی ص ۲۶۵ ج ۳)

ہر جگہ حاضری۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”جب قطب اپنا وجود بڑھا کر پوری کائنات کو بھر دیتا ہے تو سید المرسلین ﷺ اس شرف کے زیادہ مستحق ہیں۔ شیخ ابوالعباس طنجی کا یہ قول گزر چکا ہے۔ کہ آسمان عرش و

کر سی رسول اللہ ﷺ کی ذات سے بھرے ہوئے ہیں۔“ (الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۶۵)

تبرکات کی زیارت۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں۔ ”حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک گھر میں حضور ﷺ کے چند تبرکات تھے۔ وہ ہر روز ان تبرکات کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اور جب بھی اہل قریش ان کے پاس جمع ہوتے تو وہ انہیں اس گھر میں لے جاتے۔ اور ان تبرکات کے روبرو کھڑے ہو کر فرماتے۔ یہ اس ہستی کی میراث ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں معزز و مکرم بنایا۔“ (الوفا شریف ص ۵۵۵)

عرض کائنات۔

”امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ پر آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کی جملہ مخلوق پیش کی گئی۔ سو آپ نے سب مخلوق کو پہچان لیا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جملہ نام سکھادیئے تھے۔“ (نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۰۸)

قیام تعظیسی۔

امام نفاجی فرماتے ہیں۔ ”آج کل کے قیام تعظیسی کے بارہ میں اختلاف ہے۔ اور امام قاضی زکریا کا یہ قول زیادہ اچھا ہے کہ قیام تعظیسی عالم دین یا پرہیزگار شخص یا عادل حکمران کے لئے مستحب ہے۔ بلکہ یہ اس صورت میں واجب ہے جبکہ ظالم حکمران کے سامنے نہ کھڑا ہونے میں ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اور سفر سے آنے والے اور قریبی رشتہ دار کے لئے بھی ان کی تکریم اور صلہ رحمی کے لئے قیام تعظیسی مستحب ہے۔“ (نسیم الریاض ص ۹۶ ج ۲)

سر اپانور۔

امام علی قاری فرماتے ہیں۔ ”بلکہ میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ اپنے قلب و قالب کے ساتھ نور ہیں۔ جملہ انوار عالم آپ سے روشن ہیں اور جملہ اسرار آپ سے تابندہ ہیں۔ اور روایت میں آیا ہے کہ آپ نے دعا میں فرمایا۔ اے میرے اللہ مجھے سر اپانور بنا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کا نام نور رکھا ہے۔ جیسا کہ یہ پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم“ (شرح شفاء شریف ص ۲۱۵ ج ۲)

## انتقال نور۔

”حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کا یہ قول کتنا اچھا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پاکیزہ پشتوں اور پاک پیٹوں میں منتقل ہوتے رہے۔ در آں حالیکہ آپ بہت بڑا نور تھے۔ اور اپنے سجدہ کرنے والے آباء و امہات کی پیشانیوں میں چمکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ خیر المرسلین ﷺ بن کر تشریف لائے۔“ (الحاوی ص ۲۲۱ ج ۲)

## ایمان والدین مصطفیٰ۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”حضور ﷺ کے والدین کے بارہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ وہ دونوں نجات یافتہ ہیں۔ اور دوزخ میں نہیں ہیں۔ اس کی تصریح علماء کی ایک جماعت نے کی ہے۔“ (الحاوی ص ۲۰۲ ج ۲)

## شفاعت۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ”انبیاء علیہم السلام کی شفاعت اور ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت گناہ گار مومنوں اور اہل کبار کے حق میں اور اسی طرح فرشتوں، علماء، اولیاء، شہداء، فقراء اور صبر کرنے والے مومنوں کے وفات یافتہ بچوں کی شفاعت حق ہے۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۱۱۲)

بے مثل بشریت۔

امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”حضور ﷺ بظاہر بشر اور باطن ملکوتی ہیں۔ آپ احوال بشری سے صرف اسی وقت متعلق ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا ان کے متعلق ارادہ ہوتا ہے۔ تاکہ امت کے لئے نمونہ قائم ہو۔ پس حضور ﷺ کا آدمیوں میں شمار ہونا اسی طرح ہے جس طرح یاقوت کا پتھروں میں شمار ہوتا۔“ (نسیم الریاض ص ۴۵۸ ج ۱)

## میلاد مصطفیٰ ﷺ۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”بلاشبہ میلاد کا اصل عمل یعنی لوگوں کا جمع ہونا اور حسب استطاعت قرآن خوانی کرنا اور حضور ﷺ کی پیدائش کے متعلق روایات اور آپ کی تشریف آوری کے



بارہ میں آیات بیان کرنا۔ پھر حاضرین کے لئے دسترخوان چننا اور ان کا کھانا کھانے کے بعد بلا کسی ناروا زیادتی کے اپنے گھروں کو واپس چلا جانا بدعت حسنة ہے۔ جس پر میلاد منعقد کرنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں حضور ﷺ کی تشریف آوری پر اظہار فرح و سرور ہے اور اس میں آپ کی تعظیم ہے۔“ (الحاوی ص ۱۸۹ ج ۱)

ایتان ارواح۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”محدث ابن ابی الدنیا حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مومنوں کی روحیں آزاد ہوتی ہیں اور جہاں چاہیں چلی جاتی ہیں۔“ (الحاوی ج ۱ ص ۲۷۳)

پاکی فضلات۔

امام یوسف نبہانی فرماتے ہیں ”ان حدیثوں میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیشاب اور خون پاک ہے۔ شیخ الاسلام بن حجر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے فضلات کی پاکی پر بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اور آئمہ نے اسے آپ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے۔ اور امام نووی قاضی حسین سے نقل کرتے ہیں کہ زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ کے سب فضلات قطعاً پاک ہیں۔ اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جیسا کہ امام بدرالدین نے فرمایا“ (الانوار المحمدیہ ص ۲۱۹ ج ۱)

انگوٹھے چومنا۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی فرماتے ہیں۔ آذان کی پہلی شہادت رسالت سنتے وقت صلے اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا اور دوسری شہادت رسالت سنتے وقت قرہ یعنی بک یا رسول اللہ کہنا اور آنکھوں پر انگوٹھے رکھ کر اللهم متعنی بالسمع والبصر کہنا مستحب ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کرنے والے کو جنت میں لے جائیں گے۔“ (شامی باب الآذان)

## نذر اولیاء۔

شیخ احمد المعروف ملا جیون تفسیرات احمدیہ میں ما اھل بہ لغیر اللہ کی بحث تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ”یہاں سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی نذر اولیاء کے لیے مانی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے۔ حلال و طیب ہے۔ کیونکہ اس پر بوقت ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ اگرچہ لوگ اس گائے کو اولیاء کے لیے نذر مانتے ہیں۔“ (البصائر)

## میت کے لیے دعا۔

امام علی قاری فرماتے ہیں۔ ”بلاشبہ زندوں کا اموات المسلمین کے لیے دعا کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا نفع دیتا ہے۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۱۵۴)

## نبوت قبل ولادت۔

امام علی قاری فرماتے ہیں ”اور اس میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت آپ کی عمر شریف کے ابتدائی چالیس سال کے مابعد حصہ میں منحصر نہیں۔ جیسا کہ ایک جماعت نے کہا ہے۔ بلکہ آپ ولادت کے دن سے وصف نبوت سے موصوف تھے۔ بلکہ حدیث کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ عالم ارواح میں سب اشیاء کی پیدائش سے پہلے بھی وصف نبوت سے متصف تھے۔ اور یہ وصف آپ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس کا یہ معنی انہیں کہ آپ عالم ارواح میں بالفعل نبی تو نہ تھے۔ بلکہ آپ وصف نبوت کا موہف بننے کے لیے پیدا کیے گئے تھے۔ یا آپ میں حصول رسالت کی قابلیت موجود تھی۔ جیسا کہ یہ امام غزالی کے کلام سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس معنی پر آپ میں اور دوسرے انبیاء میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ اور نہ یہ بات معرض مدح میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۷۲)

## عرس۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ”اگر تم کہو کہ ہمارے ملک میں مشائخ عظام کی وفات کے دنوں میں عرس کی پابندی کا جو رواج ہے۔ کیا اس کی کوئی شرعی اصل ہے یا نہیں؟ تو میں کہوں گا

کہ میں نے ان باتوں کے متعلق اپنے مرشد امام عبدالوہاب متقی مکی سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ یہ باتیں ہمارے مشائخ کے طریقے اور عادات سے ہیں اور وہ اس بارہ میں کچھ اچھی نیتیں رکھتے ہیں۔“ (ماثبت من السنۃ ص ۲۲۲)

ذکر جہر۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”صوفیائے کرام کی عادت ہے کہ وہ مسجد میں ذکر جہر کا حلقہ بناتے ہیں۔ اور بلند آوازی سے کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ اس میں اصلاً کوئی کراہت نہیں۔ اور بہت سی حدیثیں ذکر جہر کے استحباب میں وارد ہوئی ہیں۔“ (الحادی للفتاویٰ ص ۳۸۹ ج ۱)

بے سایہ ہستی۔

امام خفاجی فرماتے ہیں۔ ”ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ”میں لکھنا نہیں چاہتا تا کہ قلم کا سایہ اللہ تعالیٰ کے نام پر نہ پڑے۔“ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ادب کی یہ جزادی کہ آپ کا سایہ زمین سے اٹھا دیا۔ تا کہ کوئی شخص آپ کے سایہ پر قدم نہ رکھے۔“ (نسیم الریاض ص ۳۹۸ ج ۲)

قبر پر عمارت۔

عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔ ”اور جامع الفتاویٰ میں مذکور ہے کہ بلاشبہ مشائخ اور علماء اور سادات کی قبور پر عمارت بنانے میں کوئی کراہت نہیں۔“ (کشف النور)

قبر پر کپڑا ڈالنا۔

یہی امام فرماتے ہیں۔ ”اولیاء و صالحین کی قبور پر پردے، پگڑیاں اور کپڑے ڈالنے میں اگر مقصود عوام الناس کی آنکھوں میں ان کی بزرگی پیدا کرنا ہو۔ تا کہ وہ ان کی بے ادبی سے بچیں۔ تو ایسا کرنا جائز ہے۔ اس سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ اور اسی پر قیاس کیا جاتا ہے اولیاء و صالحین کی قبور کے پاس چراغ جلانے اور بتیاں روشن کرنے کو جبکہ وہ ان کی تعظیم ظاہر کرنے کے لیے ہوں۔“ (کشف النور ص ۱۲)

## قبر سے تبرک۔

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ ”بزرگان دین کی قبور پر ہاتھ رکھنا اور اولیاء کی روحانیت کی جگہوں سے برکت لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔“ (کشف النور)

## نذر و نیاز۔

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ ”اور اسی طرح اولیاء کے لیے درہم و دینار کی نذر ماننا تا کہ وہ ان کی قبور کے پاس رہنے والے فقراء پر صرف کی جائیں۔ فی نفسہ جائز امر ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں کو بغیر کسی قطعی دلیل کے حرام کہتے ہیں۔ ان کے اس فعل کی وجہ یہی ہے کہ وہ نہ اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہیں اور نہ انہیں خوف خدا ہے۔“ (کشف النور ص ۱۷)

## ختم نبوت کا مفہوم۔

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ ”زجاج نے اپنی کتاب معانی القرآن میں فرمایا۔ خاتم النبیین کا معنی ہے آخر النبیین لانی بعدہ۔ (یعنی وہ آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔) اور مفسر بیضاوی نے فرمایا۔ خاتم النبیین کا معنی ہے وہ آخری نبی جس کی آمد پر سلسلہ انبیاء ختم ہو جائے۔ یا اس کے سبب سے باب نبوت بند ہو جائے۔“ (الحدیقہ الندیہ ج ۱ ص ۲۸)

## حیلہ اسقاط۔

امام ابواللیث سمرقندی حنفی فرماتے ہیں۔ ”قلاب کی بیوی حبیبہ فوت ہو گئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد ۲۳ پارہ سے ۳۰ پارہ تک کی جزء قرآنی کو بیس آدمیوں کے درمیان پھیرایا۔ (المدارج السدیہ ص ۲۹)

## زیارت قبور۔

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ ”بہت سی حدیثیں اور روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جب بھی زائر قبر پر جاتا ہے۔ صاحب قبر کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ اس کی بات سنتا اور اس کی وجہ سے انس حاصل کرتا ہے۔ اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔“ (الاصول الاربعہ ص ۸۰۸)

”چونکہ مومنوں کی روح متصرف ہوتی ہے اس لیے سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔ اگر صحرا میں تمہیں کوئی مشکل پیش آجائے اور کوئی مددگار نظر نہ آئے تو تم تین مرتبہ پکار کر کہو۔ یا عباد اللہ اعینونی۔ اے اللہ کے بندو میری امداد کرو۔ اس ارشاد میں عباد کا لفظ عام ہے۔ جو رجال الغیب، ملائکہ، صالحین کے ارواح طیبہ سب کو شامل ہے۔ اور اصحاب مشاہدہ اور علماء ثقات نے بارہا اس کا تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا۔“ (الاصول الاربعہ ص ۳۱)

الحاصل اصلی سنی وہی لوگ ہیں جو قدیم علمائے اہل سنت کے ان مذکورہ بالا عقائد حقہ پر ہیں۔ اور آج کے دور میں صرف اور صرف ان عقائد کو حق ماننے والے وہی لوگ ہیں۔ جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین وہم خیال ہیں۔

الغرض اگر کوئی شخص تعصب کی عینک اتار کر بنظر انصاف مسلک اعلیٰ حضرت اور قدیم سنی حنفی علماء کے مسلک میں موازنہ کرے تو اسے سر موفرق نظر نہ آئے گا۔ ہاں بہتان تراشوں کی شرانگیزی اور عقل و دیانت کے دشمنوں کی ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین و ہذا آخر ما ردنا یرادہ فی ہذا الرسالۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم ﷺ

(۱۵ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ)

چھٹا مقالہ

اصلی حنفی کی پہچان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر الانبیاء والمرسلین وعلی عبادہ الصالحین۔ اما بعد۔

مخالفین اہل سنت ہم بریلوی اہل سنت کو بدعتی کہتے ہیں۔ وہ جن مسائل و احکام کی بناء پر یہ قول کرتے ہیں۔ ان کا ثبوت ہم اس مختصر مقالہ ”اصلی حنفی کی پہچان“ میں مقتدر حنفی ائمہ و علمائے کرام کی معتبر کتب متون و شروح و حواشی و فتاویٰ سے پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ ناظرین پر بریلوی اہل سنت کا اصلی سنی حنفی ہونا واضح ہو جائے۔ وباللہ التوفیق۔

بدعت۔

کتاب شرعہ الاسلام میں اس سنت کے بیان میں جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ فرمایا۔ سنت جس سے تمسک واجب ہے وہ سنت ہے۔ جس پر شہادت دیئے ہوئے زمانے والے تھے۔ اور اس سے مراد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام پھر ان کے بعد تابعین پھر ان کے بعد تبع تابعین کا زمانہ ہے۔ فنا حدث بعد ذلک من امر علی خلاف مناہجہم فهو من البدعة۔ پس جو بات اس زمانہ کے بعد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے طریقوں کے برخلاف پیدا ہوئی ہو۔ وہ بدعت ہے۔ (حدیقہ ندیہ ص ۱۳۶ ج ۱)

بدعت حسنہ۔

سورتوں کے نام اور آیتوں کی تعداد لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ وھو وان کان احدا اثنا فھو بدعة حسنہ وکم من شیء کان احدا اثنا وھو بدعة حسنہ۔ اور یہ کام اگرچہ نیا ہے مگر بدعت حسنہ ہے اور کتنے نئے کام بدعت حسنہ ہوتے ہیں۔ اور کتنے کام اختلاف زمان و مکان کی وجہ سے بدل جاتے ہیں۔ جیسا کہ جواہر الاخلاطی میں ہے۔ “(فتاویٰ عالمگیری ص ۳۲۳ جلد پنجم)

ختم شریف۔

”کتاب الینایع میں ہے۔ کہ قرآن ختم کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ ختم قرآن کے وقت اپنے اہل و عیال کو جمع کرے۔ اور ان کے لیے دعائے مانگے۔“ (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۱۷ جلد پنجم)

## مسجد میں ذکر بالجہر

”حنفی کتب فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اللہ کے ارشاد *من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ* کے پیش نظر مسجدوں میں ذکر جہر سے منع نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ممانعت اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہے۔“ (طحطاوی ص ۱۷۴)

## یا رسول اللہ کہنا۔

”امام قہستانی نے کتاب کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ آذان میں پہلی شہادت رسالت سن کر صلے اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا اور دوسری سن کر اپنی آنکھوں پر اپنے انگوٹھے رکھنے کے بعد قرت عینی بک یا رسول اللہ اللهم معنی بالسمع والبصر کہنا مستحب ہے۔ اور ایسا کرنے والے کو حضور ﷺ اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔“ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۱۱)

## حیلہء اسقاط۔

”اور اگر میت کی نمازوں روزوں وغیرہ کے لیے اس کا وصیت کردہ مال کفایت نہ کرے۔ تو وارث یہ مقدار فقیر کو دے۔ سو اس کے اندازہ پر بعض واجبات اسقاط عن ذمۃ میت ہو جائیں گے۔ پھر فقیر وہ مال وارث پر ہبہ کرے۔ اور وہ اس پر قبضہ بھی کرے۔ پھر دوسری بار وہی مال فقیر کو دے۔ تو اس کے اندازہ پر اور بعض واجبات اسقاط ہو جائیں گے۔ پھر ایسا ہی بار بار کریں۔ یہاں تک کہ سب واجبات میت کے ذمہ سے اسقاط ہو جائیں۔ وھذا ہوا لکھنوی ذلک ان شاء اللہ تعالیٰ بمنہ و کرمہ۔ اور یہ طریقہ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے احسان اور اس کی مہربانی سے اس بارہ میں خلاصی دلانے والا ہے۔“ (مراقی الفلاح ص ۲۳۸)

## قبر پر تلاوت قرآن پاک۔

”جب میت کو دفنانے سے فارغ ہو جائیں تو اس کی قبر کے پاس اتنی دیر تک قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اور اس کے لیے دعائیں مانگتے ہوئے بیٹھنا۔ جتنی دیر میں اونٹ ذبح ہو کر تقسیم ہو جائے۔ مستحب ہے۔ کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ اس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے اسے لطف پہنچتا ہے۔“ (طحطاوی ص ۳۳۸)



تلقین میت۔

”اور دفن کے بعد میت کو تلقین کرنا اچھا کام ہے۔ اور شافعیوں نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔“ (طحطاوی ص ۳۳۸)

صدقہ عن المیت۔

”کتاب شرعۃ الاسلام میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ میت کا وارث پہلی رات گزرنے سے پہلے میت کے لیے جو کچھ میسر ہو صدقہ کرے۔ اور اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو دو گانہ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائے۔ اور میت دفنانے کے بعد سات دن تک ہر روز جو کچھ میسر ہو اسے میت کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔“ (طحطاوی ص ۳۳۸)

طعام و دعوت اہل میت۔

”امام احمد اور امام ابو داؤد ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ کے لیے نکلے۔ پھر آپ جب واپس ہوئے تو میت کی بیوی کا داعی ملا۔ سو آپ واپس تشریف لے گئے تو کھانا لایا گیا۔ آپ نے کھانا کھایا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل میت کا کھانا تیار کرنا اور اس دعوت کو قبول کرنا مباح ہے۔ بلکہ خود امام بزاز نے حنفی نے بھی ذکر فرمایا ہے کہ اگر اہل میت فقراء کے لیے کھانا تیار کریں تو اچھا ہے۔“ (طحطاوی ص ۳۳۹)

ایصال ثواب۔

”پس انسان کو اختیار ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کے لیے کر دے۔ یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہے۔ خواہ اس کا یہ عمل نماز ہے یا روزہ یا حج یا صدقہ یا تلاوت قرآن یا اذکار یا اور کسی قسم کی نیکی۔ اور یہ عمل اس میت کو پہنچتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے۔ یہ امام زیلیعی حنفی نے باب الحج عن الغیر میں فرمایا۔“ (مراتی الفلاح ص ۳۴۱)

قبر پر پھول ڈالنا۔

”شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ہمارے بعض متاخرین مفتیوں نے حدیث وضع الجرائد کی بنا پر قبر پر پھول

ڈالنے کے مسنون ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ جب شاخ کی تسبیح کے وسیلہ سے میت سے تخفیف کی امید ہے تو تلاوت قرآن تو اس سے بھی زیادہ برکت والا کام ہے۔“ (طحطاوی علی المرآتی ص ۳۴۳)

دعائے میت۔

”اگر کسی نے میت کی طرف سے کچھ صدقہ کیا اور اس کے لیے دعا مانگی تو یہ جائز ہے اور یہ دونوں چیزیں میت کو پہنچتی ہیں۔ جیسا کہ خزائنہ الفتاویٰ میں ہے۔“ (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۱۹ ج ۵)

تعویذ لٹکانا۔

”تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں قضائے حاجت اور مجامعت کے وقت اتار دیا کرے جیسا کہ کتاب الغرائب میں ہے۔“ (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۵۶ ج ۵)

والدین کی قبر چومنا۔

”اور اگر کوئی اپنے والدین کی قبر چومے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ کتاب الغرائب میں ہے۔“ (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۵۱ ج ۵)

قرآن چومنا۔

”حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر صبح قرآن کو پکڑتے اور اسے چومتے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کو چومتے اور اپنے چہرے سے ملتے تھے۔“ (طحطاوی ص ۱۷۵)

دست بوسی۔

”پس ان احادیث کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ کسی کے ”ہاتھ، پاؤں، پہلو، سر، پیشانی، ہونٹوں اور آنکھوں کے مابین بوسہ دینا مباح ہے۔ بشرطیکہ تعظیم و تکریم کی غرض سے بوسہ دے۔ ورنہ شہوت کی وجہ سے جائز نہیں۔ سوائے اس کے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو شہوت سے چومیں۔“

(طحطاوی ص ۱۷۴)

تعظیم سے جھکنا۔

”اگر کسی کی تعظیم کے لیے رکوع کی حد تک جھکے تو جائز نہیں۔ جس طرح سجدہ تعظیمی جائز

نہیں۔ اور رکوع کی حد سے کم جھکنے میں کوئی حرج نہیں۔“ (حدیقتہ ندیہ ص ۷۵۳ ج ۱)

قیام تعظیسی۔

”اگر کسی مسلمان کے لیے قیام تعظیسی نہ کیا جائے تو اسے اذیت ہوتی ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کے احترام کے لیے اٹھا جائے۔ کیونکہ یہ اذیت ناچا کی اور دشمنی کا ذریعہ بن جائے گی۔ اور بزرگان دین کے لیے قیام تعظیسی کے مستحب ہونے کی دلیل حضور ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔ ”اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔“ اس حدیث میں خطاب صرف انصار کو تھا یا سب حاضرین کو دونوں باتوں کا احتمال ہے۔“ (حدیقتہ ندیہ ص ۷۵۳ ج ۱)

تلاوت قرآن کے وقت قیام تعظیسی۔

”فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر لوگ قرآن پڑھ رہے ہوں یا کوئی ایک شخص قرآن پڑھ رہا ہو اور اس حال میں کوئی صاحب وجاہت و شرافت شخص داخل ہو تو اس بارہ میں فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر وہ آنے والا شخص عالم دین ہے۔ یا باپ ہے۔ یا استاد ہے۔ تو اس کیلئے تعظیماً اٹھنا جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔“ (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۱۶ ج ۵)

ہمراہ جنازہ کلمہ پڑھنا۔

”امام شعرادی عہود المشائخ میں فرماتے ہیں۔ ہم اپنے کسی بھائی کو اس بات پر قدرت نہیں دیں گے کہ وہ ایسی بات کا انکار کرے جسے مسلمانوں نے عبادت کی وجہ پر ایجاد کیا ہو۔ اور اسے اچھا سمجھا ہو۔ جیسا کہ اس مسئلہ کی تقریر اس کتاب میں کئی جگہ گزر چکی ہے۔ خصوصاً وہ نئے کام جن کا تعلق اللہ اور اس کے رسول سے ہے۔ مثلاً لوگوں کا جنازہ کے آگے کلمہ طیبہ پڑھنا یا قرآن مجید وغیرہ پڑھنا۔ سو جو ان کاموں کو حرام کہے وہ شریعت کے فہم سے قاصر ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے زمانے کے بعد جو کام ایجاد ہو اہو۔ وہ مذموم نہیں ہوتا“ (حدیقتہ ندیہ ص ۳۰۹ ج ۲)

قبور اولیاء پر روشنی کرنا۔

”اور ایک آفت قبروں کے پاس شمعیں، قندیلیں اور چراغ جلانا ہے۔ کیونکہ یہ اسراف اور بدعت

سید ہے۔ اور یہ اس وقت ہے جبکہ قبور کے پاس چراغ جلانے میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور اگر قبور کے نزدیک مسجد ہے۔ یا راستہ ہے۔ یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے۔ یا وہ کسی ولی اللہ یا محقق عالم دین کا مزار ہے۔ اور اس کی روح کی تعظیم کے لیے روشنی کی گئی ہے۔ لوگوں کو یہ بتانے کے لیے کہ یہ قبر کسی ولی کی ہے۔ تاکہ وہ اس قبر سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس دعا مانگیں۔ تاکہ وہ دعا قبول ہو جائے۔ تو بلاشبہ یہ جائز ہے۔ اس سے منع نہ کیا جائے گا۔ اور اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہوتا ہے۔“ (حدیقہ ندیہ ص ۶۳۰ ج ۲)

### چراغاں۔

”امام غزالی احیاء العلوم میں حضرت ابو علی روزباری کے بارہ میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مہمان کی خاطر ایک ہزار چراغ جلانے۔ تو وہ مہمان کہنے لگا۔ آپ نے اسراف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اندر جا اور میں نے جو چراغ غیر خدا کے لیے جلانے ہیں بجا دے۔ سو وہ مہمان اندر گیا اور کسی ایک چراغ کو بھی نہ بجھا سکا۔“ (حدیقہ ندیہ ص ۷۲ ج ۲)

### مسجد میں چراغاں۔

”امام اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ جب اللہ نے آسمان دنیا کی زینت کے لیے ستارے بنائے تو بندوں کو مسجدوں اور جامع مسجدوں کی چھتوں کو چراغوں اور قندیلوں سے مزین کرنا چاہیے۔ اور نیکی کے کام میں فضول خرچی نہیں پائی جاتی۔ اور ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد کو عشاء کے وقت کھجور کے پتوں سے روشن کیا جاتا تھا۔ پھر جب حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ اپنے ساتھ قندیلیں، رسیاں اور زیتون کا تیل لائے اور یہ قندیلیں مسجد کے ستونوں کے ساتھ لٹکائی گئیں اور جلائی گئیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تو نے ہماری مسجد کو روشن کیا ہے۔ خدا تجھ پر روشنی کرے۔ اور اللہ کی قسم اگر کوئی میری بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح ضرور تیرے ساتھ کر دیتا۔ اور آپ نے حضرت تمیم کا نام سراج رکھا۔ حالانکہ ان کا پہلا نام فتح تھا۔ پھر قندیلوں میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کثرت کر دی۔ جبکہ انہوں نے مسلمانوں کو رمضان کی راتوں میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ

عندہ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے پر جمع کیا۔ سو جب یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھی۔ تو فرمایا۔ اے ابن خطاب۔ آپ نے ہماری مسجد کو روشن کیا ہے۔ خدا آپ کی قبر روشن کرے۔“  
(حاشیہ جلالین ص ۳۶۷)

قبر پر گنبد بنانا۔

”امام شیخ عبدالغنی نابلسی حنفی نے کشف النور میں لکھا ہے کہ بلاشبہ ہر اچھی نئی بات جو مقصود شرع کے موافق ہو۔ سنت کے حکم میں داخل ہے۔ سو علماء، اولیاء و صلحاء کی قبور پر گنبد بنانا اور ان پر پردے، پگڑیاں اور کپڑے ڈالنا تا کہ عوام کی نظر میں ان کی عظمت اجاگر ہو اور وہ ان کی بے ادبی سے بچیں۔ جائز ہے“ (تحریر المختار ص ۱۲۳ ج ۱)

تیل بتی کی نظر کرنا۔

”امام نابلسی کشف النور میں فرماتے ہیں اور اسی طرح اولیاء و صلحاء کی قبور کے پاس بتیاں اور شمعیں جلانا بھی ان کی تعظیم و توقیر کے باب سے ہے۔ تو اس میں مقصد اچھا ہے۔ اور اولیاء کی قبور کے پاس تیل اور بتی جلانے کی نذر ماننا بھی بوجہ ان کی محبت و تعظیم کے جائز ہے۔ اس سے منع نہ کرنا چاہئے۔“ (تحریر المختار ص ۱۲۳ ج ۱)

اہل قبور سے استمداد۔

”جس شخص کو کوئی حاجت ہو وہ کسی نیک شخص کی قبر پر جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد جائے۔ پھر اس قبر کے سرہانے باد وضو قبلہ رخ بیٹھ کر سورۃ فاتحہ ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورہ زلزال دو بار، سورۃ نکاح تین بار، سورۃ اخلاص دس بار، سورۃ جاثیہ کی آخری آیت فلیلہ الحمد سے آخر تک تین بار، تکبیر تشریق تین بار اور درود شریف ابتداء میں تین بار اور آخر میں سات بار اس صیغہ کے ساتھ پڑھے صلی اللہ علی محمد النبی الامی والہ کما ہوا ہلہ اور ان چیزوں کا ثواب صاحب قبر کو پہنچائے۔ اور اپنے رب سے اپنی حاجت مانگے۔ اور یوں کہے۔ یا من لا یشرک فی حکمہ احد اقص حاجتی ہذہ و حیداً کما خلقتنی و حیداً۔ اور یہ کلمات سات مرتبہ دہرائے تو اللہ تعالیٰ اس گھڑی میں اس صاحب قبر کی روح کو حاضر کر دے گا۔ اور

وہ اس کی سفارش کرے گا۔ تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ یہ مجربات میں سے ہے۔“  
(تحریر رافعی ص ۱۲۲ ج ۱)

زیارت روضہ نبوی۔

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں مروی ہے کہ جب وہ سفر کا ارادہ فرماتے یا سفر سے واپس آتے تو حضور ﷺ کی قبر پر تشریف لے جاتے۔ اور درود شریف پڑھ کر دعا مانگتے۔ پھر گھر تشریف لاتے تھے۔ امام محمد بن حسن شیبانی نے فرمایا۔ ایسا ہی کرنا چاہیے۔ جب کوئی شخص مدینہ منورہ آئے تو حضور ﷺ کی قبر پر زیارت کرے۔“ (موطا امام محمد ص ۳۹۶)

محافل ذکر خیر۔

اور اسی قبیل سے لوگوں کو ذکر جہر کی محافل میں حاضر ہونے سے اور بزرگوں کے اشعار پڑھنے سے روکنا ہے۔ اگرچہ فقہائے حنفیہ نے ذکر جہر کی کراہت کی تصریح کی ہے۔ لیکن شافعی ائمہ مثلاً امام نووی وغیرہ نے اس کے استحباب کی تصریح کی ہے۔ اور نامناسب ہے کہ عوام کو ایسے کام سے روکا جائے جس کے جواز کا قائل مسلمانوں کا کوئی امام ہو۔ اگرچہ عوام اپنے آپ کو حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کا مقلد سمجھتے ہوں۔“ (حدیقہ ندیہ ص ۱۵۰ ج ۲)

مصافحہ بعد از نماز صبح۔

”اور اسی قبیل سے ہے عوام کو نماز فجر و عصر کے بعد مصافحہ کرنے سے روکنا۔ اس بناء پر کہ بعض متاخرین ائمہ حنفیہ نے اس کی کراہت کی تصریح کی ہے۔ اس دعویٰ پر کہ یہ عمل بدعت ہے۔ حالانکہ یہ مصافحہ مطلق مصافحہ کے سنت ہونے کے عموم میں داخل ہے۔ اور امام نووی نے کتاب الاذکار میں اور دیگر شافعی ائمہ نے ان دو وقتوں میں مصافحہ کرنے کو بدعت مباحہ قرار دیا ہے۔ لہذا کسی داعظ و مدرس کو نہ چاہیے کہ وہ عوام کو اس کام سے روکے جس کے جواز کا فتویٰ مسلمانوں کے کسی امام نے دیا ہو۔“ (حدیقہ ندیہ ص ۱۵۰ ج ۲)

صلوٰۃ الرغائب باجماعت پڑھنا۔

”اور اسی قبیل سے ہے لوگوں کو صلوٰۃ الرغائب باجماعت پڑھنے اور صلوٰۃ لیلة القدر پڑھنے سے

رو کنا۔ اگرچہ علماء نے ان نمازوں میں جماعت کو مکروہ بتایا ہے۔ عوام کے حق میں کراہت کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔ تاکہ نیکی کے کاموں سے ان کی رغبت کم نہ ہو جائے۔“ (حدیقہ ندیہ ص ۱۵۰ ج ۲)

عہد نامہ قبر میں رکھنا۔

”امام صفار نے ذکر کیا ہے کہ اگر میت کی پیشانی پر یا اس کے عمامہ پر یا اس کے کفن پر عہد نامہ لکھا جائے۔ تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کر دے گا۔ اور اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ امام نصیر نے فرمایا یہ روایت میت کے ساتھ عہد نامہ رکھنے کے جواز میں ہے اور مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اصطلبل میں گھوڑوں کی رانوں پر حبیس فی سبیل اللہ لکھا ہوتا تھا۔“ (فتاویٰ بزازیہ ص ۷۶ ج ۳)

پیشانیء میت پر بسم اللہ لکھنا۔

بعض بزرگوں نے وصیت کی کہ ان کی پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا جائے۔ سو ایسا کیا گیا۔ وہ خواب میں دیکھے گئے اور ان سے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ جب میں قبر میں رکھا گیا۔ تو عذاب کے فرشتے آئے۔ سو جب انہوں نے میری پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا دیکھا تو انہوں نے کہا۔ تو اللہ کے عذاب سے بچ گیا ہے۔“ (در مختار ص ۶۶ ج ۱)

میت کے سینے پر کلمہ لکھنا۔

”ہاں بعض حاشیہ نگاروں نے کتاب فوائد الشرجی سے نقل کیا ہے کہ میت کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس کے سینے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ انگشت شہادت سے بغیر سیاہی کے لکھنے کا جو معمول ہے۔ وہ میت کے نہلانے کے بعد کفنانے سے پہلے ہونا چاہئے“ (شامی ص ۶۶۹ ج ۱)

کفنی لکھنا۔

”میت کی پیشانی یا اس کی پگڑی یا اس کے کفن پر عہد نامہ لکھا جائے تو اس کی بخشش کی امید کی جاتی ہے۔“ (در مختار ص ۶۶۸ ج ۱)

قبر پر حفاظ بٹھانا۔

”میت کو رات کے وقت دفن کرنا اور اس کی قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے والوں کو بٹھانا مکروہ نہیں۔ اور یہی مختار قول ہے۔“ (در مختار ص ۶۶۸ ج ۱)

میت کو عمامہ پہنانا۔

”اور میت کے لئے اصح روایت میں عمامہ مکروہ ہے۔ یہ کتاب المجتبیٰ میں ہے اور متاخرین فقہائے حنفیہ نے علمائے دین اور اہل شرافت کے لئے عمامہ مستحسن قرار دیا ہے۔“ (در مختار ص ۶۳۶ ج ۱)

تثویب۔

”تمام اوقات میں آذان کے بعد تثویب کہی جائے کیونکہ امور دینیہ میں سستی ظاہر ہو چکی ہے۔ اور یہ اصح روایت ہے۔ اور ہر شہر کی تثویب اس شہر والوں کے تعارف کے مطابق ہونی چاہیے۔ جیسا کہ موءذن کا آذان کے بعد الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا مصلین قوموا الی الصلوٰۃ کہنا۔“ (مراتی الفلاح ص ۱۰۷)

آذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔

”یا نماز مغرب میں دو مرتبہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے مراد مغرب کی آذان کے بعد اور مغرب و عشاء کی نمازوں کے مابین جمعہ اور سوموار کی راتوں میں پڑھا جانے والا صلوٰۃ و سلام ہے اور دمشق میں اس صلوٰۃ و سلام کا نام

صلوٰۃ و سلام کا نام صلوٰۃ و سلام کا نام تذکیر ہے۔ جس طرح جمعہ کے دن ظہر کی نماز سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے اور میرے خیال میں موءخر الذکر کو کسی نے بھی ذکر نہیں کیا۔“ (در المختار ص ۲۸۷ ج ۱)

آذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔

”آذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی ابتداء ربیع الآخر ۸۱ھ بروز سوموار بوقت عشاء ہوئی پھر جمعہ کے دن پڑھا جانے لگا۔ پھر دس سال بعد سوائے مغرب کی نماز کے سب نمازوں میں پڑھا جانے لگا۔ پھر مغرب میں دو مرتبہ پڑھا جانے لگا۔ اور یہ آذان کے بعد صلوٰۃ و سلام بدعت حسنة ہے۔“ (در مختار ص ۲۸۷ ج ۱)



## اختیار کی وجد

”علاوہ ازیں بے اختیار وجد کی عدم موجودگی میں اپنے جسم میں اختیار کی وجد پیدا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہ صالحین کی محبت، ان کی صورت اپنانے اور ان کے کردار سے متصف ہونے میں ان کی مشابہت اختیار کرنے کی قبیل سے ہے۔“ (الحدیقہ الندیہ ص ۲۰۸ ج ۲)

قوالی۔

”ہاتھ کی آفات میں ہر لہو و لعب داخل ہے۔ مگر شادی کی رات میں وہ دف بجانا جس میں جھانچے نہ ہوں اور غازیوں، حاجیوں اور مسافروں کے طبل مستثنیٰ ہیں۔ اور اسی حکم استثناء میں صوفیہ کا طبل اور سلسلہ قادریہ و صمادیہ کے وہ آلات جو دلوں میں خشوع پیدا کرتے ہیں اور مریدین کے دلوں سے وسوسے دور کرتے ہیں۔ داخل ہیں۔ اور مولویہ کلثیہ، احمدیہ اور رفاعیہ سلسلوں کے وہ آلات سماع بلکہ جملہ آلات جو مریدین کے دلوں میں خشوع پیدا کرنے اور ان سے وسوسے دور کرنے کے لئے تیار کیے گئے ہیں۔ اسی حکم استثناء سے ملحق ہیں۔ کیونکہ یہ آلات لہو و لعب کے لئے نہیں۔ بلکہ رشد و ہدایت میں جدوجہد کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔“

(الحدیقہ الندیہ ص ۲۲۱ ج ۲)

## شبینہ۔

”امام جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت میں سلف کی عادتیں مختلف تھیں۔ قرآن مجید کی کثرت تلاوت میں جو سب سے زیادہ مقدار مروی ہے وہ دن رات میں آٹھ ختم ہیں۔ یعنی چار رات میں اور چار دن میں۔ پھر دن رات میں چار ختم پھر تین ختم پھر دو ختم پھر ایک ختم بھی روایتوں میں آیا ہے۔“ (حدیقہ ندیہ ص ۲۱۶ ج ۱)

## بزرگوں کے کپڑے میں کفن دینا۔

”عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ آپ اپنی قمیص عطا فرمائیں تاکہ میں اس میں اپنے باپ کو کفن دوں۔ آپ نے انہیں اپنی قمیص عطا فرمائی۔ تو انہوں نے اس میں اپنے باپ کو کفنا یا۔“ (تبین الحقائق ص ۲۳۷ ج ۱)

## میلاد مصطفیٰ ﷺ

امام ابن عابدین شامی کے بھتیجے امام احمد عابدین کتاب نثر الدرر میں فرماتے ہیں۔ ”جاننا چاہیے کہ حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے میں میلاد شریف کا عمل بدعاتِ محمودہ میں سے ہے۔ سب سے پہلے میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے کی ابتداء شاہ مظفر والی عاربل نے کی۔ مورخ ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ شاہ مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد مصطفیٰ ﷺ منایا کرتے تھے اور بہت بڑی محفل کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ وہ بہادر، صاحب وقار، دلیر، عقل مند اور عادل تھے۔ وقت وفات تک بادشاہی کرتے رہے۔ اور ۶۳۰ھ میں عکاشہر کے فرنگیوں کے ہم عصر تھے۔ ان کے ظاہری و باطنی حالات بہت اچھے تھے۔“ (جواہر البحار ص ۲۲ ج ۳)

## یا شیخ عبد القادر جیلانی کا وظیفہ۔

”امام خیر الدین املی حنفی فتاویٰ خیر یہ میں فرماتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر نداء ہے۔ جب اس کے ساتھ کسی چیز کی اضافت اللہ کے لئے کی جائے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے اکرام کی خاطر کوئی شے طلب کرنا ہوتا ہے۔ پس اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟“ (فتاویٰ دربارہ جواز یا شیخ عبد القادر جیلانی شیبانی اللہ۔ ص ۳۰ مطبوعہ حزب الاحناف لاہور)

## انگھوٹھے چومنا۔

”امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوعاً ذکر کی ہے کہ جو شخص موءذن کے قول اشھد ان محمداً رسول اللہ کے وقت اپنی شہادت کی انگلیوں کے پوروں کے باطنی حصہ کو چومنے کے بعد اپنی آنکھوں سے ملے اور اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً و بحمد نبیاً کہے اس کے لئے جنت حلال ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ اور اس کی مثل حدیث پر فضائل اعمال میں عمل کیا جاتا ہے۔“ (طحاوی علی المراقی ص ۱۱۱)

## مصافحہ کا مسنون طریقہ۔

”اور مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو اور کپڑا حائل نہ ہو اور سلام کے بعد ملاقات

کے وقت ہو اور یہ کہ انگوٹھا پکڑے۔ کیونکہ اس میں ایک رگ ایسی ہے جس سے محبت پھوٹتی ہے۔“ (طحطاوی علی المراقی ص ۱۱۱)

کعبہ کو پیٹھ کرنا۔

”منہاج السالکین میں فرمایا، طواف وداع میں اٹے پاؤں چلنے کے بارے میں نہ کوئی حدیث مروی ہے اور نہ کوئی روایت مذکور ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کام ہمارے اصحاب نے کیا ہے۔“ (ردالمحتار علی الدر المختار ص ۲۵۶ ج ۵)

عورتوں کے لئے زیارت قبور

”قبور کی زیارت میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اگرچہ عورتیں زیارت قبور کریں۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں قبور کی زیارت سے روکا تھا۔ سو خبردار اب ان کی زیارت کرو۔“ (ردالمحتار ص ۶۶۵ ج ۱)

عرس۔

”مستحب ہے کہ احد پہاڑ کے شہداء کی زیارت کرے۔ کیونکہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال کے اختتام پر شہداء احد کی قبور کے پاس تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ اور افضل یہ ہے کہ یہ زیارت جمعرات کے دن با وضو صبح ہو۔ تاکہ ظہر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ سکے۔“ (ردالمحتار ص ۶۶۵ ج ۱)

منکرات کی وجہ سے زیارت قبور ترک نہ کرے۔

”زیارت قبور کے وقت جو ناجائز باتیں اور مفاسد مثلاً مردوں اور عورتوں کا اختلاط وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے زیارت قبور ترک نہ کی جائے۔ کیونکہ نیکی کے کام اس قسم کی باتوں کی وجہ سے چھوڑے نہیں جاتے۔ بلکہ انسان نیکی کے کاموں کو بجالائے۔ اور مفاسد کا انکار کرے۔ بلکہ ان کے ازالہ کی حتی الامکان کوشش کرے۔“ (ردالمحتار ص ۶۶۵ ج ۱)

## کتابت علی القبر۔

”اور قبر پر عمارت بلند نہ کی جائے اور کہا گیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی مختار قول ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ سراجیہ کے باب الکرہیہ میں مذکور ہے۔ اور اسی کے باب الجناز میں ہے کہ اگر قبر پر لکھنے کی ضرورت ہو تو لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ تاکہ اس کا نشان ضائع نہ ہو۔ اور اس کی بے ادبی نہ کی جائے۔“ (در مختار ص ۶۶۲ ج ۱)

قبر پختہ بنانا۔

”کتاب الامداد میں فتاویٰ کبریٰ سے منقول ہے کہ آج کل اینٹوں کی قبر کی کوہان بنانے کا رواج ہے۔ تاکہ قبر کھودے جانے سے بچ جائے۔ اسے لوگوں نے اچھا جانا ہے۔ اور مسلمان جس کام کو اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہوتا ہے۔“ (در مختار ص ۶۶۲ ج ۱)

## آذان علی القبر۔

”میت کو قبر میں داخل کرتے وقت آذان دینا مسنون نہیں۔ جیسا کہ آج کل قبر پر آذان دینے کا عام رواج ہو گیا ہے۔ امام ابن حجر شافعی نے اپنے فتویٰ میں اس کے بدعت ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اور فرمایا۔ جو شخص نو مولود کی آذان پر قیاس کرتے ہوئے اور خاتمۃ الامر کو ابتداء الامر سے الحاق کرتے ہوئے آذان علی القبر کو سنت خیال کرے۔ وہ غلطی پر ہے۔“ (رد المحتار ص ۶۶۰ ج ۱) اقول علامہ شامی نے اس عبارت میں آذان علی القبر کے مسنون ہونے کی نفی فرمائی ہے جائز و مستحب ہونے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور امام ابن حجر شافعی المذہب ہیں ان کا فتویٰ ہم احناف کے حق میں معتبر نہیں۔ اور اگر اسے معتبر ہی تسلیم کر لیا جائے تو یہاں بدعت سے مراد بدعت مستحبہ ہے۔ فافہم واللہ اعلم۔

و عابعد از نماز جنازہ۔

”اور تکرار نماز جنازہ کی عدم مشروعیت میں ہماری دلیل یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک میت پر نماز جنازہ پڑھی پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چند آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لا تعاد و لکن اوع للمیت و

استغفر لہ۔ نماز جنازہ دہرائی نہیں جاتی و لیکن میت کے لیے دعا مانگو اور استغفار چاہو“ (بدائع الصنائع ص ۱۱۳ ج ۱)

غنی پر نقلی صدقہ۔

”مجمع بحار الانوار میں توسط شرح سنن ابی داؤد میں ہے۔ صدقہ فقراء کو دیئے جانے والے مال کو کہتے ہیں۔ یعنی صدقہ کی غالب انواع اسی قسم کی ہیں۔ ورنہ صدقہء نافلہ غنی کو بھی دینا جائز ہے۔ اور بالاتفاق اس صدقہ کرنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۲۹ ج ۴)

اہل قبور سے کسب فیض۔

”انبیاء کرام کے غیر اہل قبور سے مدد طلب کرنے کا انکار بہت سے فقہاء نے کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ زیارت قبور صرف دعا و استغفارِ اموات اور انہیں دعا و استغفار، تلاوت قرآن مجید سے فائدہ پہنچانے کا نام ہے اور اہل قبور سے استمداد کو مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم اور بعض فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے ثابت فرمایا ہے۔ اور یہ امر اہل کشف اور کاملین اہل کشف کے نزدیک محقق و مقرر ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگوں کو اہل قبور کی ارواح سے فیوض و فتوح پہنچے ہیں۔ اور اس گروہ کو ان کی اصطلاح میں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ قبولیت دعا کے لیے حضرت موسیٰ کاظم کی قبر تریاق مجرب ہے۔ اور امام غزالی فرماتے ہیں جس سے اس کی زندگی میں استمداد کی جاتی ہو اس سے بعد از وفات بھی استمداد کی جائے گی۔“ (اشیاء اللغات ج ۱ ص ۷۱۵)

الغرض ہم نے معتبر کتب مذہب حنفی سے متنازع فیہ مسائل کا حل اختصاراً پیش کیا ہے۔ اگر کوئی شخص تعصب کی عینک اتار کر دیکھے تو اسے یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ دورِ حاضر میں قدیم اکابرین حنفیہ کی سچی راہ پر آج صرف بریلوی اہل سنت ہی گامزن ہیں اور سنی بریلوی سوادِ اعظم کو بدعتی کہنے والے خود بدعتی ہیں۔ اللہ کریم عزوجل ہمارے سنی عوام الناس کو ہدایت پر رکھے۔ آمین۔ و ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الرسالۃ المختصرۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العمیم و رسولہ الکریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

(اربع الثانی ۱۴۰۶ھ)

ساتواں مقالہ

مشرکین مکہ کے شرک  
کی حقیقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسول محمد واله واصحابه اجمعين

اما بعد: جناب جاوید قادر صاحب نے شجاع آباد ضلع ملتان سے اپنے ایک خط میں یہ لکھا ہے کہ ”ایک مسئلہ درپیش ہے کہ مشرکین مکہ کبں قسم کے شرک میں مبتلا تھے؟ اس موضوع پر اپنی اچھی اچھی تصانیف ارسال کریں۔ بدیں وجہ یہ مقالہ ”مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت“ لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

مشرکین مکہ کے شرک کی صورتیں۔

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی لکھتے ہیں:-

”شرک کی حقیقت رب تعالیٰ سے مساوات پر ہے۔ یعنی جب تک کسی کو رب تعالیٰ کے برابر نہ جانا جائے تب تک شرک نہ ہو گا۔ اسی لیے قیامت میں کفار اپنے بتوں سے کہیں گے۔ تا الله ان كنا لفي ضلال مبين ۵ اذ نسويكم برب العالمين۔ خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

اس برابر ٹھہرانے کی چند صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کو خدا کا ہم جنس مانا جائے۔ جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ اور مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے تھے۔ چونکہ اولاد باپ کی ملک نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ باپ کی ہم جنس اور مساوی ہوتی ہے۔ لہذا یہ ماننے والا مشرک ہو گا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد مكرمون۔ یہ لوگ بولے کہ اللہ نے بچے اختیار فرمائے۔ پاکی ہے اس کے لیے۔ بلکہ یہ اللہ کے عزت والے بندے ہیں۔

اس جیسی بہت سی آیتوں میں اس قسم کا شرک مراد ہے۔ یعنی کسی کو رب تعالیٰ کی اولاد ماننا۔ دوسری صورت یہ کہ کسی کو رب تعالیٰ کی طرح خالق ماننا۔ جیسے کہ بعض کفار عرب کا عقیدہ تھا کہ خیر کا خالق اللہ ہے اور شر کا خالق دوسرا رب ہے۔ اب بھی پارسی یہی مانتے ہیں خالق خیر کو یزدان اور خالق شر کو اہرمن کہتے ہیں۔ یہ وہی پرانا مشرکانہ عقیدہ ہے۔ یا بعض کفار کہتے تھے کہ ہم اپنے برے اعمال کے خود خالق ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک بری چیزوں کا پیدا کرنا برا

ہے۔ لہذا اس کا خالق کوئی اور ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے شرک کی تردید میں فرماتا ہے۔  
 هذا خلق الله فارونى ماذا خلق الذين من دونه۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ پھر مجھے بتاؤ کہ اس  
 کے غیروں نے کیا پیدا کیا ہے؟

اس جیسی تمام آیتوں میں اسی قسم کے شرک کا ذکر ہے اور اس کی تردید ہے۔ اگر یہ  
 شرک غیر خدا کو خالق نہ مانتے ہوتے تو ان سے یہ مطالبہ کرنا کہ اپنے معبودوں کی مخلوق دکھاؤ  
 درست نہ ہوتا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ زمانے کو موءثر بالذات مانا جائے۔ اور خدا کی ہستی کا انکار  
 کر دیا جائے جیسے کہ بعض مشرکین عرب کا عقیدہ تھا۔ اور موجودہ دہریہ انہی کی یادگار ہیں۔ رب  
 تعالیٰ فرماتا ہے۔ و قالو اما هي الا حيا تنال الدنيا نموت و نحيا وما يهلكنا الا الدهر و ما لهم  
 بذلك من علم۔ وہ بولے وہ تو نہیں گھونہی ہماری دنیا کی زندگی۔ مرتے ہیں اور جیتتے ہیں اور  
 ہمیں ہلاک نہیں کرتا۔ مگر زمانہ۔ اور انہیں اس کا علم نہیں۔

اس قسم کی تردید کے لیے تمام وہ آیات ہیں جن میں حکم دیا گیا ہے کہ عالم کی عجائبات  
 میں غور کرو۔ کہ ایسی حکمت والی چیزیں بغیر خالق کے پیدا نہیں ہو سکتیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق رب تعالیٰ کو مانا جائے لیکن یہ عقیدہ ہو کہ وہ  
 ایک بار پیدا کر کے تھک گیا ہے۔ اب کسی کام کا نہیں رہا۔ اب اس کی خدائی کو چلانے والے  
 ہمارے یہ معبودین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید میں فرمایا۔ ولقد خلقنا السموات  
 والارض و ما بينهما في ستة ايام و ما حسنا من لغوب۔ اور بے شک ہم نے آسمان اور زمین اور  
 ان کے درمیان جو کچھ ہے اس کو چھ دنوں میں بنایا اور ہم کو تھکن نہ آئی۔

اس قسم کے مشرکین قیامت کا انکار اس لیے بھی کرتے تھے کہ ایک دفعہ دنیا پیدا فرما  
 کر حق تعالیٰ کافی تھک چکا ہے۔ اب دوبارہ کیسے بنا سکتا ہے؟ ان کی تردید میں فرمایا۔ انما امره اذا  
 اراد شيئا ان يقول له كن فيكون۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو  
 اس سے کہتا ہے ہو جاوہ ہو جاتی ہے۔ یعنی فرمایا گیا کہ ہم صرف کن سے ہر چیز پیدا فرماتے ہیں۔  
 تھکن کیسی؟ ہم تو دوبارہ پیدا کرنے پر بدرجہ اولیٰ قادر ہیں۔ کہ اعادہ سے ایجاد مشکل ہوتی ہے۔



اور پانچویں صورت یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ہر چیز کا خالق و مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر وہ اتنے بڑے عالم کو اکیلے سنبھالنے پر قادر نہیں ہے۔ اس لیے اس نے مجبوراً اپنے بندوں میں سے بعض بندوں کو عالم کے نظام کے لیے چن لیا ہے۔ جیسے دنیاوی بادشاہ اور ان کے محکمے۔ اب یہ بندے جنہیں عالم کے انتظام میں دخل بنایا گیا۔ وہ بندے ہونے کے باوجود رب تعالیٰ پر دھونس رکھتے ہیں کہ اگر وہ ہماری شفاعت کریں تو رب کو مرعوب ہو کر ماننا پڑے۔ اگر چاہیں تو ہماری بگڑی بنا دیں۔ ہماری مشکل کشائی کر دیں۔ جو وہ کہیں رب تعالیٰ کو ان کی ماننی پڑے ورنہ اس کا عالم بگڑ جائے۔ جیسے اسمبلی کے ممبر کہ اگرچہ وہ سب بادشاہ کی رعایا تو ہیں۔ مگر ملکی انتظام میں ان کو ایسا دخل ہے کہ ملک ان سب کی تدبیر سے چل رہا ہے۔

یہ وہ شرک ہے جس میں عرب کے بہت سے مشرکین گرفتار تھے۔ اور اپنے بت دو یعنی لات، منات، عزی وغیرہ کو رب کا بندہ مان کر اور سارے عالم کا رب تعالیٰ کو خالق مان کر شرک تھے۔ اس مقصد سے کسی کو پکارنا شرک۔ اس کی شفاعت ماننا شرک۔ اسے حاجت روا مشکل کشا ماننا شرک۔ اس کے سامنے جھکنا شرک۔ اس کی تعظیم کرنا شرک۔ غرضیکہ یہ برابری کا عقیدہ رکھ کر اس کے ساتھ جو تعظیم و توقیر کا معاملہ کیا جاوے وہ شرک ہے۔ انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما یؤمن اکثرہم باللہ وھم مشرکون۔ ان مشرکین میں سے بہت سے وہ ہیں۔ جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہیں۔

یہ پانچویں قسم کے شرک اللہ تعالیٰ کو سب کا خالق و مالک زندہ کرنے والا مارنے والا پناہ دینے والا عالم کا مدبر مانتے تھے مگر پھر بھی شرک تھے۔ یعنی ذات و صفات کا اقرار کرنے کے باوجود شرک رہے۔ کیوں؟ یہ بھی قرآن سے پوچھیے۔ قرآن بتاتا ہے کہ ان عقائد کے باوجود وہ دو سبب سے شرک تھے۔ ایک یہ کہ وہ صرف خدا کو عالم کا مالک نہیں مانتے تھے۔ بلکہ اللہ کو بھی اور دوسرے اپنے معبودوں کو بھی مالک حقیقی جانتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ اکیلے یہ کام نہیں کرتا بلکہ ہمارے بتوں کی مدد سے کرتا ہے۔ خود مجبور ہے۔

خلاصہ:

یہ ہے کہ مشرکین عرب کا شرک ایک ہی طرح کا نہیں تھا۔ بلکہ اس کی پانچ صورتیں تھیں۔ خالق کا انکار۔ اور زمانہ کو مؤثر بالذات جاننا۔ (۲) چند مستقل خالق ماننا۔ (۳) اللہ کو ایک مان کر اس کا ہم جنس اولاد وغیرہ ماننا (۴) اللہ کو ایک مان کر اسے تھکن کی وجہ سے معطل جاننا۔ (۵) اللہ کو خالق و مالک مان کر اسے دوسرے کا محتاج ماننا جیسے اسمبلی کے ممبر شاہان موجودہ کے لیے اور انہیں ملکیت اور خدائی میں دخیل ماننا۔ ان پانچ کے سوا اور چھٹی قسم کا شرک ثابت نہیں ہے۔

### سورہ اخلاص کی فضیلت

ان پانچ قسم کے مشرکین کے لیے پانچ ہی قسم کی تردیدیں قرآن مجید میں آئی ہیں۔ جن کا ذکر سورہ اخلاص میں اس طرح ہے کہ قل هو اللہ مین دہریوں کا رد ہے کہ اللہ عالم کا خالق ہے۔ احد میں ان مشرکوں کا رد ہے جو عالم کے دو خالق مستقل مانتے تھے۔ تاکہ عالم کا کام چلے۔ لم یلد ولم یولد میں ان مشرکین کا رد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کو رب تعالیٰ کا بیٹا یا فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ ولم یکن لہ کفوا حد میں ان لوگوں کا رد ہے جو خالق کو تھکا ہوا مان کر مدبر عالم اوروں کو مانتے تھے۔ “(علم القرآن ملخصاً از ص ۵۳ تا ص ۶۷)

### مشرکین کا اعتقاد:

(۲) اور حضرت مولانا علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یہ درست ہے کہ مشرکوں نے اپنے باطل معبودوں کو مخلوق مانا لیکن جب مان لیا تو ان کو تسلیم کرنا چاہیے تھا کہ مخلوق خالق کی محتاج ہے۔ اور خالق کے وجود کے بغیر مخلوق کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اور مخلوق جس طرح پیدائش میں خالق کی محتاج ہے۔ اسی طرح موت کے لیے بھی اسی کی محتاج ہے۔ یہ اعتقاد ضروری تھا۔ لیکن ان مشرکین نے کہا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کو اللہ نے پیدا کیا لیکن پیدا کرنے کے بعد ان کو الوہیت دے دی۔ لہذا اب اللہ تعالیٰ کوئی کام نہ کرنا چاہئے اور یہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اب ان کو اپنے حکم میں نہیں رکھا۔ اور استقلال کی صفت ان کو دے دی کہ میرا حکم نہ بھی ہو تو تم کام کر سکتے ہو۔ یہ تھا ان جاہلوں کا اعتقاد۔ حالانکہ

ان کو سمجھنا چاہیے تھا کہ جو چیز مخلوق ہے وہ مستقل نہیں ہو سکتی۔

الوہیت عطائی نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ سب کچھ دے سکتا ہے مگر الوہیت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ الوہیت مستقل ہے اور عطائی چیز مستقل نہیں ہو سکتی۔ الوہیت استقلال ہی کے معنی میں ہے۔ لیکن مشرکین کا تصور یہ تھا کہ لات و منات وغیرہ ایسے زاہد و عابد لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہاری عبادت کمال کو پہنچ گئی۔ اب میں تم پر یہ عنایت کرتا ہوں کہ تم آزاد ہو۔ میں تم پر نہ کچھ فرض کرتا ہوں اور نہ کوئی پابندی لگاتا ہوں۔ پس اس طرح انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمام معبودوں کو الوہیت دے دی۔ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرما دیا ہے۔ تو وہ شخص ملحد ہے۔ مشرکین اور مومنین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ غیر اللہ کے لیے عطائے الوہیت کے قائل تھے اور مومنین کسی مقرب سے مقرب ترین حتیٰ کے سید المرسلین ﷺ کے حق میں بھی الوہیت اور عنائے ذاتی کے قائل نہیں ہیں۔

ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے :-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه۔ کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذن خداوندی کے۔ پتہ چلا کہ بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے۔ اور اذن کے ساتھ عین توحید ہے۔ پس جب یہ عقیدہ آیا کہ فلاں شخص اللہ کے اذن کے بغیر کوئی حاجت پوری کر سکتا ہے تو شرک ہے۔ اور جب اذن الہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم۔ (رسالہ ”توحید اور شرک“ ص ۷)

(۳) شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”مشرکین مکہ اسی عقیدہ شنیعہ کی بنا پر مشرک تھے جو اپنے اپنے اوٹان اور بتوں کو موءثر بالذات یقین کرتے ہوئے نظام عالم میں بالاستقلال انکی دسترس اور قدرت مانتے تھے۔ اور ملائکہ اللہ کو بنات اللہ کہہ کر بہتان عظیم کے مرتکب تھے۔ اور جو عبادت مخصوص بذات واجب الوجود تھی۔ وہ ان اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کی کرتے تھے۔ جب ان کو اس نامعقول فعل سے منع کیا جاتا تھا تو وہ جواب میں کہتے تھے۔ کہ ہم خدائے تعالیٰ کی پرستش کرنے کے لائق نہیں ہیں البتہ ان

بتوں کی پرستش کرتے ہیں یہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں گے۔“ (ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۳۳ بابت اپریل ۱۹۹۱ء)

(۴) اور پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندپالوی لکھتے ہیں ”آج رات وہابیوں کا ہر مولوی یہی کہتا رہا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ نعوذ باللہ ابو جہل والا ہے۔ اس لیے اب مشرکین مکہ کے عقائد پر بحث ہو گی۔ آپ (صاحبزادہ محمد عبدالحق بندپالوی) نے فرمایا کہ تم نے کہا ہے کہ ابو جہل خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننا تھا۔ میں قرآن مجید کی آیت کریمہ پڑھتا ہوں۔ جس میں ابو جہل کے عقیدہ کا بیان ہے۔ اور تمہارے قول باطل کا مکمل رد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اجعل الالہة الہا واحدا ان هذا لشیء عجاب۔ (سورہ ص۔ پ ۲۳) ترجمہ کیا اس نے بہت سارے خداؤں کو ایک خدا کیا ہے۔ بے شک یہ چیز اچھے کی ہے۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اور حیاء کرو۔ اگر ابو جہل اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننا تو حضور اکرم ﷺ کے روبرو کیا وہ یہ کہتا کہ ”کیا محمد ﷺ بہت سارے خداؤں کو ایک کرتے ہیں؟“ یہ چیز ہمارے دماغوں میں نہیں آتی۔ اور یہ کہتا ہے کہ ہمارے خداؤں کو کچھ نہ کہے تو ہم تمہارے خدا کو کچھ نہ کہیں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم تیرے خدا کو چھوڑ دیں گے یعنی برا بھلا نہ کہیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قبل وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں زبان درازی اور طعن و تشنیع کرتے تھے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کے حق میں زبان درازی اور طعن و تشنیع کرنے کا نام خدا تعالیٰ کو ماننا ہے؟ اھ ملخصاً۔ (رسالہ الفتح لمبین ص ۷)

الحمد للہ بزرگان دین کی ان عبارات متبرکہ کہ وارشادات عالیہ سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ مشرکین مکہ کے شرک اور سنی مسلمانوں کے عقیدہ میں زمین و آسمان کا فرق موجود ہے۔ لہذا بات بات پر وہابیہ کا انہیں مشرک قرار دینا خود مشرک بننے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی بدگمانی:

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے ایک فتویٰ میں لکھا ہے کہ:-

”جو شخص عقیدہ کرتا ہے کہ اشیاء بطبعہا موءثر ہیں تو یہ تو خود شرک ظاہر ہے کہ ان

اشیاء کو مستقل موثر جانتا ہے کہ اپنی ذات سے تاثیر کرتی ہیں۔ حق تعالیٰ کا تاثیر دینا نہیں جانتا۔ اور دوسری قسم ان اشیاء کو حق تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ تاثیر حق تعالیٰ نے ان اشیاء میں رکھی ہے۔ یعنی پیدا کر دی ہے یہ معنی اودعھا کے ہوئے کہ تاثیر خود اپنے آپ ان میں نہیں ہوئی بلکہ حق تعالیٰ نے تاثیر ان میں پیدا کر دی ہے۔ اس میں تاثیر خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی سے موثر ہیں۔ پس اگرچہ عقیدہ خلق تاثیر کا تو درست ہے مگر بعد خلق تاثیر کے خود موثر ہو ویں یہ باطل ہے۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو تاثیر دے دی ہے تو پھر وقت تاثیر کے حق تعالیٰ کا تصرف اس میں نہیں ہوتا خود تاثیر کرتے ہیں۔ جیسا عامہ جہال کہتے ہیں کہ اولیاء کو حق تعالیٰ نے علم و قدرت و تصرف دے دیا ہے کہ اس کے ذریعہ خود اولیاء تصرف کرتے ہیں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۸)

گنگوہی نے مندرجہ بالا عبارت میں عامۃ المسلمین پر بدگمانی کی ہے اور ان کی نیت پر حملہ کیا ہے۔ یہی وہابیہ کی پرانی عادت ہے۔ حالانکہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ وقت تصرف اولیاء اپنی خداداد ذاتی تاثیر سے تصرف کرتے ہیں بلکہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اولیاء کے تصرف کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی تاثیر ہی عمل کرتی ہے۔ اگرچہ بظاہر اولیاء متصرف ہوتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے عمل میں اللہ تعالیٰ متصرف ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے اس عقیدہ کو خود گنگوہی نے بھی عین ایمان لکھا ہے۔ درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔ ”بلکہ یہ عقیدہ چاہیے کہ یہ تاثرات حق تعالیٰ نے پیدا کر دی ہیں۔ اور پھر جس وقت چاہتا ہے حق تعالیٰ ان تاثرات کو نافذ کرتا ہے۔ اشیاء کو کوئی دخل و تصرف و تاثیر نہیں بلکہ اسباب عادیہ روپوش ظاہری ہیں۔ عین وقت تاثیر کے بھی حق تعالیٰ ہی خالق اثر ہے۔ ایمان ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹)

تعب ہے کہ ایک طرف گنگوہی کی عامۃ المسلمین کے بارہ میں یہ بدگمانی ہے اور دوسری طرف وہ خود لکھتا ہے۔

”باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے۔ اور جلد سے کسی کو کافر مشرک بتا دینا بھی غیر مناسب ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۰)

## صاحب بہار شریعت کا ارشاد

گنگوہی جیسے مسلمانوں پر بدگمانی کرنے والے اشخاص کے بارہ میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”اولیاء کرام کو اللہ عز و جل نے بہت طاقت دی ہے۔ ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔ سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں۔ یہ حضرات نبی ﷺ کے سچے نائب ہیں۔ ان کو اختیارات و تصرفات حضور ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں۔ علومہ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں۔ ان میں بہت کو ماکان و ما یکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں۔ مگر یہ سب حضور اقدس ﷺ کے واسطہ اور عطا سے ہے۔ بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلق نہیں ہو سکتا۔ ان سے استمداد و استعانت محبوب ہے۔ یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔ چاہے وہ کسی بھی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا ان کو فاعل مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے۔ مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا۔ مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے“

(بہار شریعت حصہ اول ص ۷۹)

الحمد للہ:- ہمارے ان جلیل القدر علمائے اہل سنت بریلوی کے ان ارشادات عالیہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے نزدیک ہر شئی کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور ہر شئی کے فعل میں بوقت تصرف حق تعالیٰ ہی کی تاثیر موجود ہوتی ہے۔ بندہ اپنے افعال کا محض کاسب ہے۔ خالق نہیں ہے۔ الحمد للہ علی ذالک و هذا آخر ما اردنا ایرادہ فی هذه المقالة المبارکة تقلمھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ

الکریم ﷺ۔ (۲۹ رمضان ۱۴۱۲ھ)

آٹھواں مقالہ

امت مسلمہ اور شرک

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد و اله واصحابه اجمعين.

اما بعد: بعض احباب اہل سنت نے ان دنوں ہماری طرف ڈاکٹر پروفیسر مسعود الدین عثمانی (ایم بی بی ایس فاضل علوم دینیہ وفاق المدارس ملتان) ساکن توحید روڈ کیمائری کراچی نمبر ۷ کے لکھے ہوئے بعض پمفلٹ مثلاً توحید خالص، ایمان خالص اور کعبۃ اللہ اور کعبے وغیرہا بھیجے اور اس شخص کے نظریات کے بارے میں قلم اٹھانے کی تاکید کی۔ تو ان مخلصین کی اس فرمائش پر ہم نے یہ مختصر رسالہ ”امت مسلمہ اور شرک“ ترتیب دینے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

### ڈاکٹر عثمانی کا نظریہ شرک

ڈاکٹر عثمانی امت مسلمہ کی اکثریت کو مرتکب شرک جانتا ہے۔ اس کے خیال میں محبوبانِ خدا کی تعظیم سے تعلق رکھنے والے وہ تمام معمولات جو سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت میں رائج ہیں۔ مثلاً یارسول اللہ کہنا، مزارات اولیاء پر قبے اور گنبد تعمیر کرنا، اولیاء سے امداد مانگنا، دم کرنا، تعویذ استعمال کرنا، بزرگان دین کے آثار مبارک کا ادب و احترام بجالانا اور ان کے ایصالِ ثواب کے لیے نذر و نیاز دینا شرک ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

بطور نمونہ مشتے از خردوارے یہاں عثمانی کی بعض عبارات ہدیہء ناظرین کی جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

(۱) امت مسلمہ کی بربادی کی اصل وجہ یہ نہیں کہ اس کے پاس وسائل کی شدید کمی ہے یا وہ موجودہ علمی میدان میں بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ایک مالک کو لاشریک بے ہمتا ماننے والی اس ملت کی اکثریت نے شرک کو اپنا مذہب بنا لیا ہے۔ الہ واحد کے ساتھ ساتھ بے شمار الہ تراش لیے گئے ہیں۔ اور ان کی پوجا ہو رہی ہے۔

(تعویذات اور شرک موعلفہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی ص ۲)

(۲) ”دنیا میں جس قدر قومیں برباد ہوئی ہیں ان کی اصلی خرابی شرک تھی اور آج ہماری مسلم قوم



بھی اسی چیز (یعنی شرک) کی وجہ سے بربادی کے کنارے پر پہنچ گئی ہے“

(فلاح کاراستہ مؤلفہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی ص ۲)

(۳) بد قسمتی سے آج امت مسلمہ میں بے حساب لوگ دانستہ یا نادانستہ اسی ذات کے شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ (فلاح کاراستہ ص ۳)

(۴) ”غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ ان نقلی کعبوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔“ (فلاح کاراستہ ص ۵)

(۵) ”عرب جاہلیت کی طرح آج لوگ قبروں اور آستانوں پر جا کر ان کی پوجا کرتے ہیں۔“ (فلاح کاراستہ ص ۵)

ڈاکٹر عثمانی کا نظریہ، شرک سمجھنے کے لیے اس کی لکھی ہوئی یہ پانچ عبارتیں کافی ہیں۔ ورنہ اس مضمون کی عبارتوں سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

### ڈاکٹر عثمانی کے پیشوا۔

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی اپنے مذکورہ ”نظریہ، شرک“ میں خارجیوں کا پیرو کار ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے خارجیوں ہی نے امت مسلمہ کی اکثریت کو مرتکب شرک قرار دیا اور مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی آیات قرآنیہ کو مسلمانوں پر چسپاں کیا۔ چنانچہ محدث جلیل محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح کے باب قتال الخوارج والمسلحین میں لکھا۔ وکان ابن عمر رضی اللہ عنہما یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو اللہ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا۔ یہ خارجی لوگ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیتوں کی طرف گئے ہیں اور انہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیا ہے۔ (صحیح بخاری ص ۱۰۲۳)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ مشرکین کی آیات مؤمنین پر چسپاں کر کے انہیں مشرک قرار دینے کا کام سب سے پہلے صحابہء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں خارجیوں نے کیا۔ اس لیے ڈاکٹر عثمانی اپنے نظریہ، شرک میں خوارج کا سچا پیرو کار ہے۔

جس طرح آج کل خارجیوں کی پیروی میں ڈاکٹر عثمانی نے امت مسلمہ کی اکثریت کو مرتکب شرک قرار دیا ہے۔ اسی طرح بارہویں صدی ہجری میں امام الوہابیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے بھی امت مسلمہ کی اکثریت کو شرک قرار دیا تھا۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی حاشیہ در مختار میں خوارج کا ذکر کرتے ہوئے نجدیہ وہابیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کما وقع فی

زما ننا اتباع عبدالوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و كانوا ینتحلون مذهب الحنابلہ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون و استباحوا بذلک قتل اہل السنۃ و قتل علماء ہم۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں (محمد بن) عبد الوہاب کے پیروکاروں کے بارہ میں واقع ہوا۔ جو نجد سے نکلے اور حرمین پر قابض ہو گئے۔ یہ نجدی وہابی لوگ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے۔ لیکن ان کا (اصل) عقیدہ یہی تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں۔ اور جو شخص بھی ان کے عقائد کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح ٹھہرایا۔ (رد المحتار ص ۳۳۹ ج ۳)

الغرض امت مسلمہ کی اکثریت کو سب سے پہلے خارجیوں نے مشرک قرار دیا۔ پھر انکے سچے جانشین وہابیوں نجدیوں نے یہی نظریہء شرک پیش کیا۔ پھر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تفویت الایمان میں یہی عقیدہ ظاہر کیا پھر ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی نے اہل سنت سواد اعظم کو مشرک قرار دیا۔ پھر اس دور میں ڈاکٹر عثمانی نے امت مسلمہ کی اکثریت کے بتلائے شرک ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو اس سے عثمانی کی بے دینی اور گمراہی کا خود اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم و سيعلم الذین ظلموا بائی منقلب ینقلبون۔

عثمانی کا نظریہء شرک قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے۔

خارجیوں، وہابیوں نجدیوں، وہابیوں اسماعیلیوں مودودیوں اور ان سب کے سچے پیروکار ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کا مذکور بالا نظریہء شرک قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے چنانچہ ہم اقامۃ عامۃ المسلمین کے لیے تفصیلاً عرض کرتے ہیں وہاں اللہ التوفیق۔

## عثمانی کے نظریہ شرک کی قرآن مجید سے تردید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یريدون ان يطفنوا نور الله بافواهم ويا بى الله الا ان يتم نورہ ولو کرہ الکفرون ہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون ہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا۔ مگر اپنے نور کا پورا کرنا۔ پڑے برا مانیں کافر۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے برا مانیں مشرک۔ (پ ۱۰ کو ع ۱۱)

(۲) اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ یريدون لیطفوا نور الله بافواهم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون ہ هو الذین ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرتا ہے۔ پڑے برا مانیں کافر۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے برا مانیں مشرک۔ (پ ۲۸-۹)

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اسلام اب بھی غالب ہے اور قیامت تک غالب رہے گا۔ انشاء اللہ۔ اگرچہ کسی جگہ کسی وقت مسلمان مغلوب ہو جائیں۔ قرآن توریت انجیل اور تمام دینی کتابوں پر غالب ہے۔ حضور ﷺ کا چرچا تمام دینی پیشواؤں کے چرچا پر غالب ہے۔ حضور کی عزت تمام دینی پیشواؤں کی عزت پر غالب ہے۔ حضور کی مسجدیں تمام کلیساؤں مندروں وغیرہ پر غالب ہیں۔ حضور کے شرعی احکام تمام دینوں کے احکام پر غالب ہیں۔ اللہ انہیں قائم دائم رکھے۔ اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔ (نور العرفان ص ۸۸۲)

(۳) اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ وعد اللہ الذین امنو و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم و لیمکن لہم دینہم الذی ارتضی لہم و

لیبد لہم من بعد خو فہم امنایعبدونی لا یشرکون بی شیاط و من کفر بعد ذلک فاو لئک ہم الفاسقون ہ اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے جمادے گا۔

ان کا وہ دین جو ان کے لئے اس نے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ میری عبادت کریں گے۔ اور میرا شریک کسی کو نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔ (پ ۱۸ کو ع ۱۳)

اس آیت میں رب تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا وہ اس نے خلفائے راشدین کی خلافتوں سے پورا فرمادیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے دین کو دنیا میں غالب اور مضبوط بنا دیا کہ قیامت تک اسی کا غلبہ رہے گا۔ سو عثمانی جیسے کوربینوں کو اگر آج یہ اسلامی غلبہ نظر نہیں آتا تو یہ ان کی اپنی کوتاہ نظری بلکہ کورباطنی کا نتیجہ ہے۔

عثمانی کے نظریہء شرک کی حدیث سے تردید۔

ڈاکٹر عثمانی کے ”نظریہء شرک“ کی تردید جس طرح قرآن مجید کرتا ہے اسی طرح احادیث مبارکہ بھی کرتی ہیں۔ چنانچہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا ”سوائے اس کے نہیں کہ میں اپنی امت پر گمراہ کن اماموں سے ڈرتا ہوں۔ ولا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خذلہم حتی یاتی امر اللہ۔ اور میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ اللہ کا امر یعنی قیامت آنے تک حق پر غالب رہے گا۔ درایں حالیکہ اسے ذلیل کرنے والا شخص اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ رواہ ابو عیسیٰ الترمذی و قال ہذا حدیث صحیح (سنن ترمذی ص ۵۶ ج ۲) اور دوسری روایت میں ہے۔ ولا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خذلہم حتی یاتی امر اللہ تعالیٰ۔ اور میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا درایں حالیکہ اس کی مخالفت کرنے والا شخص اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم یعنی قیامت آجائے گی۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۲۸)

اور تیسری روایت میں ہے۔ ولا یزال امر ہذہ الامۃ مستقیماً حتی تقوم الساعة او یاتی امر اللہ تعالیٰ۔ اور اس امت کا دینی معاملہ سیدھا رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو گی۔

یا اللہ تعالیٰ کا امر آپہنچے گا۔ (الصواعق الالہیۃ لمولانا سلیمان بن عبد الوہاب ص ۴۰)

اور چوتھی روایت میں ہے۔ ولن تزال طائفة من امتی علی الحق منصورین لا یضرہم من

خالفہم حتی یأتی امر اللہ عزوجل۔ اور میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ حق پر ہمیشہ غالب رہے گا، دریں حالیکہ اس کی مخالفت کرنے والا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۳)

اور پانچویں روایت میں ہے لا یزال من امتی امة قائمة بامر اللہ لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یأتی امر اللہ وہم علی ذالک۔ میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ ہمیشہ اللہ کے امر کے ساتھ اس حال میں قائم رہے گا کہ اسے ذلیل کرنے والا اور اس کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم یعنی قیامت آجائے گی۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۷)

اور چھٹی روایت میں ہے۔ اذا فسد اهل الشام فلا خیر فیکم ولا تزال طائفة من امتی منصورین لا یضرہم من خذلہم حتی تقوم الساعة۔ جب اہل شام بگڑ جائیں تو پھر تمہارے اندر کوئی بہتری نہ ہو گی۔ اور میری امت کا ایک بہت بڑا گروہ ہمیشہ حق پر اس حال میں قائم رہے گا۔ کہ اللہ کی جانب سے اس کی مدد کی جائے گی۔ اور جو شخص اسے ذلیل کرے گا۔ وہ اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ رواہ ابو عیسیٰ الترمذی وقال ہذا حدیث صحیح (سنن ترمذی ج ۳ ص ۵۲)

اور محدث محمد بن اسماعیل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ولن تزال هذه الامة قائمة علی امر اللہ لا یضرہم من خالفہم حتی یأتی امر اللہ۔ اور یہ امت ضرور ضرور اللہ کے امر (دین) پر اس حال میں قائم رہے گی کہ اس کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر (قیامت) آجائے گا۔ (صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶)

(تنبیہ) ان احادیث صحیحہ معتبرہ میں طائفہ سے مراد کثیر التعداد طائفہ ہے۔ کیونکہ ان کا سیاق لایضرہم من خذلہم ولا من خالفہم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت کے قرب یعنی حضرت عیسیٰ السلام کے نزول تک امت کا اہل حق طائفہ اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے اتنا قوی ہو گا کہ اس کا کوئی مخالف ٹولہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور نہ اسے ذلیل کر سکے گا۔ بلکہ اہل حق کا یہ طائفہ ناجیہ اپنی کثرت تعداد اور زور قوت کی وجہ سے ہمیشہ باقی بہتر گمراہ فرقوں پر تنہا غالب اور

قاہر رہے گا۔ سوان احادیث کی تشریح وہ حدیثیں کرتی ہیں۔ جن میں سواد اعظم کے حق ہونے اور اس کی اتباع کا حکم خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے مثلاً آپ نے ارشاد فرمایا۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شدشد فی النار۔ امت کی سب سے کثیر التعداد جماعت کی پیروی کرو۔ کیونکہ جو اس سے جدا ہو گا وہ دوزخ میں جدا کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸)

اور ارشاد فرمایا۔ ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا راء یتم اختلافاً فعلیکم بالسواد الاعظم۔ بلاشبہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی سو تم جب بھی کوئی اختلاف دیکھو تو تم پر امت کی کثیر التعداد جماعت کی پیروی لازم ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۳)

اور ارشاد فرمایا۔ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامۃ۔ گھاٹیوں سے بچو اور تم پر مسلمانوں کی کثیر التعداد جماعت اور عامۃ المسلمین کا مذہب لازم ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸)

الحمد للہ یہاں تک قرآن حکیم کی جو آیات کریمہ اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ معتبرہ نقل کی گئی ہیں۔ ان سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ امت مصطفویہ کا سواد اعظم رسول ﷺ کے عہد سعید سے لے کر آج تک حق پر قائم رہا ہے۔ اور ان شاء اللہ العزیز قرب قیامت تک اسی طرح حق پر قائم رہے گا۔ اور باطل فرقتے اپنا کتنا ہی زور کیوں نہ لگائیں وہ اس اہل حق سواد اعظم ناجی جماعت کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ لہذا خاریجیوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور مودودیوں کا سواد اعظم اہل سنت کو گمراہ بلکہ مرتکب شرک قرار دینا سراسر باطل ہے۔ واللہ لا یہدی القوم الظالمین۔

امت مسلمہ گمراہ نہیں ہو گی۔

حضرت ایام جعفر صادق روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیف تہلک امة انا اولها والمہدی وسطها والمسیح آخرها وہ امت (گمراہ ہو کر) ہلاک کیسے ہو گی جس کے اول میں میں ہوں اور اس کے وسط میں مہدی ہیں اور اس کے آخر میں حضرت عیسیٰ مسیح ہیں۔۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۷)

الحمد للہ یہ حدیث بال تصریح بتا رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت کی اکثریت نزول عیسیٰ علیہ

السلام تک ہدایت پر رہے گی۔ لہذا اللہ سے بتلائے شرک بتانا ڈاکٹر عثمانی وغیرہ کی ضلالت کی روشن دلیل ہے۔ واللہ لایہدی القوم الفاسقین۔

جزیرہ عرب شرک سے پاک رہے گا۔

نبی غیب دان ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بلاشبہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ العرب میں اس کی پوجا کی جائے۔ لیکن وہ ان کو آپس میں لڑاتا رہے گا۔“

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۸۴۔ جامع صغیر ج ۱ ص ۸۲)

اور فرماتے ہیں۔ ان الشیطان قد ایس ان تعبدالا صنم بارض العرب ولكن رضی منهم بما دون ذلك بالمحقرات وهي الموبقات. بلاشبہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے۔ کہ جزیرہ العرب میں بتوں کو پوجا جائے۔ لیکن وہ اس سے کم بات یعنی آپس کے لڑائی جھگڑے پر راضی ہو گیا ہے اور وہ ہلاکت میں ڈالنے والے گناہ ہیں۔ رواہ الحاکم وصحیحہ و ابویعلیٰ والبیہقی (الصواعق الالہیہ ص ۴۵)

نبی علیہ السلام کو امت کے شرک میں پڑنے کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد شہدائے احد پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ممبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ ”بلاشبہ میں تمہارا پیش رو ہوں اور بلاشبہ تمہارے وعدے کا مقام حوض کوثر ہے۔ اور میں اپنی اس جگہ میں رہتے ہوئے اسے دیکھ رہا ہوں۔ اور بلاشبہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔ وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی اور بلاشبہ مجھے اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ رواہ الشیخان فی صحیحہما (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۷۲۳)

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی اور بلاشبہ اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۹)

اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد



فرمایا، ان اخوف ما اتخوف علی امتی الاشراک باللہ اما انی لست اقول یعبدون شمساً  
 ولا قمرأولاً و ثناًولکن اعمالاً لغير الله و شهوة خفیه . بلاشبہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ  
 ڈراس بات کا ہے وہ اللہ کا شرک ٹھہرائے گی۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ سورج کی پوجا کرے گی  
 یا چاند کی۔ یا بت کی بلکہ اللہ کے غیر کے لیے کام کرے گی۔ اور پوشیدہ شہوت سے کام لے گی۔  
 (سنن ابن ماجہ ص ۳۱۰)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے مسند میں، حاکم نے مستدرک میں اور صاحب نوادر  
 الاصول نے بھی روایت کیا ہے۔ (مصباح الزجاجة للجلال السیوطی ص ۳۱۰)

اور مفسر ابن کثیر اپنی تفسیر میں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد  
 فرمایا میں اپنی امت پر شرک اور خفی شہوت سے ڈرتا ہوں۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ  
 اتشرک امتک من بعدک۔ یا رسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟  
 فرمایا نعم اما انہم لا یعبدون شمساً ولا قمرأولاً و ثناًولکن یرآئون باعمالہم  
 ہاں لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھر یا بت کو نہیں پوجے گی۔ بلکہ اپنے اعمال میں ریا کاری کرے گی۔  
 (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۹)

الحمد للہ ان احادیث صحیحہ معتبرہ سے اظہر من الشمس ہوا کہ اور کوئی گناہ تو امت مسلمہ  
 میں پیدا ہو سکتا ہے لیکن اس میں شرک حقیقی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ لہذا خارجی ٹولہ امت مسلمہ  
 میں شرک حقیقی ثابت کر کے خود گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔ حضرت علامہ سلیمان بن عبدالوہاب  
 نجدی اپنے بھائی امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نظریہ شرک کا رد کرتے ہوئے ان  
 احادیث کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ وجہ الدلالة منه كما تقدم ان الله سبحانه 'اعلم نبيه من غيبه  
 بما شاء و بما هو کائن الی یوم القيامة و اخبر ان الشيطان قد ایس ان یعبدا المصلون فی  
 جزيرة العرب و فی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایس الشيطان ان تعبدوا الاصنام  
 بارض العرب و فی حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ انہم لا یعبدون و ثناً و هذا  
 بخلاف مذهبکم فان البصرة و ما حولها و العراق من دون دجلة الی فیہ قبر علی رضی  
 اللہ عنہ و قبر الحسين رضی اللہ عنہ و کذا لک یمن و الحجاز کل ذلك عن ارض



العرب و مذهبکم ان هذا المواضع كلها عبد الشيطان فيها و عبدت الاصنام و کلهم کفار و من لم یکفرهم فهو عندکم کافر و هذه الاحادیث ترد مذهبکم. ان حدیثوں میں تمہارے مذہب کے بطلان پر دلالت موجود ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے جس قدر چاہا اپنے نبی ﷺ کو اپنے غیب پر اطلاع دی اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اس کی خبر انہیں دے دی۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ شیطان مایوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ جزیرۃ العرب میں اس کی پوجا کی جائے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ جزیرہ عرب میں بت پرستی سے شیطان مایوس ہو گیا ہے۔ اور شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ مسلمانان عرب کسی بت کو نہیں پوجیں گے۔ اور یہ تمہارے مذہب کے خلاف ہے۔ کیونکہ بصرہ اور اس کے گرد و نواح کی جگہیں اور دجلہ کے پاس کی وہ جگہ جس میں حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں، اور عراق اور اسی طرح یمن اور حجاز کا کل علاقہ سر زمین عرب میں شامل ہے اور تمہارا مذہب یہ ہے کہ ان جگہوں میں شیطان کی پوجا ہوتی ہے اور بت پوجے جاتے ہیں اور ان عربی علاقوں کے سب لوگ کافر ہیں اور جو ان کے کفر کا قول نہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ سو تمہارے اس عقیدہ کا رد یہ حدیثیں کرتی ہیں۔ (الصواعق الالہیہ - فی الرد علی الوہابیہ ص ۴۵)

کلمہ گو مسلمان کا مشرک ہونا محال ہے۔

الحمد للہ یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ خبر دی ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کی امت نزول عیسیٰ علیہ السلام تک شرک حقیقی اور بت پرستی سے محفوظ رہے گی۔ شرک کی جو قسم اس میں پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ صرف ریا کاری ہے اور ریا کاری سے کوئی شخص دائرۃ اسلام سے نہیں نکلتا۔ لہذا اس امت کے کسی فعل کو شرک قرار دے کر اسے مشرک جاننا جیسا کہ خارجیوں، وہابیوں، اسماعیلی، دیوبندیوں، مودودیوں اور ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی جیسے نام نہاد توحیدیوں کا اہل سنت مسلمانوں کے متعلق عقیدہ فاسدہ ہے۔ سراسر ضلالت و خباثت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان بے دینیوں کی راہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

معمولی سمجھ رکھنے والا شخص یہ جانتا ہے کہ جو سنی مسلمان اٹھتے بیٹھتے کلمہء طیبہ کا ورد کرتے ہیں۔ نماز، پنجگانہ میں اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبده ورسوله اور ولا الہ غیرہ ک پڑھتے ہیں۔ آذانوں اور اقامتوں میں دو مرتبہ کلمہء شہادتین کہتے ہیں۔ ہر باجماعت نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہء طیبہ کا ذکر کرتے ہیں۔ مرنے والے کی کفنی میں شہادتین لکھتے ہیں اور جنازہ اٹھا کر چلتے وقت بلند آواز سے کلمہء توحید پڑھتے ہیں۔ الغرض پیدائش کے وقت بچہ کے کانوں میں آذان و اقامت کی صورت میں توحید باری کے عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر مرنے اور دفن کرنے تک بلکہ سوالات کے مرتبہ کلمہء طیبہ پڑھا کر میت کی بخشش کا سامان کرتے ہیں۔ وہ مسلمان ہر گزہر گز شرک حقیقی میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔ کلمہ طیبہ سے ان کا یہ مضبوط لگاؤ ان کے قلبی ایمان کی شہادت قویہ بنتا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو بات بات پر مشرک قرار دینا خود اپنی عاقبت کی بربادی اور ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھولے بھٹکے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے۔ تاکہ وہ حق کو جانیں سمجھیں اور اس پر ایمان رکھ کر عاقبت کی ہلاکت سے بچے جائیں۔ (آمین) و ہذا آخر ما اردنا یرادہ فی ہذہ المقالة النافعة تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ (۱۱ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ)

نواں مقالہ

بدعتِ حسنہ کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين۔ اما بعد۔

وہابیہ، دیوبندیہ ہر نئے کام کو بدعت کہتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک ہر بدعت گمراہی اور دوزخ میں پہچانے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت سے سنی معمولات پر بدعت کا فتویٰ جڑتے ہیں اور ان معمولات متبر کہ کی وجہ سے وہ اہل سنت و جماعت (بریلوی مسلک والوں) کو بدعتی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور وہ اپنے اس قول پر حدیث کل بدعت ضلالة و کل ضلالة فی النار سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندیوں کی معتبر مشہور کتاب فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۱۲۸ پر ہے ”ہر چیزے کہ از عبادات باشد و ثبوتش من خیر القرون نباشد بلا ریب بدعت است و تجاوز از حد و شرعیہ است کما قال اللہ تعالیٰ ولا تعبدوا تعدد و الا آیۃ۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے ”یہ سب امور خیر القرون میں نہیں تھے تو ان کا عدم خیر القرون میں واسطے ممانعت کے کافی ہے۔ مجوز کو چاہئے کہ کوئی حدیث یا آیت دلیل جواز کی پیش کرے۔ عدم قدیم ہمارے واسطے دلیل کافی ہے“

الغرض دیوبندیوں کے نزدیک جو کام رسول اللہ ﷺ کے عہد بابر کات میں نہ کیا گیا ہو وہ ممنوع و ناجائز ہے۔ اگرچہ فی نفسہ وہ کتنا ہی اچھا اور فائدہ مند کیوں نہ ہو۔ حالانکہ اگر خود دیوبندیوں کے گھر کی تلاشی لی جائے تو ان کے ہاں سینکڑوں ایسے کام ہوتے ملیں گے۔ جن کا وجود خیر القرون میں تو کجا قرون ثلاثہ تک میں کہیں پایا نہیں جاتا۔ فالی المہتمکی واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اس عقیدہء باطلہ کے بالکل برعکس ہمارے اکابرین اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی اور ان کے پیشواؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ نیا کام دو قسم کا ہے۔ اچھا اور برا۔ اچھے نئے کام کو وہ بدعت حسنہ اور برے نئے کام کو بدعت سنیہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ ہمارے بزرگان دین کے اس عقیدہ صادقہ راسخہ پر قرآن و سنت اور اقوال فقہاء و علماء و مشائخ پوری پوری دلالت کرتے ہیں۔ ہم یہاں چند نصوص تبر کا ذکر کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ کی پوری وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ و رہبانیۃ نابتدعوها ما کتبناھا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوها حق رعا یتھا ؕ فاتینا الدین امنو منهم اجرهم ؕ اور

تارک الدنیا بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی۔ ہم نے ان پر فرض نہ کی تھی۔ ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نبھایا جیسا کہ اس کے نبھانے کا حق تھا۔ تو ہم نے ان کے ایمان والوں کو ان کا ثواب عطا کیا۔ (سورۃ الحدید کو ع ۴)

تفسیر

”اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دین میں اچھے طریقے ایجاد کرنا جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ بہت باعث ثواب بات ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کے تمیں پارے اور کو ع بنانا۔ اعراب لگانا۔ علم حدیث و فقہ مرتب کرنا۔ محفل میلاد منعقد کرنا اور فاتحہ بزرگان دین دلانا وغیرہا۔ ہاں بدعت حسنہ ایجاد کرنے کے بعد اسے نہ نبھانا برا ہے۔ اس پر عتاب فرمایا گیا۔“ (نور العرفان علی کنز الایمان)

اور سید صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ”اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الہی مقصود ہو تو بہتر ہے۔ اس پر ثواب ملتا ہے۔ اور اس کو جاری رکھنا چاہیے۔ ایسی بدعت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ البتہ دین میں بری بات نکالنا بدعت سیئہ کہلاتا ہے۔ اور وہ ممنوع اور ناجائز ہے۔ بدعت سیئہ حدیث میں بتلائی گئی ہے جو خلاف سنت ہو اور اس کے نکالنے سے کوئی سنت اٹھ جائے۔ اس سے ہزار ہا مسائل مثلاً گیارہویں، میلاد شریف، عرس اور تیجہ وغیرہ کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امور خیر کو بدعت سیئہ بتا کر منع کرتے ہیں۔ جن سے دین کی تقویت و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں۔ اور ان طاعات و عبادات میں مسلمان ذوق و شوق کے ساتھ مشغول ہیں۔ ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔“ (خزائن العرفان)

اب ہم تبرکاً چند احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

پہلی حدیث۔

حضور پر نور شفیع یوم النشور ﷺ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعدہ من غیر ان ينقص من اجور هم شنى ومن سن فی

الاسلام سنة سنة كان عليه و زر ها ووزر من عمل بها من بعد ه من غير ان ينقص من  
 اوزلهم شنى (رواه مسلم)۔ جو شخص اسلام میں کوئی اچھی رسم جاری کرے اس کے لیے اس کا  
 ثواب ہے۔ اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کے ثواب جتنا ثواب بھی اس کے لیے  
 ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثواب سے کچھ کمی کی جائے۔ اور جو شخص اسلام میں بری رسم جاری  
 کرے اس کے لیے اس کا گناہ ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے۔ ان کے گناہ  
 جتنا گناہ بھی اس کے لیے ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی کی جائے۔ (مشکوٰۃ  
 شریف جلد اول صفحہ ۳۱)

امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ فیہ الحث علی الابتداء بالخیرات و سن السنن  
 الحسنات۔ اس حدیث شریف میں نیک کاموں کی ابتداء کرنے اور اچھی رسمیں ایجاد کرنے کی  
 ترغیب دی گئی ہے۔ (شرح مسلم شریف)

(فوائد) اس حدیث شریف سے چند فوائد حاصل ہوئے وہی ہذہ

(۱) بدعت دو قسم کی ہے۔ اچھی بدعت اور بری بدعت (۲) اچھی بدعت میں موجد و عامل دونوں  
 کے لیے ثواب ہے اور بری بدعت میں ان دونوں کے لیے گناہ ہے۔ (۳) من کے عموم سے معلوم  
 ہوا کہ ہر نیک و بد مسلمان کو اچھی رسم ایجاد کرنے کی شرع کی طرف سے اجازت ہے۔ اگر کوئی  
 فاسق فاجر مسلمان کوئی نیک رسم ایجاد کرے تو اس کے فسق و فجور کی وجہ سے وہ نیک رسم بری قرار  
 نہیں دی جائے گی۔ جیسا کہ حجاج بن یوسف نے اعراب لگانے کی نیک رسم ایجاد کی تو اس کے  
 فسق و فجور کا اس نیک رسم پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ (۴) ہر مسلمان ہر دور میں نیک رسم ایجاد کرنے کا  
 حق رکھتا ہے لہذا خیر القرون یا قرون ثلاثہ کی قید لگانا دہابیہ کی سفاہت کی روشن دلیل ہے۔ سچ ہے۔  
 خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔

دوسری حدیث۔

حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فہو رد  
 جس نے ہمارے اس امر میں ایسی بات ایجاد کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔  
 (مشکوٰۃ۔ ج ۱ ص ۲۴)

امام ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ”اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اسلام میں ایسی بات پیدا کرے۔ جس کی سند کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں موجود نہیں ہے۔ نہ ظاہر، نہ خفی، نہ ملفوظ اور نہ مستبط تو وہ مردود ہے۔“ (مرقاۃ بحوالہ حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۲ جلد اول)

(فائدہ) مالیس منہ کی قید سے معلوم ہوا کہ احداث مافی الدین شرعا محبوب و مستحسن ہے۔

تیسری حدیث۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها اللہ ورسولہ کان علیہ من الائم مثل اثم من عمل بها لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا۔ جو کوئی ایسی نئی بات نکالے جو گمراہ کن ہو۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس سے ناراض ہو۔ تو اس پر ان لوگوں کے گناہ جتنا گناہ ہے جو اس پر عمل کریں گے۔ اور خود ان کے گناہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۷ جلد ۱)

(فائدہ) اس حدیث میں ضلالة لا یرضاها اللہ ورسولہ کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ بدعت صرف وہی بری ہے جو گمراہ کن ہو اور وہ اللہ اور رسول عزوجل ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہو۔ لہذا نیک رسم کو بدعت سیئہ قرار دینا حماقت و ضلالت ہے۔

چوتھی حدیث۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة۔ کسی قوم نے کوئی بدعت نہیں نکالی مگر اس کی مثل سنت اٹھالی گئی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۸ ج ۱)

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بدعت کسی سنت کے منافی ہو کہ اس کی وجہ سے وہ سنت اٹھ جائے وہ شرعاً مذموم ہے اور جو بدعت سنت کی موید و مقوی ہو وہ ممنوع نہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بدعت دو قسم کی ہوتی ہے۔ بدعت حسنة یعنی جو موافق سنت ہو اور بدعت سیئہ یعنی جو خلاف سنت ہو۔ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف)

## پانچویں حدیث۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما راہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔  
مسلمان جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف)

(فائدہ) تیجہ، چہلم، برسی، جمعراتی، گیارہویں اور عرس وغیرہ امور کو مسلمانوں کی اکثریت  
اچھا سمجھتی ہے۔ اس لیے یہ امور عند اللہ اچھے ہیں۔ ان پر عدم جواز کا فتویٰ عائد کرنا وہابیہء زمانہ کی  
سفاہت و حماقت کی دلیل ہے۔

## علمائے احناف کے ارشادات

امام ابن عابدین شامی حنفی فرماتے ہیں۔ ورنہ بدعت تو کبھی واجب ہوتی ہے۔ مثلاً گمراہ کن فرقوں  
کی تردید میں دلائل قائم کرنا۔ اور علم نحو جس سے کتاب و سنت کی سمجھ حاصل ہوتی ہے۔ اور  
کبھی مستحب ہوتی ہے۔ مثلاً مسافر خانے اور مدرسے بنوانا اور ہر وہ نیک کام جو صدر اول میں نہ پایا  
گیا۔ اور کبھی مکروہ ہوتی ہے۔ مثلاً مسجد کو بے فائدہ آراستہ کرنا۔ اور کبھی مباح ہوتی ہے مثلاً  
عمدہ عمدہ کھانے، پینے اور پہننے کی چیزیں بنانا۔ یہ مسئلہ اسی طرح امام مناوی نے شرح جامع صغیر میں  
امام نووی کی کتاب التہذیب سے نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح امام برکلی حنفی کی کتاب طریقہ  
محمدیہ میں بھی مذکور ہوا ہے۔ (شامی جلد اول ص ۴۱۴)

اور سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی فرماتے ہیں ”ورنہ فقہائے کرام نے تحقیق فرمائی ہے کہ  
بعض بدعتیں اچھی اور عند اللہ مقبول ہوتی ہیں مثلاً دینی علوم کی تعلیم و تدوین اور مسجدوں کے مینار  
اور ہر وہ نیا کام جس میں انہوں نے کوئی دینی مصلحت دیکھی۔ اسے اچھا اور عند اللہ مقبول بتایا“  
(حدیقہ ندیہ ص ۱۳۹ جلد اول)

اور یہی بزرگ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں ”کتاب شرح الشریعہ میں کتاب  
شرح المشارق سے منقول ہے کہ بلاشبہ علمائے امت نے فرمایا۔ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ بدعت  
واجبہ مثلاً بد مذہب لوگوں کے شکوک و شبہات کی تردید میں دلائل جمع کرنا۔ بدعت مستحبہ مثلاً  
دینی کتب تصنیف کرنا اور دینی مدارس قائم کرنا۔ بدعت مباحہ مثلاً خویش و احباب کی مہمانی میں



طرح طرح کے کھانوں کی کثرت کرنا۔ بدعت مکروہہ اور بدعت محرّمہ اور یہ دونوں قسمیں ظاہر ہیں“ (حدیقہ ندیہ ص ۱۲۵ ج ۱)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ”جاننا چاہیے کہ جو بات پیغمبر ﷺ کے بعد پیدا ہوئی وہ بدعت ہے۔ پھر جو بدعت پیغمبر ﷺ کی سنت کے قواعد و اصول کے مطابق ہو اور اس پر قیاس کی گئی ہو اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو بدعت سنت پیغمبر ﷺ کے مخالف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور اس حدیث کل بدعتہ ضلالتہ کی کلیت بدعت ضلالت پر محمول ہے اور بعض بدعتیں واجب ہیں مثلاً علم صرف و نحو کا پڑھنا پڑھانا جس سے آیات و احادیث کی سمجھ حاصل ہو۔ کتاب و سنت کے غرائب کو حفظ کرنا اور علاوہ ازیں وہ تمام نئی باتیں جن پر دین و ملت کی حفاظت موقوف ہے۔ اور بعض بدعتیں مستحسن و مستحب ہوتی ہیں۔ مثلاً مسافر خانے اور درس گاہیں بنانا اور بعض بدعتیں مکروہہ ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض علماء کے قول پر مسجدوں کو آراستہ کرنا اور بعض بدعتیں مباح ہوتی ہیں۔ مثلاً کھانے پینے کی اچھی اچھی چیزوں میں کشائش پیدا کرنا بشرطیکہ وہ حلال ہوں اور ان کی وجہ سے تکبر و غرور میں مبتلا نہ ہو۔ اور علاوہ ازیں وہ سب مباح چیزیں جو عہد رسالت میں نہ تھیں مثلاً تھلنی وغیرہ اور بعض بدعتیں حرام ہوتی ہیں۔ مثلاً اہل سنت و جماعت کے مقابلہ میں اہل باطل کے مذاہب۔ اور جو بدعتیں خلفائے راشدین نے پیدا کی ہیں۔ وہ اگرچہ اس وجہ سے بدعت ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھیں مگر وہ بدعت حسنہ کی قسم سے ہیں۔ بلکہ وہ حقیقت میں سنت ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔“ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۲۵ جلد دوم)

”امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بدعت دو طرح کی ہوتی ہے۔ بدعت محمودہ اور بدعت مذمومہ“ (نزہۃ الناظرین ص ۱۲)

شیخ عبیدالضریر فرماتے ہیں۔ ”بدعت وہ کام ہے جو حضور ﷺ کے عہد میں موجود نہ تھا۔ اور بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ بدعت واجبہ، بدعت مندوبہ، بدعت محرّمہ، بدعت مکروہہ اور بدعت مباحہ الی آخرہ“ (نزہۃ الناظرین ص ۱۲)

اور امام نووی فرماتے ہیں ”علمائے کرام نے فرمایا۔ بدعت پانچ قسم پر ہے۔ بدعت واجبہ،

بدعت مندوبہ، بدعت محرّمہ، بدعت مکروہہ، اور بدعت مباحہ“ (شرح مسلم شریف ص ۳۰۵ جلد اول)

الحمد للہ علمائے حق کی ان روشن تصریحات سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت مذموم نہیں بلکہ بدعت مذمومہ صرف وہ ہے جو سنت کے مخالف ہو۔ لہذا دیوبندیہ وہابیہ کا متعدد معمولات اہل سنت مثلاً مجلس میلاد، قیام میلاد، تیجہ، چہلم، گیارہویں، عرس وغیرہا امور خیر کو بدعت ضلالت کہنا باطل اور ان کی بے عقلی اور کم علمی کی واضح دلیل ہے۔ یہ امور خیر ہر گز ہر گز بدعت ضلالت نہیں۔ بلکہ یہ بدعت مستحبہ ہیں۔ ان امور کی بناء پر بریلوی اہلسنت کو دیوبندیہ کا اہل بدعت کہنا بھی ان کی بے جاہٹ دھرمی اور بغض و عناد کی دلیل ہے۔ واللہ للبعثی القوم الظالمین۔

### حدیث کل بدعة ضلالة کی تشریح۔

دیوبندیہ وہابیہ عوام المسلمین کو دھوکہ دینے کے لیے حدیث کل بدعة ضلالة پیش کرتے ہیں اور اس کا عام ظاہر معنی مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے جلیل القدر حنفی علماء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں کلیت صرف بدعت مذمومہ پر محمول ہے۔ اور یہ عام مخصوص منہ البعض ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق کارشاد ابھی گزرا۔ اور امام نووی شافعی فرماتے ہیں۔ وقوله صلی اللہ علیہ وسلم وکل بدعة ضلالة هذا عام مخصوص والمراد غالب البدع الی ان قال فاذا عرف ما ذکرته علم ان الحدیث من العام المخصوص و کذا ما اشبهه من الاحادیث الواردة و یؤید ما قلناه قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی التراویح نعمت البدعة هذا ولا یمنع من کون الحدیث عاماً محضاً قوله کل بدعة موكداً بكل بل یدخله التخصیص مع ذلك کقوله تعالیٰ تدمر کل شیء۔ یعنی کل بدعة ضلالة عام مخصوص منہ البعض ہے۔ اور مراد غالب بدعات ہیں۔ پھر اقسام بدعت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ پس جب آپ بدعت کی پانچ قسمیں جان چکے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث عام مخصوص ہے اور اسی قسم کی دوسری حدیثیں بھی عام مخصوص ہیں اور ہمارے اس قول کی تائید حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے تراویح کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک اچھی بدعت ہے۔ اور اس حدیث میں لفظ کل تخصیص کے منافی نہیں۔ کیونکہ تخصیص لفظ کل میں بھی پائی جاتی

ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ارشاد تدرک کل شیء میں تخصیص موجود ہے۔“ (شرح مسلم شریف ص ۳۰۵ جلد اول)

اور یہی امام حدیث من سن سنة حسنة کی شرح میں فرماتے ہیں ”اس حدیث (من سن سنة حسنة) سے معلوم ہوا کہ حدیث کل بدعة ضلالة میں تخصیص موجود ہے۔ اور یہاں بدعت سے مراد بدعت قبیحہ و مذمومہ ہے۔ جیسا کہ اس کا مفصل بیان کتاب الجمعة میں گزر چکا ہے۔“ (شرح مسلم ص ۷۳۲ ج ۱)

اور امام علی قاری حنفی فرماتے ہیں ”کتاب الازہار میں فرمایا۔ حدیث کل بدعة ضلالة میں بدعت سے مراد ہر بری گمراہ کن بدعت ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھی رسم جاری کرے اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور جو اس پر عمل کرے گا اس کے ثواب جتنا ثواب ہے۔ اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم نے قرآن جمع کیا۔ اور حضرت زید نے اسے کتابی صورت دی۔ اور حضرت عثمان کے عہد میں اس کی تجدید کی گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔“ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۱۶ ج ۱)

اور علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔ ”کل بدعة ضلالة سے مراد ہر وہ بدعت ہے جو شرع میں بدعت ہے۔ اور شرع میں بدعت صرف وہی بدعت ہے کہ جس میں شرعی طاعت پر کوئی اعانت نہ پائی جائے۔ بوجہ اس کے کہ وہ بدعت بری ہے۔ اور اگر کسی بدعت میں شرعی طاعت پر اعانت پائی جائے تو وہ بدعت شارع کے اذن سے ہو گی۔ اگرچہ شارع کا اذن بطریق اشارہ پایا جائے۔ پس اس قسم کی بدعت، بدعت حسنة ہو گی۔ پس بدعت حسنة کل بدعة ضلالة کے تحت نہیں آتی۔“ (حدیقہ ندیہ ص ۱۳۸ جلد اول)

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ ”کتاب شرح الشریعہ میں فرمایا۔ ”ہر بری بدعت گمراہ کن ہے۔“ پھر ذرا آگے فرماتے ہیں۔ اور بدعت فی الدین سے مراد ہر وہ بدعت ہے جو صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی راہ و روش کے خلاف ہو بایں طور کہ اگر وہ اس پر اطلاع پاتے تو وہ ضرور اس پر انکار لاتے اور اسے ناپسند فرماتے۔ پس اس قسم کی بدعت ضلالت ہے۔ ورنہ فقہائے کرام نے تحقیق فرمائی ہے کہ بدعت کی بعض قسمیں اچھی ہیں اور عند اللہ مقبول ہیں۔ مثلاً دینی

علوم کی تعلیم و تدوین میں مشغول ہونا۔“ (حدیقہ ندیہ ص ۳۸ جلد ۱)

اور امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں۔ ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد کل

محدثہ بدعت۔“ تاویل پر محمول ہے۔ اور ہر محدث یعنی بدعت سے مراد وہ بدعت ہے جو اصول

شرع کے خلاف اور سنت کے غیر مطابق ہو۔“ (حاشیہ ابن ماجہ)

الحمد للہ ان جلیل القدر بزرگان دین و شارحین حدیث کی ان عبارات متبرکہ سے معلوم

ہوا کہ کل بدعت ضلالہ کا معنی ہے۔ کل بدعت قبیحہ ضلالہ ولہذا دیوبندیہ وہابیہ زمانہ کا اس حدیث کی

بناء پر ہر اچھی بدعت کو گمراہی قرار دینا۔ ان کی کور باطنی اور کم علمی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

مسلمانو! دیوبندی وہابی بدعت کی جو گردان پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ ان کی خانہ زاد اور خود ساختہ ہے۔

ان کے کہنے سے امور خیر کو ہر گز ہر گز ترک نہ کریں۔ ع کارمانصیحت بود کر دیم۔

تائید مزید۔

اب ہم چند بدعات حسنہ پیش کرتے ہیں۔ جو عہد صحابہء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیدا

ہوئیں اور ان کے حسن ہونے کی تصریحات جلیل القدر صحابہ کرام نے خود فرمائیں وباللہ التوفیق

جمع القرآن۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ جنگ یمامہ میں بہت سے قاری شہید ہو گئے۔ تو حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر لڑائیوں میں

اسی طرح قاری شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بیشتر حصہ ضائع ہو جائے گا۔ سو میری رائے یہ ہے کہ

قرآن کو (کتابی صورت میں) جمع کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر

فرمایا۔ کیف الفعل شیئاً لم یفعله رسول اللہ۔ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ نے نہیں کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہوو اللہ خیر۔ اللہ کی قسم یہ کام اچھا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی

اللہ عنہ بار بار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے رہے۔ اور انہیں جمع قرآن کی طرف توجہ

دلاتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ شرح اللہ لذلك صدری فراہت

الذی رای عمر۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا تو میں نے عمر کی رائے کو اپنایا

پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ آپ عظیمند جوان ہیں اور ہم آپ کو متہم نہیں سمجھتے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی وحی لکھتے رہے۔ اس لیے آپ قرآن تلاش کریں اور اسے یکجا کر دیں۔ یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیف تغفلان شیئاً لم یفعله النبی ﷺ۔ بھلا آپ وہ کام کیوں کرنے لگے ہیں۔ جو رسول اللہ نے نہیں کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہو واللہ خیر۔ اللہ کی قسم یہ کام اچھا ہے۔ حضرت زید نے بالآخر فرمایا۔ فلم ازل ارجعه حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر و عمرو۔ میں اس بارہ میں بار بار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا تو میں نے صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی رائے کو اپنالیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۴)

### جماعت تراویح۔

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلے۔ دیکھا کہ لوگ تراویح کی نماز متفرق طور پر پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ انی لو جمعت ہنوا لآء علی قاری ء واحد لکان امثل۔ اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو یہ بات زیادہ اچھی ہو گی۔ پھر آپ نے اس کام کا پختہ ارادہ فرمایا۔ اور انہیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کر دیا۔ دوسری رات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف نکلے تو دیکھا کہ لوگ ایک امام کی اقتداء میں تراویح پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر فرمایا نعمت البدعة ہذہ۔ یہ بدعت کتنی اچھی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۱۰۵)

### مسجد نبوی کی تعمیر نو۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف کو نئے سرے سے شاندار طریقہ پر تعمیر کرنے کا مشورہ کیا۔ تو بعض لوگوں نے اس نئی بات کو ناپسند کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا انکم اکثر تم و انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من بنی مسجد اللہ بنی اللہ لہ

مثلہ فی الجنة۔ تم نے رو کد میں بہت کثرت کی ہے۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی بنائی ہوئی مسجد جیسی عمارت جنت میں تعمیر فرماتا ہے۔ پھر آپ نے مسجد شہید کرائی اور اسے عالیشان تعمیر فرمایا۔ (بخاری شریف ص ۶۴)

الحمد للہ ان احادیث سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ جو کام فی نفسہ اچھا ہو وہ محض اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو گا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد سعید میں نہیں کیا گیا۔ بلکہ مقصود شریعت سے موافقت رکھنے والے تمام وہ امور خیر جو خیر القرون یا قرون ثلاثہ یا قرون سلف صالحین میں نہیں کیے گئے مستحب و مستحسن قرار دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ حضرت فاروق اعظم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت زید رضی اللہ عنہم نے قرآن جمع کرنے کو اچھا قرار دیا۔ اگرچہ حضور کے زمانے میں قرآن کو کتابی شکل میں جمع نہیں کیا گیا تھا۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت کو بدعت حسنہ فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی نئی شاندار تعمیر کو مستحسن سمجھا۔ و لہذا سیدنا غوث اعظم کی گیارہویں شریف، تیجہ، چہلم برسی، سالانہ ختم شریف، ششماہی کے ختمات۔ جشن میلاد شریف، قیام میلاد شریف، مولود خوانی وغیرہ امور خیر قطعاً یقیناً مستحسن ہیں۔ اگرچہ موجودہ بہت کدائیہ سے یہ کام خیر القرون یا قرون ثلاثہ میں نہیں کیے گئے۔ ان امور خیر کو بدعت و ناجائز کہنا اور ہر بدعت کو خواہ وہ فی نفسہا کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ ضلالت اور گمراہی قرار دینا بد مذہب لوگوں کی جہالت و ضلالت و سفاہت کی روشن دلیل ہے۔ اہل سنت و ہابیہ زمانہ کی گمراہ کن باتوں پر ہر گز ہر گز کان نہ دھریں اور امور خیر کو ترک کر کے ثواب عظیم سے محروم نہ رہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

بدعات و ہابیہ

دیوبندی و ہابی بدعت کی گردان پڑھتے رہتے ہیں اور سواد اعظم بریلوی اہل سنت کو اہل بدعت کہہ کر پکارتے ہیں۔ لیکن بہت سی بدعات پر یہ لوگ خود بھی سختی سے پابند ہیں۔ چنانچہ ہم چند بدعات کا ذکر کرتے ہیں۔ رمضان میں ہا جماعت تراویح پڑھنا۔ مسجدوں کو پختہ عالیشان بنانا۔ جمعہ کی دو آذائیں دینا۔ ایک شہر میں دو جگہ نماز عید پڑھنا، قرآن مجید کو چھاپنا۔ اس کا عجیبی زبانوں میں ترجمہ

کرنا۔ الفاظ قرآن پر اعراب لگانا۔ خطبہ جمعہ میں آیت احسان پڑھنا۔ بخاری شریف کا ختم، مسجد کے محراب و مینار بنانا۔ علم صرف و نحو و منطق و اصول پڑھنا پڑھانا وغیرہا

### مقام غور

ہے کہ اگر دیوبندی لوگ ان بدعات کو بجالانے کے باوجود اہل بدعت نہیں تو پھر بریلوی اہل سنت گیارہویں، تیجہ اور چہلم وغیرہ ایصالِ ثواب کرنے کی وجہ سے کیوں اہل بدعت گردانے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ سنی بریلوی اہل بدعت نہیں ہیں بلکہ حقیقی سنی ہیں۔ ان پر اہل بدعت کا بہتان لگانا بڑا غلط ہے۔ وھذا آخر ما اردنا ایراد فی ہذہ المقالۃ المفیدۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ  
الکریم ﷺ (۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ)

# دسواں مقالہ

## فیوضاتِ قادریہ

(سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام والبركة والرحمة على جميع عباده المؤمنين من الانبياء و  
الصديقين والشهداء والصالحين الى قيام يوم الدين وبعد قيام يوم الدين الى ابد الآبدين۔

یہ مقالہ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے  
عقائد و ارشادات حقہ پر مشتمل ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اس مقالہ مبارک کہ سے یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ  
آپ کے عقائد و نظریات وہی تھے۔ جن کے حامل اس دور میں سنی بریلوی حضرات ہیں۔ ولہذا آپ  
کے متعلق یہ کہنا کہ آپ اہل حدیث یعنی وہابی غیر مقلد تھے۔ سراسر غلط اور ایک بے بنیاد دعوی  
ہے۔

بفضلہ تعالیٰ آپ اہل حدیث یعنی غیر مقلد وہابی نہ تھے۔ بلکہ سنی العقیدہ حنبلی المذہب مقلد  
بزرگ تھے۔ والحمد لله على ذلك۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

ناجی فرقہ۔

غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ”اہل  
سنت و جماعت نجات پانے والا فرقہ ہے۔ اس کا مسلک اور عقیدہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور اس  
اہل سنت و جماعت فرقہ کو ناجی فرقہ کہا جاتا ہے۔“ (غنیۃ الطالبین۔ جلد اول ص ۸۵)

چار مذہب حقہ۔

پاکیزہ روحوں (انسانوں) کے لیے ذہاب اربعہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے اصول پر عمدہ  
عقیدے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ان لوگوں کی راہ سے بچائے جو دین حق سے اس  
طرح دور چلے گئے ہیں۔ جس طرح تیر کمان سے دور چلا جاتا ہے۔ (فتوح الغیب ص ۱۴۰)

تقلید۔

امام تازنی فرماتے ہیں ”امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المشیحۃ البغدادیۃ  
میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد کے شہر میں حنبلی اور شافعی مذہب والوں کے پیشوا اور فقیہ  
تھے“ اور یہی امام علامہ نووی کی بستان العارفین سے نقل فرماتے ہیں کہ ”شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد

میں شافعی اور حنبلی اماموں کے سربراہ تھے“ (قلائد الجواہر ص ۷۱۳)

اتباع سواد اعظم۔

”اے عزیز! جمہور کی راہ پر چلنا تجھ پر لازم ہے۔ اور تجھ پر مسلمانوں کی بڑی جماعت اہل سنت کے ساتھ رہنا واجب ہے۔“ (فتح الربانی ص ۴۱۶)

عمل پر عقیدہ کی تقدیم۔

اور آپ فرماتے ہیں۔ ”اولیاء اللہ کے احوال کا انکار وہی شخص کرے گا جو منافق، سخت دھوکہ باز اور اپنی خواہشات نفسانی کا شہسوار ہے۔ اور یہ امر صحیح عقیدہ کے بعد نیک عمل پر مبنی ہے۔“ (فتح الربانی ص ۴۹۹)

ضرورت شیخ۔

اور آپ فرماتے ہیں۔ ”تو اہل دل (یعنی اولیاء اللہ) کی صحبت اختیار کر کہ تو بھی صاحب دل ہو جائے۔ اور تیرے لیے شیخ کامل کی ضرورت ہے جو سمجھ دار اور حکم خداوندی بجالانے والا ہو کہ وہ تجھے مہذب بنائے۔ علم دین سکھائے اور نصیحت کرے۔“ (فتح الربانی ص ۱۶۶)

فناء فی الشیخ۔

”اپنے شیخ کے مقابلہ میں مرید کے پاس نہ کرتا ہوتا ہے نہ پاشجامہ، نہ سیم وزر ہوتی ہے نہ مال و اسباب۔ وہ اسی کے دسترخوان پر وہی شے کھاتا ہے۔ جس کے کھانے کا وہ حکم کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ سے فنا ہوتا ہے۔ اور شیخ کے امر و نہی کا منتظر رہتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ شیخ کا امر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اس کی تمام بہتریاں اس کے شیخ کے ہاتھوں پر پوری ہوتی ہیں۔ اور اس کی رسی کو وہی بٹاتا ہے (فتح الربانی ص ۵۰۳)

بے پیر کا پیر

”ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو شیطان اس کا پیر ہوتا ہے۔“

(فتح الربانی ص ۲۷۱)

## اولیاء کرام کی گستاخی۔

”اے لڑکے۔ حق تعالیٰ کی پہچان کی کمی کی وجہ سے تو اولیاء اللہ کو حقیر و ذلیل جانتا ہے۔ اور تو کہتا ہے کہ یہ (اولیاء اللہ) متہم ہیں۔ ہمارے ساتھ کیوں عیش و عشرت نہیں کرتے۔ اور وہ ہمارے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے۔ تیری یہ باتیں اس وجہ سے ہیں کہ ابھی تک تجھے اپنے نفس کی پہچان حاصل نہیں ہوئی۔“ (فتح الربانی ص ۸۸)

## اولیاء کرام کی غیبت۔

”اے منافق اللہ تعالیٰ تجھ سے زمین کو پاک کر دے۔ کیا تیرے نفاق کا ثبوت اس سے نہیں ہوتا کہ تو علمائے مکرمین، صلحائے محترمین اور اولیاء معظمین کی غیبت کرتا اور ان کا گوشت کھاتا ہے۔ تو اور تیرے منافق بھائی عنقریب کیڑوں کی غذا بنیں گے۔ وہ تمہاری زبانیں، گوشت کھائیں گے۔ اور وہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کریں گے۔ اور زمین تمہیں دبائے گی۔ اور تم پس جاؤ گے“ (فتح الربانی ص ۸۰)

## اولیاء کے مراتب۔

”پھر مومن کو ایمان سے ایقان کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔ پھر اسے ولایت بدلیہ (جو ابدال کا تمنغہ، امتیاز ہے) نصیب ہوتی ہے۔ اس کے بعد ولایت غوثیہ آتی ہے۔ اور بسا اوقات ساری حالتوں کے آخر پر اسے ولایت قطبیہ حاصل ہو جاتی ہے۔ (جو نام ہے نیابت نبوت اور جملہ اولیاء امت کی سرداری کا) حق تعالیٰ اس (قطب الاقطاب) کے ذریعہ سے اپنی جملہ مخلوق پر فخر فرماتا ہے۔“

(فتح الربانی ص ۱۵۹)

## اولیاء کا علم غیب۔

”اللہ تعالیٰ غیب کو جاننے والا ہے۔ سو وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر اسی کو جو اس کا پسندیدہ رسول ہو۔ علم غیب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ تو اس کے قریب ہو جانا کہ تو اسے دیکھے اور اس کے پاس جو غیب ہے اسے دیکھے۔“ (فتح الربانی ص ۲۲۲)

دل کے رازوں پر آگاہی۔

”ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ تیرا ظاہر تیرے باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ تیرا باطن اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں پر ظاہر ہوتا ہے۔“ (فتح الربانی ص ۷۱)

منافق کی پہچان۔

”منافق کا باطن اولیائے صدیقین اور حق تعالیٰ سے واصل نیکو کار لوگوں کے نزدیک ظاہر ہے۔ اللہ کے خاص بندے آج بھی منافقوں سے واقف ہیں۔ اور جملہ عوام قیامت کے دن اس سے واقف ہو جائے گی۔ جب خواص منافقوں کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنے دلوں سے ان کو ناپسند کرتے ہیں۔ مگر حق تعالیٰ کی پردہ پوشی کے باعث اس راز کو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔“ (فتح الربانی ص ۲۹۸)

قطب کا مشاہدہ غیب۔

”جب کوئی شخص قطب بن جاتا ہے تو وہ دنیا بھر کے کاموں اور ان کے مقصوموں اور انجاموں پر مطلع ہو جاتا ہے۔ اور وہ جملہ اسرار کے خزانوں پر آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی کوئی بھلائی یا برائی اس سے مخفی نہیں رہتی۔“ (فتح الربانی ص ۶۳۱)

لوح محفوظ پر نظر۔

”بندہ ولی بن کر لوح محفوظ میں اپنے مقصوم کی چیزیں دیکھتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے اہل و عیال کے مقصوم دیکھنے کی طرف ترقی پاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے اس عروج و آگاہی تقادیر پر متعجب ہوتا ہے۔ تو اسے اس کے باطن کے اندر ندا دی جاتی ہے کہ بے شک وہ ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام فرمایا اور بے شک وہ ہمارے نزدیک البتہ برگزیدہ اور منتخب بندوں میں سے ہے۔“

(فتح الربانی ص ۶۱۵)

حاضر و ناظر

”جس شخص کا ایمان قوی اور یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ وہ قیامت کے سارے معاملات کو اپنے دل سے دیکھتا ہے۔ جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔“ (فتح الربانی ص ۱۳۹)

خود مختاری۔

”حق تعالیٰ نے باندھنا اور کھولنا یعنی انتظام ملکی ان اولیاء کرام کے حوالہ کر دیا ہے۔ سوائی کی بدولت آسمان بارش برساتا اور زمین روئیدگی پیدا کرتی ہے۔ ساری مخلوق ان کی رعایا ہے۔“

(فتح الربانی ص ۱۰۰)

حاجت روائی۔

”ولی کامل یہ جانتا ہے کہ مخلوق خدا کے ہاتھ میں نہ کسی قسم کا نقصان ہے نہ نفع اور نہ اچھائی ہے نہ برائی اور اگر ان کے ہاتھوں پر کوئی چیز جاری ہوتی ہے، یعنی کوئی شخص نفع یا نقصان پہنچاتا ہو نظر آتا ہے تو وہ درحقیقت خدا ہی کی طرف سے ہے نہ کہ اس کی طرف سے۔“ (فتح الربانی ص ۲۲۷)

التصاف باوصاف خداوندی۔

”حدیث قدسی میں آیا ہے کہ پھر جب میں (اللہ تعالیٰ) اسے (یعنی مومن کو) اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سماعت، بصارت، ہاتھ اور پشت پناہ بن جاتا ہوں۔ سو وہ مجھ ہی سے سنتا ہے، مجھ ہی سے دیکھتا ہے اور مجھ ہی سے پکڑتا ہے۔“ (فتح الربانی ص ۲۶۹)

نفع و نقصان کی قدرت۔

”ساری مخلوق عاجز ہے نہ کوئی تجھے نفع پہنچاتا ہے نہ نقصان۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نفع و نقصان بندوں کے ہاتھوں پر جاری کرتا ہے۔ سو اسی کا فعل تیرے اندر اور ان کے اندر متصرف ہوتا ہے۔“ (فتح الربانی ص ۹۷) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ”اگر اللہ چاہے گا کہ وہ تجھے مخلوق کے ہاتھوں نفع پہنچائے تو وہ نفع پہنچادے گا اور اگر وہ چاہے گا کہ ان کے ہاتھوں تجھے نقصان پہنچائے تو وہ نقصان پہنچادے گا۔ کیونکہ وہی ان کے قلوب کو مسخر کرنے والا اور نرم و سخت بنانے والا ہے۔“ (فتح الربانی ص ۳۱۰) اور تیسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ ”اور اعتقاد رکھ کہ نفع اور نقصان سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ان دونوں کو مخلوق کے ہاتھوں جاری کرتا ہے۔“ (فتح الربانی

## مخلوق سے حاجت طلبی۔

”تم اپنی حاجتیں حق تعالیٰ ہی سے مانگو نہ کہ اس کی مخلوق سے۔ اور اگر تمہیں مخلوق سے حاجت مانگنے کے بغیر چارہ نہ ہو۔ تو تم پہلے اپنے دلوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں داخل ہو جاؤ۔ سو وہ تمہیں کسی خاص جہت سے حاجت طلب کرنے کا الہام فرمائے گا۔ پھر اگر تمہیں مخلوق سے کچھ ملے یا نہ ملے یہ دونوں امر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوں گے۔“ (فتح الربانی ص ۱۰۳)

اولیاء کا وسیلہ۔

”جب بھی تم کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ میرے وسیلہ سے مانگو۔“ (قلائد الجوارح ص ۲۶)

بلاد اللہ پر حکمرانی۔

”بلاد اللہ ملکی تحت حکمی۔ اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور وہ سب میرے حکم کے ماتحت ہیں۔“ (قصیدہ غوثیہ شریف)

ہر حال میں نفاذ حکم۔

”فحکمی نافذ فی کل حالی۔“ سو میرا حکم میرے ہر حال میں نافذ ہے۔ (قصیدہ غوثیہ شریف)

ہر وقت کا مشاہدہ۔

”نظرت الی بلاد اللہ جمعاً کخرد لہ علی حکم اتصالی۔“ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو رائی کے دانہ کی طرح دیکھتا ہوں۔“ (قصیدہ غوثیہ شریف)

وقت کی پیغام رسانی۔

”وما منها شہور اودھور: نمر و تنقضى الا اتی لی. وتخبرنی بما یاتی و یجری و تعلمنی“ جو مہنہ یا سال گزرنے پر آتا ہے وہ پہلے میرے پاس آتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہوتا ہے اس کی خبر وہ مجھ کو دیتا ہے۔“ (قصیدہ غوثیہ شریف)

بزرگوں کے نذرانے۔

”لوگو! جملہ اقوال و افعال میں اولیاء اللہ کی پیروی کرو۔ ان کے خادم بنو۔ اور اپنے جان و مال سے

ان کا قرب حاصل کرو کہ جو کچھ بھی تم ان کو بطور نذرانہ دو گے وہ ان کے پاس تمہارے لئے جمع رہے گا۔ کل قیامت کے دن وہ اسے تمہارے حوالے کر دیں گے۔“ (فتح الربانی ص ۵۰۰)

نگاہِ ولی کی تاثیر۔

”ولی کامل جس وقت سوکھی زمین کی طرف نگاہ ڈالتا ہے۔ تو (اس کی برکت سے) حق تعالیٰ اسے زندہ اور سر سبز کر دیتا ہے۔ اور جب وہ یہودی یا عیسائی پر نگاہ ڈالتا ہے تو حق تعالیٰ اسے ہدایت فرما دیتا ہے۔“ (فتح الربانی ص ۵۷۳)

اولیاء کرام کی برکتیں۔

”اولیائے کاملین جو صرف حق تعالیٰ کو چاہنے والے ہوتے ہیں ان کے طفیل مخلوق سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور ان کے وسیلہ سے بارشیں برستی ہیں اور ان کی برکت سے حق تعالیٰ آسمانوں سے پانی برساتا ہے اور ان کے توسل سے زمین سبزہ آگاتی ہے۔“ (فتح الربانی ص ۸۵)

نور مصطفیٰ ﷺ۔

”اور حضور ﷺ کے نور سے ساری زمین منور ہوئی ہے۔“ (فتوح الغیب ص ۳)

گن کی کنجی۔

”اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے انسان میں اللہ ہوں۔ اور میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں جس شے کو کہتا ہوں کہ ہو جا۔ وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری اطاعت کر۔ تو میں تجھے اس مقام پر فائز کروں گا۔ کہ تو کسی چیز کو کہے گا ”ہو جا“ تو وہ ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے متعدد انبیاء، اولیاء اور خواص کو یہ مقام کن فیکون عنایت فرما رکھا ہے۔“ (فتوح الغیب ص ۳۱)

دل کی آنکھ۔

”جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی مومن بندے کو اپنا قرب عنایت کرتا ہے۔ اور اسے بر گزیدہ بناتا ہے، تو اس کی نگاہ قلب کے سامنے اپنی رحمت، احسان اور انعام کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور وہ اس وقت عالم غیب کی ان چیزوں کو دیکھتا ہے۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور کسی کی آنکھ نے

انہیں دیکھا نہیں اور کسی کے کان نے ان کی آواز کو سنا نہیں اور کسی کے دل میں ان کا خیال گزرا نہیں۔“ (فتوح الغیب ص ۷۸)

پیر کی تلاش۔

”حضور علیہ السلام نے فرمایا ”جس نے اپنی رائے کو کافی جانا۔ وہ گمراہ ہوا۔ سو تو ایسا شخص تلاش کر جو تیرے دین کے چہرہ کے لئے آئینہ بنے۔ جیسا کہ تو آئینہ کو دیکھتا ہے اور اپنے ظاہری چہرے، عمامے اور بالوں کو سنوارتا ہے۔“ (فتح الربانی ص ۷۲)

وسیلہ پکڑنا۔

”نیکیوں، پرہیز گاروں اور علم والوں کو وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لئے نکلے تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، قبلہ کی طرف رخ کیا اور یہ دعا مانگی۔ اللھم ہذا عم نبینا جئنا تو سل بہ الیک فاسقنا بہ۔ اے اللہ یہ ہمارے نبی علیہ السلام کے چچا ہیں۔ ہم انہیں سفارشی بنا کر لائے ہیں۔ سو تو ان کے وسیلہ سے ہمیں بارش عطا فرما۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۲۸)

قیام تعظیمی۔

”منصف بادشاہ، والدین، دیندار بزرگ اور عزت والے لوگوں کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا مستحب ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے بلا لائے تو جب وہ سفید گدھے پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔ ”قومو الی سیدکم۔“ تم اپنے سردار کی طرف اٹھو۔“ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۱۳)

شفاعت۔

”اور اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہ کرنے والوں کے حق میں ہمارے نبی علیہ السلام کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ یہ شفاعت دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے حساب و کتاب کے لئے تمام مومن امتوں کے حق میں ہوگی اور دوزخ میں داخل ہونے کے بعد صرف آپ کی اپنی امت کے حق میں ہوگی۔ سو آپ کی شفاعت اور دیگر مومنوں کی شفاعت کے



صدقے دوزخ سے ہر وہ شخص نکالا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا اور اس نے کلمہ طیبہ پڑھا ہو گا۔“ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۶۹)

عذاب قبر۔

”اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ گنہگاروں اور کافروں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ اور انہیں قبر دباتی ہے۔“ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۶۹)

زیارت قبور۔

”اور جب کوئی کسی کی قبر کی زیارت کرے تو وہ اس پر اپنا ہاتھ نہ رکھے اور نہ اسے چومے۔ کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے۔ اور نہ اس پر بیٹھے اور نہ اس سے تکیہ لگائے اور نہ اسے روندے۔ مگر مجبوری کے وقت۔ بلکہ وہ قبر سے اتنی دور کھڑا ہو جتنی دور وہ صاحب قبر کی زندگی میں کھڑا ہوا کرتا تھا۔ اور اس کا اتنا احترام کرے جتنا اس کی زندگی میں اس کا احترام کیا کرتا تھا۔“ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۳۹)

ایصال ثواب۔

”اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص وغیرہ پڑھے اور اس کا ثواب صاحب قبر کو ان الفاظ میں پہنچائے۔ اے اللہ! تو نے مجھے اس پڑھنے کا ثواب دیا ہے تو میں وہ ثواب اس قبر والے کو بخشتا ہوں۔“ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۳۹)

تلقین میت و سماع موتی۔

”پھر جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو تو اسے تلقین کرنا سنت ہے۔ کیونکہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، جب کوئی تم سے فوت ہو جائے اور تم اس کی قبر برابر کر چکو۔ تو اس کے بعد تم میں سے ایک آدمی اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور یہ کہے اے فلاں عورت کے فلاں لڑکے۔ وہ اس آواز کو سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا۔ پھر دوسری دفعہ اسی طرح کہے۔ تو یہ آواز سن کر مردہ اٹھ بیٹھتا ہے۔ پھر تیسری بار اسی طرح کہے تو میت کہتی ہے تو مجھے سیدھی راہ دکھا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ لیکن تم (میت کے اس کلام

(کو) نہیں سن سکتے“ (غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۳۹)

درود و سلام بصیغہء خطاب۔

روضہ انور کی زیارت کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں۔ ”اور زائر کو چاہیے کہ وہ منبر کے قریب کھڑا ہو اور کہے السلام علیک لکھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یا نبی اللہ آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔“ (غنیۃ الطالبین ص ۱۱ جلد اول)

زیارت روضہء نبوی۔

”پھر جب اللہ تعالیٰ حج کرنے والے کو عافیت عطا فرمائے اور وہ مدینہ منورہ آئے تو اس کے لیے مسجد میں جانا مستحب ہے۔ پھر وہ روضہ انور کی زیارت کو آئے۔ اور حضور علیہ السلام اور قبلہ شریف کے درمیان کھڑا ہو جائے اور دیوار قبلہ کی طرف پیٹھے اور قبر انور کی طرف منہ کرے اور منبر اس کی بائیں طرف ہو۔“ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۱۱)

مقامات متبر کہ کی زیارت۔

”اور اگر چاہے کہ وہ تبر کا منبر نبوی کو ہاتھ لگائے اور مسجد قباء میں نماز ادا کرے۔ اور شہدائے احد کی قبور کی زیارت کرے۔ تو اسے ان کاموں کی اجازت ہے۔ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۱۲) ہاتھ چومنا۔

”اگر دو مسلمان ملاقات کے وقت معانقہ کریں اور وہ ایک دوسرے کے سر کو بوسہ دیں۔ اور تبر کا ایک دوسرے کے ہاتھ چومیں تو جائز ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۳ ج ۱) عرش الہی پر جلوس۔

”اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے رسول اور اپنے تمام انبیاء و رسل کے سردار نبی ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔“ (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۷۱) مشاجرت صحابہ۔

”اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کے جھگڑوں کو بیان کرنے سے زبان کو روکنا چاہیے،

ان کی نارو باتوں کا ذکر نہ کرنا چاہیے۔ اور ان کی خوبیوں اور فضیلتوں کو ظاہر کرنا چاہیے۔ اور حضرت علی اور حضرت طلحہ، زبیر، عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم کے مابین جو اختلافات رونما ہوئے تھے انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۷۹)

### افضلیتِ صدیق۔

”اہل سنت کا اس بات پر اعتقاد ہے کہ خلفائے راشدہ اربعہ میں سب سے افضل ابو بکر ہیں۔ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد ان چاروں کو خلافت ملی اور ان کی خلافت کی مدت تیس سال تھی۔ (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۷۵)

### روایتِ باری۔

”ہمارا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ نبی علیہ السلام نے معراج کی رات حالت بیداری میں اپنے سر کی آنکھوں سے رب کی ذات کو دیکھا۔“ (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۶۶)

### معجزات و کرامات۔

”اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہو گیا ہے کہ انبیائے کرام کے لیے معجزات اور اولیائے عظام کے لیے کرامات ثابت ہیں۔“ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۷۹)

### کذبِ باری۔

”اللہ تعالیٰ کو جہالت، شک، ظن، غلبہ، ظن، سہو، نسیان، اُدغھ، نیند، غفلت، عجز، موت۔۔۔ اور جھوٹ سے موصوف ماننا ناجائز ہے۔ (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۸۱)

### خلق و کسب۔

”اور تو یہ بات ہر گز نہ بھول کہ اعمال کمانا بندوں کا کام ہے تاکہ تجھے جبریہ کے مذہب سے خلاصی ملے۔ اور تو یہ عقیدہ رکھ کہ بندے اپنے افعال میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے محتاج ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کو بھلا کر بندوں کی پوجا نہ کر۔ اور یہ بھی نہ کہہ کہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ہیں۔ تاکہ تجھے قدریہ کے مذہب سے رہائی ملے۔ بلکہ تو یوں کہہ کہ اعمال کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ

کا کام ہے اور انہیں کماتا بندوں کا کام ہے جیسا کہ اچھائی اور برائی کی جزا کے بیان میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔“ (فتوح الغیب ص ۲۰)

استعانت۔

”نبی کریم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر پیشہ سیکھنے پر اس پیشہ کے ماہرین سے مدد مانگا کرو۔“ (فیوض یزدانی ترجمہ الفتح الربانی ص ۵۰۰)

نگاہ مصطفیٰ۔

”ولی کامل کو بیداری اپنے نبی (حضرت محمد ﷺ) سے میراث میں ملی ہے کہ سونے کی حالت میں صرف آپکی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا تھا۔ اور آپ جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اسی طرح آپ پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔“ (فتح الربانی ص ۳۱۲)

نزول عیسیٰ۔

”عیسیٰ علیہ السلام نے نہ نکاح کیا اور نہ کوئی شے اپنے قبضے میں رکھی۔ مگر مقوم میں اولاد و سلطنت لکھی تھی۔ اس لیے حق تعالیٰ ان کو آخری زمانہ میں زمین پر اتارے گا۔ اور خاندان قریش کی ایک لڑکی سے ان کا نکاح کرائے گا کہ اس سے آپ کے ایک لڑکا پیدا ہو گا۔“ (فتح الربانی ص ۵۹۸)

بوقت مصیبت امداد کو پہنچانا۔

”تو یوسف علیہ السلام کی طرح اپنی خلوت میں غلبہء شہوت کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کو دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے کب دیکھتا ہے۔“ (فتح الربانی ص ۵۸۸)

قضائے معلق۔

”حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ دعا کے سوا کوئی شے قضا کو رد نہیں کرتی۔ بعض شارحین نے فرمایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جس قضاء کا رد ہونا دعا پر معلق ہو۔ وہ دعا ہی کے ذریعے سے رد ہوتی ہے۔“ (فتوح الغیب ص ۱۱۶)

بہشتی دروازہ۔

”جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازہ سے گزرے گا اس کے لیے قیامت کے دن عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔“ (فلائد الجواہر ص ۱۵)

ختم نبوت۔

”اور تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بلاشبہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم اللہ کے رسول، رسولوں کے سردار، آخری نبی اور تمام انسانوں اور تمام جنوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔“ (غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۷۴)

بیس تراویح۔

”تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور ہر دور کعتوں کے بعد بیٹھنے کا حکم ہے۔“

(غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۷۴)

وہذا آخر ما اردنا ایراد فی ہذہ المقالة المفیدۃ تقابلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

(۳۳ سوال المکرم ۱۴۰۰ھ)

گیارہواں مقالہ

فیوضاتِ حقانیہ

(شیخ محقق عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله العلی العظیم والصلوة والسلام علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اهل العزّة والکرم۔ اما بعد۔  
محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گیارہویں صدی ہجری کے راسخ  
الاعتقاد، نامور سنی عالم دین، جلیل القدر محدث و فقیہ اور بے نظیر مصنف و محقق ہیں۔ آپ کی  
جلالت علمی کا اعتراف اکابرین دیوبند کو بھی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنی تصنیفات میں شیخ محقق رحمۃ اللہ  
تعالیٰ کی کتابوں کے حوالے پیش کرتے رہتے ہیں۔

اس مختصر مقالہ ”فیوضات حقانیہ“ میں ہم نے مشہور اختلافی مسائل کے متعلق شیخ عبدالحق  
محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارات کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ تاکہ انصاف پسند قارئین کو معلوم ہو  
جائے کہ قدیم سنی علماء و مشائخ بزرگان دین کے عقائد و نظریات کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی  
کو گمراہوں کی ہدایت کا ذریعہ اور ہدایت یافتوں کی زیاتی ہدایت کا وسیلہ اور ہماری سرخروئی و  
نجات کا واسطہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی ﷺ۔

جامع الاوصاف ہستی۔

سید انبیاء ﷺ کے حق میں مجمل اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور اس کی صفات خاصہ کے سوا سب  
کچھ آپ کی ذات کے لیے ثابت ہے۔ اور آپ میں جملہ فضائل و کمالات بشری موجود ہیں اور ان  
فضائل و کمالات میں آپ کو پورا پورا سوخ و کمال حاصل ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰)

نور محمدی۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو سب سے پہلے پیدا  
فرمایا۔ اور جملہ علوی و سفلی مخلوقات یعنی ارواح و اجسام، عرش و کرسی، لوح و قلم، بہشت و دوزخ،  
ملائکہ و افلاک، انسان و جنات، سمندر اور پہاڑ اور درخت اور جملہ مخلوقات اسی پاکیزہ جوہر سے  
پیدا ہوئی۔ (مدارج النبوة ص ۲ ج ۲)

پہلی نبوت۔

”آنحضرت ﷺ کی نبوت اس عالم (عالم ارواح) میں ثابت تھی جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

میں نبی تھادر آں حالیکہ آدم روح اور جسم کے مابین تھے۔ (مدارج النبوة ص ۲ ج ۲)

القائے نور۔

”پھر نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا گیا۔ اور وہ ان کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ بعد

ازاں اس نور نے ان کے تمام جسم میں سرایت کی۔“ (مدارج النبوة ص ۵ ج ۲)

روءیت نور۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت محمد ﷺ میرے شکم میں تھے۔ تو میں نے فی

الواقع دیکھا کہ مجھ سے ایک نور جدا ہوا۔ جس سے سارا جہان منور ہو گیا۔ اور میں نے بصری کے

مخبرات دیکھے۔“ (مدارج النبوة ص ۷۱ جلد دوم)

شب استقرار کی فضیلت۔

”حضرت امام احمد بن حنبل اس شب جمعہ کو جس میں نطفہء مصطفویہ شکم مادر میں ٹھہرا۔ لیلة القدر

سے افضل قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ جو برکتیں، خیراتیں اور سعادتیں اس رات مومنوں پر نازل

ہوئیں وہ قیامت تک بلکہ ابد الابد تک کسی رات میں نازل نہ ہوں گی۔ اور اگر اسی وجہ سے شب

میلاد النبی ﷺ کو بھی لیلة القدر سے افضل قرار دیں تو درست ہو گا اور اس کی تصریح علماء نے کر

دی ہے۔“ (مدارج النبوة ص ۱۶ ج ۲)

نور بوقت ولادت۔

”حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول خدا

ﷺ کی ولادت کے وقت موجود تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک نور ہے۔ جس سے پورا گھر روشن ہو

گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ ستارے اتنے قریب اتر آئے ہیں کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ وہ مجھ پر گر

پڑیں گے۔“ (مدارج النبوة ص ۱۹ ج ۲)

بے سایہ ہستی۔

حکیم ترمذی کتاب نوادر الاصول میں حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ



آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ دھوپ میں تھا نہ چاندنی میں۔ (مدارج النبوة ص ۲۵ جلد اول)

ولادت نبوی کی خوشی۔

”ابولہب کے مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا۔ پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آگ میں ہوں۔ مگر اتنا ہے کہ ہر سوموار کی رات مجھ پر تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں انگلیوں سے کچھ نکلتا ہے تو اسے پی لیتا ہوں اور اس نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کیا۔ جن کے اشارہ سے اس نے اپنی لوٹھی ثویبہ کو حضور ﷺ کی خوشخبری سنانے پر آزاد کیا تھا۔“ (ماثبت من النبی)

طہارتِ فضلات۔

وہ حدیث جس میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ کا خون مبارک پیا۔ نقل کرنے کے بعد شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ ”اور اس حدیث میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کا پیشاب اور خون دونوں پاک ہیں۔ اور اسی پر آپ کے باقی فضلات کو قیاس کیا گیا ہے۔“ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۳)

وسیلہ آدم علیہ السلام۔

”روایت میں آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے دعا کی۔ خداوند عالم حضرت محمد کے وسیلہ سے میری لغزش معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو نے محمد کو کہاں سے پہچانا؟ انہوں نے فرمایا جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے عرش اور جنت کے دروازوں کو دیکھا۔ وہاں لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس ہستی کو طایا ہے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہے۔ آواز آئی اے آدم وہ تیری اولاد میں سب سے آخری پیغمبر ہیں۔ ان کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ اور انہی کے صدقے میں نے تجھے بھی پیدا کیا ہے۔“ (مدارج النبوة

ص ۲۳ ج ۲)

## توسل بالمصطفیٰ۔

حضرت سید الرسل ﷺ کا توسل اور آپ کو سفارشی بنانا اور آپ سے فریاد کرنا اور آپ کے منصب و مرتبہ کے طفیل اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا۔ انبیاء و مرسلین اور سلف و خلف صالحین کا طریقہ ہے۔“ (جذب القلوب ص ۱۵۹)

## توسل بالاولیاء۔

والدہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی قبر کے متعلق مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ اس میں اترے اور آپ نے دعا مانگی۔ اے اللہ تو اپنے نبی اور انبیاء کے حق کی بدولت الیٰ آخر الحدیث۔ اس حدیث میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ظاہری میں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ بلکہ اگر اس حدیث سے اس بات پر دلیل پکڑی جائے۔ کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ پکڑنا ان کے فوت ہو جانے کے بعد جائز ہے تو دور نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ بعد از وفات وسیلہ پکڑنا صرف انبیاء سے خاص ہے تو اسے اپنے اس دعویٰ پر دلیل پیش کرنی ہوگی۔ اور اس بات کی دلیل کہاں ہے۔“ (جذب القلوب ص ۱۶۱)

## حیات النبی ﷺ۔

اور علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ اس دنیا سے وصال فرمانے کے بعد بلاشبہ زندہ ہیں اور اسی طرح باقی جملہ انبیاء کرام کے اپنی قبور میں زندہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور ان کی زندگی شہدا کی اس زندگی سے زیادہ کامل اور حقیقی ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ آنحضرت ﷺ سید الشہد آء ہیں۔ اور سب شہیدوں کی نیکیاں آپ کی میزان میں ہیں۔“ (جذب القلوب ص ۱۳۶)

## حیات الموات۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں ”اس حدیث میں اس بات پر واضح دلیل موجود ہے کہ میت زندہ ہوتا ہے۔ اور اسے زائرین کے حال کا علم ہوتا ہے۔“ (اشعۃ اللمعات

سارع موتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی کھڑکھڑاہٹ سنتا ہے۔ “ (اشعۃ اللمعات ص ۱۱۵ ج ۱)

تلقین میت۔

وہ تلقین جو دفن کے بعد کی جاتی ہے۔ بہت سے شافعی علماء اور بعض اہل علم کے نزدیک مستحب ہے۔ “ (اشعۃ اللمعات ص ۱۲۱ ج ۱)

قبر پر قرآن خوانی۔

”بعض روایتوں میں آیا ہے کہ میت دفن کرنے کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کریمہ ہم المفلحون تک اور آمین الرسول سے آخر سورہ تک کو تلاوت کیا جائے اور اگر قبر پر پورا قرآن ختم کریں تو بہت بہتر اور زیادہ مناسب ہے۔ اور بعض اہل علم سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ اگر میت دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے پاس کوئی فقہی مسئلہ ذکر کیا جائے تو اس میں بھی ثواب ہے اور یہ رحمت خداوندی کے نزول کا ذریعہ بنتا ہے اور اس وقت میراث کا مسئلہ بیان کرنا زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اور مختار و معتمد قول میں قبر پر قرآن خوانی مکروہ نہیں ہے۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۲۱ ج ۱)

عذاب قبر۔

اور حق یہ ہے کہ مردہ کو زندہ کرنے کے بعد قبر میں عذاب قبر دیا جاتا ہے جیسا کہ احادیث کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے۔ “ (اشعۃ اللمعات ص ۱۱۳ جلد اول)

قرب اہل قبور

”اگر کوئی شخص کسی پیغمبر یا کسی نیکو کار کے قرب و جوار میں مسجد بنائے اور اس کی قبر کے پاس نماز ادا کرے۔ اس لیے نہیں کہ اس کا مقصود محض اس قبر کی تعظیم ہے۔ یا وہ قبر کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتا ہے۔ بلکہ اس لیے کہ وہ صاحب قبر سے مدد طلب کرے۔ تاکہ اس قبر کی حاجت سے اور اس ہمسائیگی کے باعث اس کی عبادت کا ثواب کامل ہو جائے۔ تو اس میں کوئی حرج

نہیں۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۶۷ ج ۱)

### قبر پر گل پاشی۔

کتاب جامع الاصول میں ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی قبر پر دو تر شاخیں رکھی جائیں۔ تاکہ شاید اس میں کوئی راز ہو اور وہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔“

(اشعۃ اللمعات ص ۲۰۰ ج ۱)

### روضہ کی جالی۔

نبی پاک ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی قبور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے حجرہ مبارکہ میں تھیں۔ اس وقت معمول یہ تھا کہ حجرہ کے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا گیا تھا اور جب لوگ ان قبروں کی زیارت کرنا چاہتے تھے تو پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو جاتے تھے۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۶۹۶ ج ۱)

### تصرف اہل قبور۔

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے اولیاء میں سے چار مشائخ کو اپنی قبور میں زندوں کی طرح یا ان سے بھی زیادہ تصرف کرتے دیکھا۔ اور وہ یہ ہیں شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، اور دو اور ولیوں کے نام ذکر فرمائے۔ (جذب القلوب ص ۱۵۵)

### سفر مدینہ۔

جب قبر نبوی کی زیارت کا استحباب اور اس کی فضیلت ثابت ہوئی تو اس کی سفر کرنے کی مشروعیت اور استحباب بھی لازماً ثابت ہو گیا۔“ (جذب القلوب ص ۱۵۶)

### سلام بصیغہ خطاب۔

سلف صالحین کے آثار میں آیا ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی قبر انور کے پاس یہ آیت کریمہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ تلاوت کرے پھر ستر مرتبہ صلے اللہ علیک یا محمد کہے۔ تو فرشتہ آسمان سے منادی کرتا ہے۔ صلے اللہ علیک یا فلان۔ اور کہتا ہے۔ آج تیری کوئی حاجت پوری ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یا محمد کی جگہ یا رسول اللہ

کہے تو زیادہ اچھا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر یا نبی اللہ کہے تو اس آیت کے زیادہ اوفق اور انسب ہو گا۔“ (جذب القلوب ص ۱۷۳)

قبر میں علم کائنات۔

اور اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ زاہر کی موجودگی اور اس کے قیام سے آگاہ ہیں اور آپ اس کے پاس موجود ہوتے ہیں۔ پس وہ درمیانی آواز میں نہایت ہی سکون و وقار اور شرمندگی سے تین بار ان الفاظ میں آپ پر سلام پیش کرے۔ السلام علیک لکھا النبی الکریم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر کہے السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی اللہ۔ السلام علیک یا سید المرسلین۔ السلام علیک یا خاتم النبیین۔ (جذب القلوب ص ۱۷۲)

زیارت نبوی کا طریقہ۔

امام اعظم ابو حنیفہ مسند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا سنت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس قبلہ کی طرف سے آئے اور قبلہ کو پیٹھ کر کے کہے السلام علیک لکھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“ (جذب القلوب ص ۵۰)

یا رسول اللہ۔

”محدث عبدالرزاق صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سفر سے واپس آتے تو پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہء اطہر پر حاضری دیتے۔ اور عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر۔ السلام علیک یا اباہ۔ (جذب القلوب ص ۱۵۸)

عرض اعمال۔

”استاد منصور بغدادی فرماتے ہیں کہ محققین علمائے کرام اس عقیدہ پر ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں۔ اور آپ اپنی امت کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں۔ اور قبر میں انبیاء کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے۔“ (جذب القلوب ص ۱۳۶)

جواب سلام۔

ابن نجار حضرت ابراہیم بن بشار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک سال حج کیا جب وہ سید المرسلین ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بارگاہ رسالت میں سلام پیش کیا تو قبر انور سے آواز آئی وعلیک السلام اور میں نے اس آواز کو سنا اور یہ بات بہت سے دوسرے اولیاء و صلحاء سے بھی منقول ہے۔“ (جذب القلوب ص ۱۴۵)

امت میں موجود گی۔

”حضور ﷺ کے فضائل میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار سے یہ بات طلب کی کہ مجھے قیامت کے دن تک اپنی امت میں رکھے۔ تاکہ میری امت آیت کریمہ و ماکان اللہ ليعذبہم و انت فیہم (اور اللہ انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ درآن حالیکہ آپ ان میں موجود ہیں) کے بموجب میری موجودگی کی برکت سے سختیوں اور عذاب الہی کے نزول سے مامون و محفوظ رہے۔“ (جذب القلوب ص ۱۴۹)

تبرک بالصالحین۔

”امام حجۃ الاسلام فرماتے ہیں کہ لوگ جس شخص سے اس کی زندگی میں برکت حاصل کرتے تھے۔ اس کی وفات کے بعد اس سے برکت اور نفع لینا جائز ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت و اجابت دعا کے لیے تریاق اکبر ہے۔“ (جذب القلوب ص ۱۵۵)

بزرگوں کے نذرانے۔

ایک ادب یہ ہے کہ مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے کچھ صدقہ کرے۔ ابتدائے اسلام میں جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشاورت کرنا چاہتا تھا۔ اس پر واجب تھا کہ وہ پہلے کچھ صدقہ کرے اور پھر آپ سے مشاورت کرے۔ بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ اور اس کا وہ استحباب جو مطلق صدقہ کو لازم ہوتا ہے۔ باقی رہا۔ اور حضور ﷺ کی زیارت بعد از وصال آپ کی حیات ظاہری میں زیارت کے حکم میں ہے۔“ (جذب القلوب ص ۱۶۹)

## عطائے مصطفیٰ۔

حضرت ربیعہ بن کعب کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ ”آپ کے ارشاد سل (مانگ) میں جو اطلاق ہے کہ آپ نے انہیں مطلقاً مانگنے کا حکم دیا اور کسی خاص شے کے مانگنے کی تخصیص نہ فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوق کا کاروبار آپ کی ہمت و کرامت کے ہاتھ میں ہے۔ آپ جو کچھ جس کو چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔ اگر تجھے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں درکار ہیں تو ان کی بارگاہ میں آ۔ اور جو کچھ چاہتا ہے اس کا سوال کر۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۹۶ جلد ۱)

## علوم خمسہ کا علم۔

”اس آیت ان اللہ عنده علم الساعة سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ان پانچ چیزوں کو بے تعلیم الہی اپنے عقل کے حساب سے نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ ان امور غیبیہ میں سے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سو اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے وحی یا الہام کے ذریعہ سے کسی کو ان کا علم عطا فرمادے۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۳۴ جلد اول)

## استمداد۔

اہل قبور سے مدد مانگنے کا اثبات مشائخ صوفیاء اور بعض فقہانے کیا ہے۔ اور یہ امر کا ملین اہل کشف کے نزدیک محقق اور ثابت ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے لوگوں کو اہل قبور کی ارواح سے فیوض و فتوح حاصل ہوئے ہیں۔ اور ان کی اصطلاح میں اس طائفہ کو اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر قبولیت دعا کے لیے تریاق ہے اور امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس سے اس کی زندگی میں امداد طلب کی جاتی ہو اس سے بعد از وفات مدد طلب کرنا جائز ہے۔ اور مشائخ عقوام میں سے بعض نے فرمایا ہے کہ میں نے چار شخص اپنی قبر میں اسی طرح تصرف کرتے ہوئے دیکھے ہیں یا اس سے بھی زیادہ جس طرح وہ اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے۔ شیخ معروف کرخی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اور ولیوں کے نام ذکر کیے۔“ (اشعۃ

## اللمعات ص ۱۵ ج ۱)

تعویذ۔

”پھونک جھاڑ یا وہ تعویذ جو گلے یا بازو پر باندھا جاتا ہے۔ ان کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر ان میں قرآن یا ماثورہ دعاؤں سے کام لیا گیا ہے۔ تو درست ہیں ورنہ حرام ہیں۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۱۵ جلد اول)

ایصال ثواب۔

”اس حدیث میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ زندوں کی دعا اموات کو فائدہ پہنچاتی ہے اور زندوں کا ردوں کے لیے استغفار کرنا ان کے لیے سبب رحمت بنتا ہے۔ اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ جسے انہوں نے اپنی کتب عقائد میں لکھا ہے۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۲۱ جلد اول)

بدعت حسنہ۔

جو کام خلفائے راشدین نے اپنی طرف سے کیے ہیں وہ اس وجہ سے بدعت ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے دور میں نہیں پائے گئے۔ لیکن یہ بدعت حسنہ کی قسم سے ہیں۔ بلکہ وہ درحقیقت سنت ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۲۵ ج ۱)

ناجی جماعت۔

”اور ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۴۰ جلد ۱)

حجیت حدیث۔

”اور جس طرح قرآن حجیت ہے۔ اسی طرح پیغمبر ﷺ کی حدیث بھی حجیت ہے۔“

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۲۶)

تبرکات۔

بوقت حجامت رسول اللہ ﷺ نے اپنے بال اپنے صحابہ میں تقسیم فرمائے۔ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ ”اور یہ تبرکات یعنی آنحضرت ﷺ کے بال اور ناخن آج تک باقی رہے ہیں۔ تاکہ



وہ حضور ﷺ کی یاد اور تذکرہ کا باعث بنیں۔“ (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۳۵۸)

علم ما کان وما یکون۔

”میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جان لیا۔ یعنی آپ کو تمام جزوی اور کلی علوم حاصل ہو گئے۔ اور آپ نے ان سب علوم و معارف کا احاطہ کر لیا ہے۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۳۳۳ جلد ۱) نتیجہ۔

”اور میت کے لیے اس کے مرنے کے بعد سات دن تک صدقہ کرنا مستحب ہے اور یہ صدقہ اسے نفع دیتا ہے اس بارہ میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں اور بعض صحیح حدیثیں اس بارہ میں بالخصوص وارد ہوئی ہیں۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۶۷ ج ۱)

عوام کی قبر کو بوسہ دینا۔

آداب زیارت قبور میں سے چند باتیں یہ ہیں:۔ (۱) قبر کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پیٹھ کرنا۔ (۲) میت کے چہرہ کے سامنے کھڑا ہونا۔ (۳) میت کو سلام کرنا (۴) قبر پر ہاتھ نہ پھیرنا (۵) قبر کو بوسہ نہ دینا (۶) رکوع کی حد تک نہ جھکنا (۷) قبر کی مٹی جسم پر نہ ملنا کہ یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۶۷ ج ۱)

ایمان والدین مصطفیٰ۔

متاخرین علمائے امت نے تحقیق سے یہ بات ثابت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین بلکہ آدم علیہ السلام تک آپ کے جملہ آباؤ اجداد و امہات مومن تھے“ (اشعۃ اللمعات ص ۱۸۷ ج ۱)

عرس غوثیہ۔

”سوا سی روایت کی بناء پر غوث اعظم قدس سرہ کا عرس نور بیچ الآخر کو ہوتا ہے اور اسی معمول پر ہم نے شیخ عبدالوہاب قادری متقی کو پایا ہے۔ قدس سرہ (ماثبت من السنۃ ص ۲۲۲)

ازواج اہل بیت ہیں۔

اور آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج ماننا مکابره (ہٹ دھرمی) ہے اور یہ آیتِ تطہیر کے سیاق کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس آیت کی ابتداء اور انتہا میں خطابِ امہات المؤمنین ہی سے ہے۔ سوا نہیں اہل بیت سے خارج قرار دینا اس آیت کو اپنے سیاق و نظم سے نکال دینا ہے۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۶۸۰ جلد ۴)

چارپاک تن۔

الحاصل اہل بیت کے لفظ کا اطلاق ان چارپاک تنوں (حسنین و فاطمہ و علی رضی اللہ عنہم) پر شائع و مشہور ہے۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۶۸۱ جلد ۴)

گیارہویں شریف۔

ہمارے علاقوں میں آج کل گیارہویں شریف کے لیے گیارہویں تاریخ مشہور ہو گئی ہے اور یہی دن ہمارے ہندوستان کے ساداتِ مشائخ کے نزدیک متعارف ہے (ماثبت من السنۃ ص ۲۲۲) زیارتِ روضہ نبوی ﷺ۔

”حضرت سید المرسلین ﷺ کی زیارتِ علمائے دین کے قولی اور فعلی اجماع کی وجہ سے افضل ترین سنن اور موکد ترین مستحبات میں سے ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا سنت ہے۔ اور اس پر جملہ علماء کا اتفاق ہے۔ اور یہ ایک ایسا مستحب کام ہے کہ شرع شریف نے جس کی ترغیب دی ہے۔“ (جذب القلوب ص ۱۵۵)

الغرض یہ پچاس عبارات شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے عقائد و نظریات کو بالوضاحت بیان کر رہی ہیں۔ ان عبارات کے بغور مطالعہ سے یہ بات روز روشن سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔ کہ آج کل شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا نام نامی عوام المسلمین کو دھوکہ دینے کے لیے بعض بد مذہب فرقے استعمال کر رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں آپ کی راہ و رسم اور آپ کے عقائد و ارشادات پر آج صرف اور صرف وہ سنی مسلمان گامزن ہیں جو امام اہل سنت۔

مجدد دین و ملت حضرت مولانا الشاہ الحافظ القاری المصطفیٰ العلامہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

کو اپنا امام و مقتدا مانتے ہیں۔ لہذا اگر کسی شخص کو اس بات کی تلاش ہے کہ وہ قدیم سنی علمائے کرام کے عقائد و ملفوظات جانے اور ان کے راہِ راست پر چلے تو اسے سنی بریلوی فرد بننا ہو گا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی ہی وہ خوش نصیب شخصیت ہیں جن کو قدیم علمائے اہل سنت کی پیروی میں اپنا راستہ متعین کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل سنت کے سروں پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا سایہ دنیا و آخرت میں قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

والحمد للہ علیٰ ذالک وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ المقالۃ المبارکۃ تقبھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ

الکریم ﷺ۔ (۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ)

بارھواں مقالہ

افادات امام ربانی

(حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من كان نبياً و آدم بين الماء والطين و  
على جميع الانبياء والمرسلين و على الهم و اصحابهم واحبابهم اجمعين - اس مقالہ میں  
امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و ملفوظات پیش کیے گئے ہیں  
- ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم -

### جماعت اہل سنت

تدین و تشریح مربوط بسلوک طریقہ حقہ اہل سنت و جماعت است کہ فرقہ ناجیہ اند۔ در میان سائر  
فرق اسلامیہ نجات بے متابعت این بزرگواراں محال است و فلاح بے اتباع آراء این ہا ممنوع۔  
دلائل عقلی و نقلی و کشفی بریں معنی شاہد است کہ احتمال تخلف ندارد۔ (مکتوبات ص ۳۴۳)

دینداری و پرہیزگاری اہل سنت و جماعت کے طریقہ حقہ پر چلنے سے وابستہ ہے کیونکہ  
تمام اسلامی فرقوں میں یہی ایک نجات پانے والا گروہ ہے اور نجات ان بزرگوں (علمائے اہل  
سنت) کی پیروی کے بغیر محال اور کامیابی ان کے عقائد و نظریات کی اتباع کے بغیر ممنوع ہے۔ عقلی  
نقلی اور کشفی دلائل اس بات پر شاہد ہیں اور اس میں تخلف کا احتمال نہیں ہے۔

### مخالفین اہل سنت سے کنارہ کشی

اگر معلوم شود کہ شخص برابر دانہ خوردہ از صراط مستقیم این بزرگواران جدا افتاده است صحبت  
او سم قاتل باید دانست و مجالست اور از ہر انفعی باید انکاشت۔ طالب علمان بے باک از ہر فرقہ کہ باشند  
لصوص دین اند۔ اجتناب ز صحبت این ہا نیز از ضروریات است۔ این ہمہ فتنہ و فساد کہ در دین پیدا  
شده است از شومئی این جماعت است کہ بواسطہ خطام دنیوی آخرت خود را بآدودہ اند۔  
اولئك الذين اشترى الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم و ما كانوا مهتدین (مکتوبات  
ص ۳۴۳)

اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص سنی بزرگان دین کی سیدھی راہ سے رائی کے ایک  
دانہ برابر جدا ہو گیا ہے۔ تو اس کی صحبت کو ہلاک کرنے والا زہر اور اس کی مجالست کو ایشہ باکا

زہر سمجھنا چاہیے۔ ہر بد مذہب فرقہ کے طالب علم ڈاکو ہیں۔ ان کی صحبت سے پچنا ضروریات سے ہے۔ یہ تمام فتنہ و فساد جو دین میں پیدا ہو چکا ہے وہ اسی بد مذہب جماعت کی بد بختی کی بدولت ہے کیونکہ اس جماعت والے دنیا کے ٹکوں کی خاطر اپنی آخرت برباد کر چکے ہیں۔ ان ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ”یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی تو ان کی تجارت نے کچھ نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پر نہیں ہیں۔“

## گمراہ فرقے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ در کتاب غیۃ می فرماید کہ گروہائے مبتدعان کہ اصول آئہانہ طائفہ اند۔ خوارج و شیعہ و مرجیہ معتزلہ و مشبہ و جہمیہ و ضراریہ و نجاریہ و کلابیہ در زمان آنسور نبود۔ و علی آلہ علیہ آلہ الصلوٰۃ والسلام و در زمان خلافت ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ علیہ و عنہم نیز نبودند۔ اختلاف اس طوائف و تفرق اس با بعد از سالہاموت صحابہ و تابعین و موت فقہائے سبعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حادث شدہ است (مکتوبات ص ۱۹۳)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کتاب غیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ بد مذہب فرقے جن کے اصول تو ہیں خوارج، مرجیہ، شیعہ، معتزلہ، مشبہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں نہ تھے اور نہ وہ خلفائے راشدین کے عہد میں تھے۔ ان بد مذہب فرقوں کا اختلاف صحابہ، تابعین اور فقہائے سبعہ کی وفات کے کئی سال بعد پیدا ہوا۔

## بدترین فرقہ

یقین فرمائیں کہ فساد صحبت مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافر است۔ و بدترین جمیع فرق مبتدعان جماعہ اند کہ اصحاب پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام بغض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن خود ایشان را کفار می نامد لیغیظ بہم الکفار۔ (مکتوبات ص ۱۳۳ ج ۱)

یقین چاہیے کہ بد مذہب کی صحبت کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ ہے اور سب سے برا مذہب وہ فرقہ ہے جو پیغمبر خدا ﷺ کے صحابہ سے دشمنی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود انہیں کفار کہا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے تا کہ صحابہ کی وجہ سے کفار غصہ کھائیں۔

## صحت عقیدہ

سعادت آثارا آنچہ بر ما و شمالا زم ست تصحیح عقائد بمقتضائے کتاب و سنت برنجے کہ علماء اہل حق شکر اللہ تعالیٰ از کتاب و سنت آن عقائد را فہمیدہ اندوز آنجا اخذ کردہ۔ چہ فہمیدن ما و شما از خیز اعتبار ساقط است اگر موافق افہام این بزرگواران نباشد زیرا کہ ہر مبتدع و ضال احکام باطلہ و خود را از کتاب و سنت می فہمیدہ از آنجا اخذ می نماید و الحال انہ لا یغنی من الحق شیئاً (مکتوبات ص ۲۶۰) اے سعادت مند! جو بات ہم پر اور تم پر لازم ہے وہ بمقتضائے کتاب و سنت اپنے عقائد کو اس نہج پر درست کرنا ہے جس میں ان عقائد کو اہل حق کے علماء نے سمجھا۔ اور اس جگہ سے اخذ کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا اور تمہارا سمجھنا ساقط الاعتبار ہے جبکہ وہ ان بزرگوں کی سمجھ کے موافق نہ ہو۔ کیونکہ ہر گمراہ اور بد مذہب اپنے احکام باطلہ کو کتاب و سنت سے ہی سمجھتا ہے اور ان سے اخذ کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات حق سے کچھ بھی غنایت نہیں بخشتی۔

## صحت عقیدہ کی اہمیت

پس تا تصحیح عقائد تمنا یند علم باحکام شرعیہ فائدہ نمی دہد و تا ایں ہر دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید تا ایں ہر سے میسر نگردد و حصول تصفیہ و تزکیہ محال است و (مکتوبات ص ۲۶ ج ۱) پس جب تک عقیدہ صحیح نہ کیا جائے علم دین کوئی فائدہ نہیں دیتا اور جب تک یہ دونوں متحقق نہ ہوں عمل کوئی فائدہ نہیں دیتا اور جب تک یہ تینوں پائے نہ جائیں تصفیہ، قلب و تزکیہ نفس محال ہے۔

## ضرورت پیر

اگر مرید اند کار ایشان بے توسط پیر کامل دشوار است۔ (مکتوبات ص ۶۰۸ ج ۱) اور اگر کوئی شخص مرید ہے تو اس کا کام کھل پیر کے بغیر مشکل ہے۔

## شرائط پیر

پیر باید کہ بدولت جذبہ و سلوک مشرف شدہ باشد و سعادت فتاویٰ مستعد گشتہ و سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر عن اللہ و سیر فی الاشیاء باللہ را بالصرام رسانیدہ۔ (مکتوبات ص ۲۱۸) پیر کو چاہئے کہ جذبہ اور سلوک کی دولت سے مالا مال ہو اور فتاویٰ کی سعادت کے لئے کوشاں ہو اور سیر الی اللہ اور سیر فی

اللہ اور سیر عن اللہ و سیر فی الاشیاء باللہ کی منزل کو طے کر چکا ہو۔

## اطاعت پیر کامل

طالبے راہیں طور پیر کامل مکمل دلالت فرمودند۔ باید کہ وجود شریف اور مقتنم و اند۔ و خود را تمام با وسپارد و سعادت خود را در مرضیات او داند و شقاوت خود را در خلاف مرضیات او شناسد بالجملہ ہوائے خود را طابع او سازد (مکتوبات ص ۶۰۹ ج ۱) جب طالب حق کو کسی کامل مکمل پیر کے بارہ میں بتا دیا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے وجود کو غنیمت جانے اور خود کو پوری طرح اس کے حوالے کر دے اور اس کی رضامندی کے کاموں میں اپنی سعادت اور اس کی پسندیدہ باتوں کی خلاف ورزی میں اپنی بد بختی سمجھے۔ حاصل کلام یہ کہ وہ اپنی خواہشات کو اس کے تابع فرمان بنا دے۔

## پیروں پر تنقید

در کلی و جزئی اقتدا بہ پیر کند۔ چہ در خوردن و پوشیدن و چہ در نختن و اطاعت کردن۔، نماز را بطرز او ادا باید کرد و فقہ از عمل او باید اخذ نمود۔ و هیچ اعتراض را در حرکات و سکنتات مجال ندہد اگرچہ آن اعتراض مقدار حسبہء خرد دل باشد زیرا کہ اعتراض را غیر از حرمان نتیجہ نیست و بے سعادت ترین جمیع خلایق عیب بنی اس طائفہ علیہ است نجانا اللہ سبحانہ عن ہذا البلاء العظیم۔ (مکتوبات ص ۶۱۰ ج ۱) اور مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر کلی جزئی امر میں اپنے پیر کی اقتداء کرے۔ خواہ کھانے پینے میں ہو یا سونے اور عبادت کرنے میں اور نماز پیر کی طرز پر ادا کرے اور اس کے عمل سے فقہ اخذ کرے اور اس کی حرکات سکنتات میں کسی قسم کے اعتراض کو راہ نہ دے۔ اگرچہ وہ اعتراض رائی کے ایک دانے کے برابر ہو۔ کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے بے نصیبی کے کچھ نہیں اور جملہ مخلوقات میں سب سے زیادہ بے نصیب وہ شخص ہے جو مشائخ کاملین کے عیب دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم آفت سے نجات بخشے۔

## فائدہ شیخ کامل

اگر جذبہ او بر سلوک او مقدم است و تربیت مراد اوں مرئی شدہ کبریت احمر است۔ کلام او دوا است و نظر او شفا۔ احیائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است و تازگی جانہائے افسردہ بالتفات



لطیف اور مربوط (مکتوبات ص ۶۰۸ ج ۱) اور اگر پیر کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہو اور وہ پیران کامل کی تربیت حاصل کر چکا ہو تو پھر وہ اکیسیر ہے۔ اس کی گفتگو دوا اور اس کی نگاہ شفاء ہے۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنا اس کی توجہ شریف سے وابستہ ہے اور مر جھائی ہوئی جانوں کی تازگی اس کی التفات پاکیزہ سے مربوط ہے۔

### رابطہ، شیخ

بدانتہا کہ حصول رابطہ، شیخ مرید را بے تکلف و بے تحمل علامت مناسبت تام است در میان پیر و مرید کہ سبب افادہ و استفادہ است و بیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست تا کد ام دولت مند را بان سعادت مستعد سازند۔ (مکتوبات ص ۳۰۱ ج ۱) جاننا چاہئے کہ مرید کو شیخ کے رابطہ کا بے تکلف و بلا تحمل حاصل ہو جانا ان دونوں کے درمیان پوری پوری مناسبت کی علامت ہے۔ کیونکہ یہی رابطہ فیض پہنچانے اور فیض لینے کا ذریعہ بنتا ہے اور رابطہ سے بڑھ کر وصول الی اللہ کا اور کوئی قریب ترین راستہ نہیں ہے۔ حق تعالیٰ اس سعادت کے لئے دولت مندوں کو کب کوشاں بناتا ہے۔

### توجہ شیخ

حصول این چنین ہمت وابستہ توجہ شیخ مقتدا است و توجہ آن بقدر اخلاص و محبت مرید مقتدی است ذالک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (مکتوبات ص ۲۳۵ ج ۱) اس طرح کی ہمت شیخ مقتدا کی توجہ سے وابستہ ہے اور پیر کی توجہ مرید مقتدی کے اخلاص اور محبت کے اندازہ پر ہوتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

### تصور شیخ

اگر در وقت ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شد آن را نیز بقلب باید برد و در قلب نگاہ داشتہ ذکر باید گفت (مکتوبات ص ۳۰۲ ج ۱) اگر ذکر الہی کرتے وقت پیر کی شکل بے اختیار ظاہر ہو تو اس کو بھی دل میں لے آنا چاہئے۔ اور اسے قلب میں محفوظ رکھ کر ذکر الہی کرنا چاہئے۔

## ناقص پیر پکڑنا

و قوی ترین اسباب فتور در طلب انابت است بشیخ ناقص کہ بسلوک و جذبہ کار را تمام نا کردہ بمسند شیخی خود را کشیدہ است۔ طالب را صحبت او سم قاتل و انابت او مرض مہلک (مکتوبات ص ۱۳۴ ج ۱) ناقص پیر کی اطاعت مرید کے اندر فتور پیدا ہونے کا قوی ترین ذریعہ ہے جو سلوک اور جذبہ طے کیے بغیر شیخ بن بیٹھا ہو۔ طالب کے حق میں اس کی صحبت زہر قاتل اور اس کی اطاعت مہلک بیماری ہے۔

## تقلید

مقلد رانمی رسد کہ خلاف ہوائے مجتہد از کتاب و سنت احکام اخذ کند و بر آن عامل شد۔ و در عمل قول مختار را از مذہب مجتہدے کہ خود را تابع او ساختہ است اختیار کند و از رخصت اجتناب نمودہ بعزیمت عمل نماید (مکتوبات ص ۵۴۶ ج ۱) مقلد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے امام کی رائے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خود کتاب و سنت سے آزادانہ طور پر احکامات اخذ کرے اور ان پر عمل کرنا شروع کر دے اور عمل کرنے میں اپنے مذہب کے امام کے مختار قول کو اختیار کرے اور رخصت سے اجتناب کرتے ہوئے عزیمت پر عمل کرے۔

## قیاس

’و اما القیاس والاجتہاد فلیس من البدع علی شیئی فانہ مظهر لمعنی النصوص لا مثبت امر زائد فاعتبروا یا اولی الابصار‘ (مکتوبات ص ۳۰۱ ج ۱) قیاس اور اجتہاد بدعت نہیں کیونکہ یہ دونوں نصوص کا معنی ظاہر کرتے ہیں کسی امر زائد کے مثبت نہیں پس اے عقل والو قیاس کرو۔

## عظمت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

و فرست امام شافعی بکرشمہ از وقت فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلمم عیال ابی حنیفہ (مکتوبات ص ۱۵۴ ج ۱) اور جب امام شافعی کو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وقت فقاہت کا کچھ حال معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا تمام فقہاء امام ابو حنیفہ کے گھروالے ہیں۔

## حنفی مذہب

دبواسطہ ہمیں مناسبت کہ حضرت روح اللہ دارد تواند بود آنچه خواجہ محمد پار سادر فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابو حنیفہ عمل خواہد کرد۔“ (مکتوبات ص ۱۵۴ ج ۱) اور اس مناسبت کی وجہ سے جو حضرت امام اعظم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمانے کے بعد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کریں گے۔ جیسا کہ خواجہ محمد پار سانی فصول ستہ میں لکھا ہے۔

## بے مثل بشر

مجبوزبان کہ محمد رسول اللہ ﷺ زابشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحب دولتوں کہ اور بعنوان رسالت و رحمت عالمیان دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند و از اہل نجات آمدند (مکتوبات ص ۱۵۴ ج ۲) جن بے نصیبوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بشر کہا اور باقی انسانوں جیسا تصور کیا وہ لامحالہ منکر ہو گئے اور جن خوش نصیبوں نے آپ کو رسالت اور رحمتہ العالمین کے عنوان سے جانا اور آپ کو تمام لوگوں سے ممتاز مانا، وہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے اور نجات پانے والے ہو گئے۔

## نور من اللہ

و او اصل حقائق است قال علی آلہ الصلوٰۃ والسلام اول ما خلق اللہ نوری و قال علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللہ و المؤمنون من نوری (مکتوبات ص ۱۵۶ ج ۲) آنحضرت ﷺ جملہ حقائق کی اصل ہیں آپ نے فرمایا اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور آپ نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا اور مومن میرے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔

## واسطہ کائنات

پس ناچار آن حقیقت واسطہ بود در میان سائر حقائق و در میان حق جل و علا و وصول بمطلوب احدے  
را بے توسط او محال باشد فهو نبی الانبیاء والمرسلین و ارساله رحمة للعالمین. (مکتوبات ص  
۲۵۶ ج ۲)

پس ناچار حقیقت محمدی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے مابین واسطہ ہے کوئی شخص بھی بے ان کے وسیلہ  
کے مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ سو آپ تمام نبیوں اور رسولوں کے نبی ہیں اور سارے جہان والوں  
کے لئے رحمت ہیں۔

## علم غیب عطائی

وعلماء را سخین را نیز از علم این تاویل نصیبے عطای فرماید۔ چنانچہ بر علم غیب کہ مخصوص با دست سبحانہ  
خلص رسل را اطلاع می بخشد (مکتوبات ص ۶۵۶ ج ۱) اللہ تعالیٰ مشابہات کا علم علمائے را سخین کو بھی  
عطا کرتا ہے اور اسی طرح وہ اس غیب پر اپنے مخصوص رسولوں کو اطلاع فرمادیتا ہے جو اس کی  
ذات کریم کے ساتھ مخصوص ہے۔

## شفاعت مصطفیٰ ﷺ

وور آں روز شفاعت نکاں در حق بدار باذن حضرت رحمان جل سلطانہ نیز حق است۔ پیغمبر فرمودہ  
است شفاعتی لاہل الکبائر من امتی. (مکتوبات ص ۳۰۶ ج ۲) اور قیامت کے روز نیکوں کی  
شفاعت بدوں کے حق میں اللہ کریم کے اذن سے بھی حق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میری  
شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے ہے۔

## معراج مصطفیٰ

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسری لیلۃ المعراج بالجسد الی ما شاء اللہ تعالیٰ و عرض  
علیہ الجنة والنار و اوحی الیہ ما اوحی و شرف ثمہ بالرویة البصریة۔ (مکتوبات  
ص ۲۴۲ ج ۱)

بلاشبہ آنحضرت ﷺ کو شب معراج بحسبہ الشریف وہاں تک لے جایا گیا جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا اور آپ پر جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا اور جو کچھ وحی کرنا تھا وہ آپ کو وحی کیا گیا اور آپ نے وہاں پچشم سر دیدار الہی کیا۔

### حیاتِ انبیاء

الانبياء يصلون في القبور شنيدہ باشند۔ و حضرت پیغمبر ماعلیہ و علی لہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج چوں بر قبر حضرت کلیم گزشتند دیدند کہ در قبر نمازی گزارد ہماں لحظہ چوں باسماں رسیدند حضرت کلیم را آنجا یافتند۔ معاملہ اس موطن عجائب و غرائب دارد (مکتوبات ص ۳۵ ج ۳) انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ حدیث تو آپ نے سنی ہو گی اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرے تو انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور جب آپ اسی وقت آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پایا۔ اس عالم کا معاملہ عجائب و غرائب پر مشتمل ہے۔

### توسل

و ایضاً در حدیث صحاح آمدہ است کان رسول اللہ ﷺ یستفتح بصعالبک المهاجرین۔ (مکتوبات ص ۳۹۲ ج ۲) اور صحاح ستہ کی حدیثوں میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جنگوں میں فقر آءِ مہاجرین کے وسیلہ سے فتح مانگا کرتے تھے۔

### مولود خوانی

دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود۔ در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است (مکتوبات ص ۳۲۷ ج ۲) دوسری بات یہ ہے کہ مولود خوانی کے باب میں لکھا تھا کہ اچھی آواز سے نفس قرآن خوانی اور نعتیہ قصائد اور منقبت کے اشعار پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔

### میت کے لئے قرآن خوانی

و ایضاً پر سیدہ بودند کہ ختم کلام اللہ کردن و نماز نفل گزاردن و تسبیح و تہلیل کردن و ثواب آن را

بوالدین یا با استاد یا با خوان دادن بہتر است یا بکسے نہ دادن بہتر است بدانند کہ دادن بہتر است کہ ہم نفع بغیر است و نفع بخود۔ و در ندادن نفع مخصوص بخود است و نیز شاید بطفیل دیگران آن عمل را قبول فرمایند (مکتوبات ص ۲۱۸ ج ۲) آپ نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کلام اللہ کا ختم کرنا یا نفل پڑھنا یا تسبیح و تہلیل پڑھنا اور اس کا ثواب والدین یا استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے۔ یا نہ بخشنا بہتر ہے تو جاننا چاہئے کہ ثواب بخشنا بہتر ہے کیونکہ اس میں اپنا بھی فائدہ ہے اور دوسرے کا بھی فائدہ ہے اور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسروں کے طفیل اس کا عمل مقبول ہو جائے۔

### صدقہ برائے اموات

ولی نعمت مرحومہ شادریں آوان بے مغتنم بودند۔ الحال بر شایان لازم است کہ مکافات احسان با احسان بکنید و بدعا و بصدقہ ساعت فساعت مدد نمایند فان اللمیت کالغریق ینظر دعوة تلحہ من اب او ام او اخ او صدیق (مکتوبات ص ۱۸۶ ج ۱) آپ کی مرحومہ اس زمانے میں بڑی غنیمت تھیں۔ اب آپ پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دیں اور دعائے مغفرت اور صدقہ سے وقتاً فوقتاً ان کی امداد کریں کیونکہ میت غریق کے مانند ہوتا ہے اور اس دعا کا انتظار کرتا ہے جو اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے ملتی ہے۔

### استمداد

و ہم چنینیں ارباب حاجات ازا عزمہ احياء و اموات در مخاوف و مہالک مدد با طلب می نمایند و می بینند کہ صور آن اعزہ حاضر شدہ و دفع بلیہ ازیں ہا نمودہ است۔ گاہ ہست کہ آن اعزہ را از دفع آن بلیہ اطلاع بود و گاہ نبود و از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند (مکتوبات ص ۱۶۵ ج ۲) اور یوں ہی ضرورت مند لوگ اپنے زندہ یا وفات یافتہ لوگوں سے خوف و ہلاکت کے مواقع میں امداد طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کے عزیزوں کی صورتیں ان کے پاس حاضر ہو کر ان سے مصائب دور کرتی ہیں۔ بعض دفعہ ان عزیزوں کو مصائب دور ہونے کی خبر ہوتی ہے اور بعض دفعہ خبر نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بہانہ بنا دیتا ہے۔

## متعدد جگہوں میں حاضری

در یک شب ہزار کس آنرور راعلیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہ می نمایند۔ این تشکل صفات و لطائف اوست بصورت ہائے مثالی و ہم چنین مریدان از صور مثالی پیران می نمایند و حل مشکلات می فرمایند (مکتوبات ص ۱۶۵ ج ۲) ایک رات میں ایک ہزار اشخاص سرور کائنات ﷺ کو عالم خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں۔ یہ آپ کے لطائف و صفات کی مثالی صورتیں ہوتی ہیں اور ان طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتیں دیکھتے ہیں اور وہ صورتیں ان کی مشکلیں حل کرتی ہیں۔

## بزرگوں کے ملبوسات

”جامہ فقراء کے طلب داشتہ بودند پیراہن فرستادہ شد۔ خواہند پوشیدہ و متر صد نتائج و ثمرات آن خواہند بود کہ کثیر البرکت است۔“ (مکتوبات ص ۲۷۷ ج ۱)

(ترجمہ) آپ نے فقراء کے کپڑے مانگے تھے آپ کو ایک قمیض بھیج دی گئی ہے آپ اسے پہنیے اور اس کے نتائج و ثمرات کا انتظار کیجیے۔ کہ وہ بہت سی برکتوں کی حامل ہے۔

## نگاہ مجدد

ہندوستان میں انبیاء کا ثبوت دینے کے بعد فرماتے ہیں فانا نشاہد بعض مرد تھم فی وسط الجحیم (مکتوبات ص ۳۳۰ ج ۱) سو ہم بعض ہندوستانی سرکش لوگوں کو جہنم کے وسط میں دیکھتے ہیں۔

## مقام غوث اعظم

بالجملہ حضرت شیخ عبدالقادر رادر ولایت شان عظیم است و درجہ علیا است۔ ولایت خاصہ محمدیہ راز راہ سر بنقطہء آخر رسانیدہ است و سر حلقہ آن دائرہ گشتہ (مکتوبات ص ۶۱۳ ج ۱) الغرض حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ولایت میں بڑی شان اور بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے خاصہ محمدیہ کی

ولایت کو سر کی راہ سے انتہا تک پہنچایا ہے اور اس سلسلہ کے سربراہ بنے ہیں۔

### محبت اولیاء

واذ حدیث سابق کہ المرء مع من احب لازم می آید کہ محبان این طائفہ با ایشاں اندوہر کہ با ایشاں است بد بخت نباشد (مکتوبات ص ۳۲۳ ج ۱) حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے روز ہر شخص اپنے محبوب کے ہمراہ ہو گا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اولیائے کرام کو چاہئے والے ان کے ہمراہ ہوں گے۔ اور جو کوئی ان کے ہمراہ ہو گا وہ بد بخت نہ ہو گا۔

### صحابہ کے پیرو کار

وشک نیست کہ فرقہ کہ ملتزم اتباع اصحاب آنسرو راند اہل سنت و جماعت اند شکر اللہ تعالیٰ سعیم فہم الفرقۃ الناجیۃ (مکتوبات ص ۷۷ ج ۱) اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے پیرو کار اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو شرف مقبولیت بخشے کیونکہ یہی ناجی جماعت ہے

### فضیلت معاویہ

حضرت عبداللہ بن مبارک سے کسی نے پوچھا کہ حضرت معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ تو ارشاد فرمایا "الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ مع رسول اللہ ﷺ خیر من عمر بن عبدالعزیز کذا مرۃ۔" (مکتوبات ص ۱۳۷ ج ۱) وہ غبار جو حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں رسول اللہ کی ہمراہی میں داخل ہوا عمر بن عبدالعزیز سے کئی مرتبہ افضل ہے۔

### ازواج النبی اہل بیت ہیں

ایک رات میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے ان پر سلام ڈالا۔ مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی اور چہرہ مبارک موڑ لیا۔ دریں اثنا فقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد۔ پھر آپ نے اس فقیر سے فرمایا۔ میں عائشہ کے گھر کھانا کھاتا ہوں۔ جو کوئی مجھے کھانا بھیجتا ہے وہ عائشہ کے گھر بھیجتا ہے۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رابعہ سائر



ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک می ساختم و بجمع اہل بیت تو سل می نمودم“ اس کے بعد میں نے حضرت عائشہ صدیقہ کو بلکہ تمام ازواج مطہرات کو کہ وہ اہل بیت میں داخل ہیں نیاز میں شامل کیا اور سب اہل بیت سے تو سل اختیار کیا (مکتوبات ص ۸۷ ج ۲)

### بیعتِ خلفائے ثلاثہ

”زیرا کہ حضرت امیر مثلاً توقیر و تعظیم خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کردہ اند و شایان اقتدائیہ ایساں رادانتہ بایشاں بیعت نمودہ اند“ (مکتوبات ص ۸۷ ج ۱)

کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خلفائے ثلاثہ کی توقیر و تعظیم کی ہے اور ان کی شان اقتدائیہ جانتے ہوئے ان کی بیعت قبول فرمائی ہے۔

### افضلیتِ صدیق

وانفقت الصحابة علی ان افضلهم ابو بکر الصديق۔“ (مکتوبات ص ۱۳۸ ج ۱) صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ ان میں بہترین ابو بکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

### یزید پلید

یزید بے دولت از اصحاب نیست۔ در بد بختی او کرا سخن است کاریکہ آن بد بخت کردہ بیچ کافر فرنگ نکند (مکتوبات ص ۱۳۳ ج ۱) یزید بد نصیب صحابہ میں سے نہیں تھا۔ اس کی بد بختی میں کسے کلام ہے۔ جو کام اس بد نصیب نے کیا وہ کوئی انگریز کافر بھی نہیں کرے گا۔

### پاکیزہ فضلات

واذ کمال اعتقاد و اخلاص لعاب مبارک آن سرور علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتحیات نمی گذاشت کہ بر زمین رفتہ بلکہ در رنگ آب حیات آن را فرو میبرد و دند و قصہ خوردن خون مبارک اور بعد از فصد از کمال اخلاص مشہور و معروف است (مکتوبات ص ۹۲ ج ۲)

صحابہ کرام کمال اعتقاد و اخلاص کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کا لعاب دہن زمین پر کرنے نہ دیتے تھے۔ بلکہ اسے آب حیات کی طرح نوش جان کر لیتے تھے۔ اور فصد کے بعد آپ کا خون پورے اخلاص سے پینے کا واقعہ مشہور و معروف ہے۔

## آخری گزارش

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ آج آپ کے مسلک پر جو لوگ قائم ہیں وہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت بریلوی ہیں۔ سو جو شخص مجددی کہلانے کے باوجود بریلوی نہیں اسے اپنے خیال کی اصلاح کرنی چاہیے۔

وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ المقالة المبارکہ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

# تیرھواں مقالہ

## تعلیماتِ رضویہ

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله العلی الكبير و الصلوٰة والسلام علی رسولہ البشر النذیر و علی آله و صحبه  
اهل الادب و التوقیر۔ اما بعد۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضرت مولانا حاجی حافظ قاری  
مفتی امام احمد رضا خان صاحب سنی حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمۃ عظیم المرتبت عالم دین، جلیل القدر  
محدث، راسخ الرائے مفسر قرآن، دقیق النظر فقہیہ اسلام، نکتہ بین مفتی اعظم، دقیق النظر محقق،  
صائب الفکر مفکر اسلام، مایہ ناز خطیب، پچاس علوم میں مہارت تامہ رکھنے والے، ایک ہزار سے  
زائد بے نظیر دینی کتب و رسائل تصنیف کرنے والے، بے دینوں، بد مذہبوں سے کامیاب مقابلہ  
فرمانے والے، بے لوث مبلغ اسلام، نڈر مجاہد دین، قادر الکلام نعت گو شاعر، سچے عاشق رسول  
مقبول ﷺ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے سربر آوردہ پیر طریقت تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ علیہ

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو

قسیم جان عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

اعلیٰ حضرت کی انہی بے شمار خداداد خوبیوں اور دینی خدمات جلیلہ کی بنا پر عرب و عجم کے  
جید علمائے اہل سنت اور مشائخ ملت نے آپ کو چودھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا۔ اور آپ ہی  
وہ برگزیدہ شخصیت ہیں کہ جن کی دینی خدمات اور تجدیدی کارناموں کی وجہ سے آج سواوا عظیم  
اہل سنت و جماعت کو سنی بریلوی کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے۔ اور سنی کے ساتھ جب تک بریلوی  
کے لفظ کا اضافہ نہ کیا جائے اصلی اور جعلی سنی میں امتیاز حاصل نہیں ہوتا۔ یعنی جو شخص اعلیٰ حضرت  
بریلوی کے مسلک کا پابند ہے اسے اصلی سنی سمجھا جاتا ہے۔ اور جو بد بخت آپ کی شان عظمت کا منکر  
اور آپ کے مسلک برحق سے منحرف ہے اسے جعلی سنی کہا جاتا ہے۔

دکھائی راہ توحید و رسالت اک زمانے کو

ہراک گمراہ و گم گشتہ کے بے شک راہنما تم ہو

عمر بھر ہوں نصیبوں میں اسی دربار کے نکلے

نہ چھوٹے یا الہی آستاں احمد رضا خان کا

ہم اس مختصر مقالہ ”تعلیماتِ رضویہ“ میں اسی باخدا عالم اجل کے بعض ایمان افروز تعلیمات مبارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے گمراہوں کی ہدایت کا ذریعہ اور نجات کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ ربنا تقبل منا انک انت السمع العظیم اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔

### عبادتِ تعظیمِ رسول کے بغیر بے کار ہے

”پھر جب تک نبی ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الہی میں گزارے سب بیکار و مردود ہے۔ بہترے جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے اپنے طور پر ذکرو عبادت الہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں۔ بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لالہ اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضرر میں لگاتے ہیں۔ مگر ازاں جا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہیں۔ کیا فائدہ۔ اصلاً قابل قبول بارگاہ الہی نہیں۔ اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے ”عمل کریں۔ مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہو گا یہ کہ بھڑکتی آگ میں پٹھیں گے“ العیاذ باللہ تعالیٰ منہ

مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبول اعمال ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ (تمہید ایمان ص ۳)

### گستاخِ رسول سے بیزاری فرض ہے

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے ”کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہو گی“ (العنکبوت) یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی ادعائے مسلمانی پر تمہارا چھٹکارا نہ ہو گا۔ ہاں سنتے ہو آزمائے جاؤ گے آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی واقعی ہونے کو درکار ہیں وہ اس میں ہیں یا نہیں۔ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہاں پر تقدیم۔ تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے۔ کہ تم کو

جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی اور کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی اور تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد۔ جب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے۔ فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر تم نہ اپنے رشتے، علاقے دوستی الفت کا پاس کرو نہ ان کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد ﷺ کی ہی غلامی کی بنا پر تھا۔ جب یہ شخص ان کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا۔ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں۔ کیا بہترے یہودی جبے نہیں پہنتے، عمامے نہیں باندھتے۔ اس کے نام، علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں۔ بہترے پادری بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور ﷺ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی بنا لی یا اسے ہر برے سے بدتر برانہ جانا یا اسے برا کہنے پر برامانا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو اللہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم امتحان میں کہاں سے پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا۔ اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو کیا جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہو گی۔ وہ ان کے بدگوئی کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو۔ کیا جسے محمد رسول اللہ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا۔ اگرچہ اس کا دوست یا برادر پسر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ اپنے حال پر رحم کرے۔ اور اپنے رب کی بات سناؤ۔ دیکھو وہ کیونکر تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے۔“ (تمہید ایمان ص ۴)

حضور سب سے بڑھ کر محبوب ہیں۔

اس آیت (قل ان کان اباکم الاية) سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہ الہی سے مردود ہے۔ اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔ اسے عذاب الہی کے انتظار میں رہنا چاہئے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ

“(تمہید ایمان ص ۴)

گمراہ مولوی کی تعظیم منع ہے

بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے۔ نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہو ایسا شیطان کا۔ اس وقت اس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہو گی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بد مذہبوں کے علماء پھر اس کا کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو۔ اسے عالم دین جاننا ہی کفر ہے۔ نہ کہ عالم دین جان کر اس کی تعظیم کرنا۔“(تمہید ایمان ص ۲۰)

بے ادبی کا لفظ کلمہء کفر ہے

دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہء کفر ہے۔ (تمہید ایمان ص ۲۲) اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ میں فرماتے ہیں۔ ابھی شفاء و بزازیہ و درر و بحر و نہر و فتاویٰ خیر یہ و مجمع الانھر و در مختار و غیر ہا کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“

اہل قبلہ کون ہیں؟

اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً جماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔“(تمہید ایمان ص ۲۷)

گستاخ رسول کی توبہ مقبول نہیں

سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام و علامہ مولا خسرو صاحب درر و غرار و علامہ زین بن نجیم صاحب نہر الفائق و علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی صاحب تنویر الابصار و علامہ خیر الدین رملی صاحب فتاویٰ خیر یہ و علامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانھر و علامہ مدق محمد بن علی صکنی صاحب در مختار و غیر ہم عمائد کبار علیہم رحمۃ العزیز الغفار نے اختیار

فرمایا“ (تمہید ایمان ص ۳۱)

”ایک پہلو اسلام کا“ سے کیا مراد ہے؟

بلکہ فقہائے کرام نے یہ بھی فرمایا کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف توجہ تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلوئے کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے۔ کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہو گا۔ وہ عند اللہ کافر ہی ہو گا۔ (تمہید ایمان ص ۳۳)

احتمال معتبر کونسا ہے۔

”احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو۔ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں۔ اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے۔ یعنی تضاد وہیں مبرم و معلق جیسے قرآن عظیم میں فرمایا الا ان یاتی اللہ ای امر اللہ“ (تمہید ایمان ص ۳۷)

گستاخ کی محبت سے بچو

ان آیتوں والذین یوء ذون رسول اللہ لعذاب الیم اور ان الذین یوء ذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرة واعدلہم عذابا مہینا۔ سے اس شخص پر جو رسول اللہ ﷺ کے بد گوئیوں سے محبت کا برتاؤ کرے سات کوڑے ثابت ہوئے (۱) ظالم ہے (۲) گمراہ ہے (۳) کافر ہے (۴) اس کے لیے دردناک عذاب ہے (۵) آخرت میں ذلیل و خوار ہو گا (۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی (۷) اس پر دونوں جہاں میں خدا کی لعنت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اے مسلمان اے مسلمان اے امتی سید الانس والجان ﷺ خدا رازرہ انصاف کر۔ وہ ساتھ بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترک علاقہ کر دینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے۔ اللہ مددگار ہو۔ جنت مقام ہو۔ اللہ والوں میں شمار ہو۔ مرادیں ملیں۔ خدا تجھ سے راضی ہو تو خدا سے



راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں۔ جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے۔ کہ ظالم گمراہ کافر جہنمی ہو۔ آخرت میں خوار ہو۔ خدا کو ایذا دے۔ خدا دونوں جہاں میں لعنت کرے۔ ہیہات ہیہات کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں۔“  
(تمہید ایمان ص ۹)

دامن مصطفیٰ تھا مو

”مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا۔“ (تمہید ص ۳۶)

وہابی سے مصافحہ حرام ہے

”جو نذر و نیاز کو حرام بتائے اور شربت نیاز کی نسبت وہ ناپاک ملعون لفظ کہے وہ نہ ہو گا مگر وہابی۔۔۔ اور اس سے مصافحہ حرام اور اسے سلام کرنا ناجائز و گناہ ہے“ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۱۸ جلد چہارم)

وہابی کی تعظیم حرام ہے

”چونکہ وہابی سے نکاح پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا احتراز لازم ہے“ (ملفوظات ص ۱۵ جلد سوم)

وہابی کے لیے دعا فضول ہے

”وہابیہ کے لیے دعا فضول ہے تم لا یعو دون ان کے لیے آچکا ہے۔ وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا ہو چلا تھا۔“ (ملفوظات ص ۷۳ جلد سوم)

وہابی کی آذان باطل ہے

جس طرح ان کی (وہابیہ کی) نماز باطل اسی طرح آذان بھی (باطل ہے) ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے۔“ (ملفوظات ص ۱۱۸ جلد سوم)

## وہابی کے پیچھے نماز باطل ہے

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو یا غسل نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے (احکام شریعت ص ۱۲۸)

## بد مذہب کو بد مذہب کہنا چاہیے

کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں برا کہیں تو اس کی کیا پرواہ، ہمارے پیشواؤں صدیق و فاروق کو انتقال فرمائے ہوئے تیرہ سو برس گزرے آج تک ان کو برا کہنا نہیں چھوٹا“ (ملفوظات ص ۵۶ ج ۱)

## بد مذہب کی صحبت کی شامت بہت بری ہے

اکثر لوگ بد مذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ حرام اور بد مذہب ہو جانے کا اندیشہء کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لیے زہر قاتل۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ایا کم وایا ہم لایہلواکم ولا یقتولکم۔ انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے۔ انھا لکذب شیء اذ احلقت کیف اذا وعدت۔ یعنی نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے۔ صحیح حدیث میں فرمایا جب دجال لکھے گا کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں۔ ہمیں اس سے کیا نقصان ہو گا۔ وہاں جا کر ویسے ہی ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا کر حشر اسی کے ساتھ ہو گا۔ سید عالم ﷺ کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور کا حلف سے فرمانا۔ دوسری حدیث ہے۔ جو کافروں سے صحبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اس کا نزع کا وقت آیا۔ لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی کہا نہیں کہا جاتا۔ پوچھا کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس

بیٹھا کرتا تھا جو ابو بکر و عمر کو برا کہتے تھے۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے ہر گز نہ پڑھنے دیں گے۔ یہ نتیجہ ہے بد مذہبوں کے پاس بیٹھنے کا۔ جب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بد گوئیوں سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر شدید ہو گی۔ ان کی بد گوئی صحابہ تک ہے۔ اور ان کی انبیاء اور سید الانبیاء اور اللہ عزوجل تک“ (ملفوظات ص ۷۳ ج ۲)

### جاہلوں سے نرمی بر تو

جن لوگوں کے عقائد مذہب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتدا بہت نرمی کی گئی مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی اور مصداق ثم لا یعودون حق نہ مانا اس وقت سختی برتی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔ یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم۔ اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔ اور مسلمانوں کو ارشاد فرمایا۔ ولیجدوا فیکم غلظة۔ لازم ہے کہ وہ تم میں درستی پائیں“ (ملفوظات ص ۴۱ ج ۱)

### بد مذہب کو مسجد سے نکال دینا چاہیے

جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ و شافعیہ و غیر ہما فرق اہل سنت میں وہاں ہر گز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش دشنام جس سے ذہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔ صدر اسلام میں منافق لوگ مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے۔ نمازیں ساتھ پڑھتے، مجالس میں پاس بیٹھتے شریک رہتے تھے مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا تھا کہ یہ گھال میل جو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا۔ ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے گا۔ قال تعالیٰ وما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب۔ اس کے بعد بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن علی رؤوس الاشهاد حضور اقدس سید عالم ﷺ نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا۔ اخرج یا فلان فانک منافق۔ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ اخرج یا فلان فانک منافق۔ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ یہ حدیث طبرانی و ابن ابی حاتم

نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے۔ جنہیں رب العزت عز جلالہ رحمۃ للعالمین فرماتا ہے۔ جن کی رحمت رحمت الہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے۔ ﷺ (ملفوظات ص ۱۵۱ ج ۱)

بد مذہب کی پردہ دری ضروری ہے

”کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، اور وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے۔ حدیث میں فرمایا۔ اتر عون عن ذکر الفاجر متی يعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس۔ کیا تم فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو۔ لوگ اُسے کب پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں (یہ حدیث امام ابو بکر بن ابی الدنیانے کتاب ذم الغیۃ میں، امام ترمذی محمد بن علی نے نوادر الاصول میں، حاکم نے کتاب الکنی اور شیرازی نے کتاب اللقباب میں، ابن عدی نے کامل میں، طبرانی نے معجم کتاب کبیر میں، بیہقی نے سنن کبریٰ میں، خطیب نے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی۔“ (ملفوظات ص ۱۵۶ ج ۱)

خدا کا سچا بندہ کون ہے؟

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں۔ ایک شخص آیا اور کنارہ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ اٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کریں۔ واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ فاروق اعظم اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ حضور ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ مولا علی اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ میں۔ فرمایا ہاں تم۔ اگر تمہیں ملے مگر تم اسے نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔“

یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندا کر رہی ہے۔ اس نے

مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں۔ یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنی نماز و تقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے۔ جب تک ان کا غلام نہ ہو لے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی ہے۔ ولہذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا التوٰء منو ابالله ورسوله و تعزروه و توقروہ و تسجوه بکرة و اصیلاً۔ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور رسول پر اور اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو۔ تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں۔ اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔ یوں تو عبد اللہ تمام جہان ہے۔ مگر سچا عبد اللہ وہ ہے جو عبد مصطفیٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہو گا والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ“ (ملفوظات ص ۷۴ ج ۱)

### بوڑھی عورتوں کا عقیدہ اختیار کرو

جو الہیات و نبوات و معاد کو میزان عقل سے تولنا چاہے گا۔ وہ لغزش کرے گا۔ عقائد سمعیہ کے بارہ میں ان نصوص شرعیہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے۔ جیسے غسل کے ہاتھ میں میت۔ بس امنابہ کل من عند ربنا۔ یہ راستہ سیدھا ہے اور یہ عطا ہوتا ہے سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام کو اور خاص کر ان کی عورتوں کو اور ان کی بوڑھیوں کو۔ ان سے کتنا ہی کچھ کہو ہر گز نہ مانیں گی۔ جو سن چکی ہیں اسی پر عقیدہ رکھیں گے۔ اسی واسطے ارشاد ہوا۔ علیکم بدین العجائز۔ بوڑھیوں کا دین اختیار کرو۔ (ملفوظات ص ۳۳ ج ۴)

بد مذہبوں کی کتابیں پڑھنا ناجائز ہے۔

ناقص بلکہ کامل کو بھی بلا ضرورت بد مذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ آخر انسان ہے عین ممکن ہے کہ کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے (ملفوظات ص ۴ جلد چہارم)

بد مذہبوں کا رد فرض ہے

پہلے تلوار تھی۔ رد کی حاجت نہ تھی۔ تلوار کے ذریعہ سے سارا انتظام ہو سکتا تھا۔ کہ اب کہ ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں۔ رد کرنا فرض ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا اذا ظہرت

الفتن ولم يظهر العالم علمه فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه  
 صرفاً ولا عدلاً۔ جب فتنے یا بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور  
 فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔“

(ملفوظات ص ۴ جلد چہارم)

اللہ تعالیٰ ہم اہل سنت کو امام اہل سنت کی ان سچی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق  
 بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔ و ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ المبارکۃ تقبیلھا اللہ تعالیٰ بمنہ  
 العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

(۳۰ ذوالقعدہ ۱۳۰۳ھ)

چودھواں مقالہ

تعلیمات امدادیہ

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله ذی المجد والعلی والصلوة والسلام علی رسولہ المصطفیٰ وعلی آلہ واصحابہ اهل الصدق والصفاء المابعد  
اس دور میں دیوبندی لوگ چند متنازع فیہ مسائل مثلاً میلاد، عرس، گیارہویں، تیجہ، چہلم، رجبی،  
فاتحہ، نذ، ونیاز، وسیلہ، سماع موتی، ندائے غیر اللہ، نور، علم غیب، حاضر و ناظر، سماع، دست بوسی اور  
استمداد وغیرہا کی بنا پر امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ  
الرحمۃ اور ان کے ہم خیال سواد اعظم اہل سنت کو بدعتی اور گمراہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان  
متذکرہ بالا مسائل میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے وہی مسلک اختیار فرمایا ہے جو قدیم سنی علماء  
و مشائخ اور بزرگان دین کا ہے۔ یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے پیش کردہ مسلک کی تائید  
اکابرین دیوبند محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی اور محمود الحسن دیوبندی  
وغیرہم کے مدوح و پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے ملفوظات وارشادات سے بھی  
ہوتی ہے۔ قارئین کے اضافہ علمی کے لیے ہم نے اس مختصر مقالہ ”تعلیمات امدادیہ“ میں حاجی  
صاحب موصوف کے بعض ارشادات و ملفوظات اکابرین دیوبند کی لکھی ہوئی کتابوں سے جمع کر  
دیئے ہیں۔ ممکن ہے کہ حاجی صاحب کا کوئی معتقد مرید ان ارشادات کو پڑھ کر راہ راست پر  
آجائے۔ سنی بریلوی سواد اعظم کو بدعتی کہنا چھوڑ دے یا پھر وہ اپنے پیر و مرشد حاجی صاحب  
موصوف پر بھی بدعتی ہونے کا فتویٰ جزدے۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

علم غیب

حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا ”لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں  
کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات سے ان کا ہو جاتا ہے۔ اصل میں  
یہ علم حق ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حدیبیہ و حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی اس کو (یہ  
منکرین علم غیب) دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری  
ہے۔ (امداد المہتاق مصنف اشرف علی تھانوی ص ۷۶)



## تقدیر پر اطلاع

حاجی صاحب نے فرمایا ”محبوبان خاص جب تقدیر پر اطلاع پاتے ہیں۔ اس کے موافق عمل کرتے ہیں اور عجلت کے ساتھ اس کو انجام دیتے ہیں کیونکہ اس کے ہونے پر ترقی مدارج موقوف ہوتی ہے پس چاہتے ہیں کہ اس امر سے فارغ ہو کر درجات عالیہ پر جائز ہو جائیں۔ چنانچہ بعد از تکاب اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں (شائم امدادیہ ص ۳۶)

## حدیث کشفی

حاجی صاحب فرماتے ہیں ”پس حدیث دو نوع کی ہیں (۱) حدیث بالمعنی التعارف (۲) حدیث کشفی چنانچہ فرمایا حضرت رسالت مآب ﷺ نے من رآنی فقد رآی الحق اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ من رآنی فقد رآنی یقیناً فان الشیطان لا تمثّل بی۔ دوم یہ کہ من رآنی فقد رآی اللہ تعالیٰ پس جب زیارت آنحضرت ﷺ کی میسر ہوئی یادیدار پروردگار۔ جو کچھ مسموع ہو گا یا قلب پر وارد ہو گا آنحضرت کی طرف سے ہو گا۔ یا خدائے پاک کی طرف سے پس حدیث کشفی نام رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابہ فتویٰ دے دیتے ہیں۔ علماء ظاہر کے لیے علم باطن بہت ضروری ہے۔ بدوں اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا (امداد المشیاق ص ۵۵)

## بدعت کی حقیقت

حاجی صاحب لکھتے ہیں :- اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔ کما یظہر من التأمل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث (فیصلہ مفت مسئلہ)

## میلا دالنبی ﷺ

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مولد شریف تمامی حریمین (اہل مکہ و مدینہ) کرتے ہیں۔ اسی ”نقدہ ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر (ولادت) کیسے مذموم ہو سکتا

ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہیں اور قیام (میلاد) کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے (امداد المشتاق ص ۵۰) اور حاجی صاحب نے دوسرے مقام میں فرمایا۔ ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعے کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ (امداد المشتاق ص ۵۵۔ شام ادا دیہ ص ۵۰)

### مجلس میلاد میں تشریف آوری

حاجی صاحب فرماتے ہیں البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابر کات کا بعید نہیں (امداد المشتاق ص ۵۶) اور حاجی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر عقلاً و نقلاً ممکن ہے بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب ص ۵)

### مجلس میلاد میں شرکت

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

### قیام مولود

حاجی صاحب فرماتے ہیں۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصلی عمل سے انکار کیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے بازر کھنا ہے۔ جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر سردار عالم و عالمان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (شام ادا دیہ ص ۶۸)

### بیک وقت متعدد جگہوں میں حاضری

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ رہا یہ شبہ کہ آپ ﷺ کو کیسے علم ہوا۔ یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں

تشریف فرما ہوئے۔ یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ کا علم اور روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ)

### ممکن کا اعتقاد شرک نہیں

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور اس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم الغیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضی ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے۔ وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ)

### تعین عرفی

حاجی صاحب لکھتے ہیں ”پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصودہ نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام (مولود) کو لذا تھا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ ﷺ کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی“۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

### عوام کا غلو

حاجی صاحب لکھتے ہیں ”رہا عوام کا غلو اولاً اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے۔ ثانیاً ان کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

### تشبہ بالکفار کی تشریح

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ ”رہا شبہ تشبہ کا۔ اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت تک رہتا ہے جب وہ عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرنے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو۔ اور جب دوسری قوم میں پھیل کر عام ہو جاوے

تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں۔ یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے۔ قصہء تطہیر اہل قباء اس میں کافی حجت ہے۔ البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبیہ ہے۔ اور ممنوع۔ پس یہ ہیئت مروجہ ایصال (ثواب) کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

### تعیین تاریخ

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ ”رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو عمل کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت میں یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال نہیں آتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔“ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

### فاتحہ مروجہ کی ابتداء

حاجی صاحب لکھتے ہیں۔ ”تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ (نیاز کا کھانا) اگر روبرو موجود ہو تو استحضار قلب ہو۔ کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو خیال ہوا کہ یہ دعا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے۔ اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔ قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر ہیں اور ثواب میں زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذا یہ حاصل ہو گئی (فیصلہ ہفت مسئلہ)

## گیارہویں شریف

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور گیارہویں شریف حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی دسویں، بیسواں، چہلم، ششمانہی۔ سالانہ، وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے (یعنی نفس ایصالِ ثواب ارواحِ اموات میں اگر تخصیص و تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کر لے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں) پر مبنی ہے اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ (فاتحہ مروجہ) میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے۔ مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

## ایصالِ ثواب

حاجی صاحب لکھتے ہیں ”مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔ اول قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے۔ پھر حاضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

## نیاز بزرگانِ دین

آپ نے (حاجی صاحب) فرمایا کہ نیاز کے دو معانی ہیں۔ ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز و شرک ہے۔ دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا۔ یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں۔ اس میں کیا خرابی ہے؟ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے منع کرنا ہے۔ (شائم اداویہ ص ۶۸)

## مولانا روم کی نیاز

جب مثنوی ختم ہو گئی۔ بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بنا شروع ہوا۔

(شائم امدادیہ ص ۶۸)

## با آواز بلند قرآن خوانی

رہا یہ شبہ کہ وہاں (عرس میں) پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فاستمعوا لہ و انصتوا کی مخالفت ہوتی ہے تو اولاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز یہ امر مستحبات کے لئے ہے۔ ترک مستحب پر اتنا شور و غل نامناسب ہے۔ ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہو گا۔ دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل سے منع کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اصل امر تعلیم کر دیا جائے۔ یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا (فیصلہ ہفت مسئلہ)

## عرس

حاجی صاحب فرماتے ہیں جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الہی سے کہتے ہیں کہ نم کنومت العروس (سو جا دلہن کے سونے کی طرح) عرس کے رائج ہے اسی وجہ سے ماخوذ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہو (شائم امدادیہ ص ۶۸)

## عرس کا مقصد

آپ فرماتے ہیں مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ اس تاریخ جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچا دیا جائے۔ یہ مصلحت ہے تعین یوم میں۔ رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں۔ ان کا اظہار ضروری نہیں۔ چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اس لیے تجدید حال اور ازدیاد ذوق و شوق کے لیے کچھ سماع بھی ہونے لگا۔ پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی اس کا (عرس کا) استنباط کیا ہے (فیصلہ ہفت مسئلہ)

## رجبی

حاجی صاحب فرماتے ہیں عرب رجبی میں بڑی خوشی کرتے ہیں اور جو کچھ ایک سال میں پیدا کرتے ہیں مدینہ منورہ جا کر خرچ کر ڈالتے ہیں اور بعد واپسی کے شکر یہ کی دعوت کرتے ہیں اتنی الفت و محبت حضرت روحی فدائہ علیہ السلام کے ساتھ رکھتے ہیں۔ نیک بات جس طرح کی جاوے عمدہ ہے

(شائم امدادیہ ص ۷۲)

## زیارت قبور

حاجی صاحب لکھتے ہیں پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر افراد و اجتماعات دونوں طرح جائز ہے اور ایصال ثواب قراءت و طعام بھی جائز ہے اور تعین تاریخ بہ مصلحت بھی جائز ہے۔ سب مل کر بھی جائز (فیصلہ مفت مسئلہ)

## سماع موتی

حاجی صاحب نے فرمایا انک لا تسمع الموتی میں نفی حواس خمسہ ظاہرہ سے مراد ہے۔ نہ مطلق سماع اور سماع موتی حواس باطنیہ سے۔ پیغمبروں و اولیاء کرام کو ممکن ہے جیسے کہ حدیث قلب میں مصرح ہے (شائم امدادیہ ص ۷۲)

## ندائے غیر اللہ

حاجی صاحب لکھتے ہیں اور اگر مخاطب کا سماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہء باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اس کو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب (ندائے غیر اللہ جائز ہے) (فیصلہ مفت مسئلہ)

## درود سلام

حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ ملائکہ کا درود شریف حضور ﷺ میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے۔ اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں۔

(فیصلہ مفت مسئلہ)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بصیغہء خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں اویہ اتصال معنوی پر مبنی ہے۔ لہ الخلق والامر۔ عالم امر مقید بجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں۔

(شائم ص ۵۲)

استمداد

حاجی صاحب فرماتے ہیں البتہ جو نذرانہ نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ با تفاق جائز ہے  
(فیصلہ ہفت مسئلہ)

وظیفہ یا شیخ عبد القادر

حاجی صاحب لکھتے ہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم و وظیفہ یا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا۔ لیکن اگر شیخ کو  
متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشریک ہے۔ ہاں وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر  
پڑھے کچھ حرج نہیں۔ یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں (فیصلہ ہفت مسئلہ)

پیر سے استمداد

حاجی صاحب اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں  
آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہر گز کچھ نہیں ہے التجا۔

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا

اے نور محمد وقت ہے امداد کا (شائلم امدادیہ ص ۸۴)

توسل

حاجی صاحب اکثر اوقات فرماتے ہیں کہ مجھ میں کچھ نہیں البتہ یہ امید ہے کہ تم لوگوں کے توسل  
سے میری نجات ہو جائے گی (شائلم امدادیہ ص ۵۰)

وسیلہ

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں دونوں جہاں میں وسیلہ ہے مجھ کو آپ کا۔ کیا  
غم ہے اگرچہ میں بہت خوار ہوں یا رسول اللہ۔

(گلزار معرفت)



## یا غوث الوقت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ مجاہد صاحب (حاجی صاحب) کے قدموں پر گر پڑے اور کہا یا  
قطب الزمان یا غوث الوقت کیف یمكن ان اقدم قبلک (کرامات امدادیہ ص ۲۱)

## صاحب قبر سے فائدہ

حضرت حاجی صاحب نے تشریح دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے  
مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہو گا جو زندگی ظاہری میں میری ذات  
سے ہوتا ہے (شائم امدادیہ ص ۸۱ امداد المصنق ص ۱۱۳)

## صاحب قبر کی عطاء

آپ نے (یعنی حاجی صاحب) نے فرمایا کہ میرے حضرت (نور محمد) کا ایک جولاہا مرید تھا۔ اور بعد  
انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان ہوں اور روٹیوں کا محتاج  
ہوں۔ کچھ دیکھ کر فرمائیے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنہ یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا  
۔ ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا۔ اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا  
مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ پانچین قبر سے ملا کرتا ہے (شائم امدادیہ ص ۸۲ امداد المصنق ص ۱۱۷)

## صاحب تصرف سے فریاد

حاجی صاحب نے فرمایا ایک بار مجھے ایک مشکل آئی اور حل نہ ہوتی تھی۔ میں نے جطیم میں کھڑے  
ہو کر کہا کہ تم تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیا اللہ کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل  
حل نہیں ہوتی تو پھر کس مرض کی دوا ہو۔ یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی۔ میرے نماز  
شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی نماز میں مصروف ہو گیا۔ اس کے آنے سے مشکل  
حل ہو گئی۔ (شائم امدادیہ ص ۸۶ امداد المصنق ص ۱۲۱) (کرامات امدادیہ ص ۵۷)

## اوتاد و ابدال

حاجی صاحب نے فرمایا کہ اوتاد جمع وتد کی ہے بمعنی میخ چونکہ ان کی بدولت آفات و زلزلات سے

حفاظت رہتی ہے۔ لہذا اوتاد کہتے ہیں اور ابدال کہ سات ہیں اور ہر اقلیم میں مقرر ہیں۔ جب ایک ان میں فوت ہوتا ہے دوسرا قائم کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ابدال کہتے ہیں (شائم امدادیہ ص ۷۱)

## روحانی فیض

حاجی صاحب نے فرمایا اویسیہ وہ گروہ ہے جو کسی بزرگ کی روح سے مستفید ہوا ہو جیسے حضرت اولیس قرنی زیارت جناب رسالت مآب سے معذور رہے مگر آنحضرت سے فیضیاب ہوئے۔ اس مناسبت سے اویسیہ اولیس سے منسوب کیا گیا جیسا کہ حضرت حافظ روحانیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت ابوالحسن خرقانی روحانیت بایزید بسطانی قدس سرہ سے کہ سو سال بعد وفات حضرت پیدا ہوئے تھے فیضیاب ہوئے (شائم امدادیہ ص ۵۴)

## اجمیر شریف

ایک شخص نے اجمیر شریف کہا۔ دوسرے نے کہا اجمیر اجمیر ہے۔ شریف کیونکر ہو گیا۔ اس نے جواب دیا کہ تمہارا مزاج تو شریف کہا جاوے اس پر خوش ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت کہ مقبولان الہی کی وجہ سے پیدا ہوئی اس کا انکار (شائم امدادیہ ص ۶۸)

## تصور شیخ

حاجی صاحب نے فرمایا کہ لوگوں نے تصور شیخ کو کفر و شرک لکھا ہے بدلیل ماخذہ التماثل الیٰ انتم لہا عکفون اور تصور نور کو روا کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عوام کی نظر ظاہر پر تھی لہذا زجر کیا گیا اور نظر صوفی باطن اور حقائق پر ہوتی ہے۔ شیخ چونکہ میزاب الہی ہوتا ہے۔ عارف اس سے آب (فیض) حاصل کرتا ہے اور میزاب پر (صورت ظاہر انسانیہ شیخ) پر توجہ نہیں رکھتا اگر شیخ غیر ہے تو نور بھی غیر ہے پس یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ (شائم امدادیہ ص ۵۶۔ امداد المشتاق ص ۶۷)

## مراقبہ

محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا۔ میں مراقبہ ہو کر آپ (حاجی صاحب) سے ملتتی ہوا۔ آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا (شائم امدادیہ ص ۸۸ کرامات امدادیہ ص ۵۹)

## فریادری

ایک بار میرے بھتیجے حج کو آئے تھے آگبوٹ تباہی میں آگیا تھا۔ حالت مایوسی میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جیو صاحب آگبوٹ کو شانہ دیئے ہوئے تباہی سے نکال رہے ہیں۔ صبح معلوم ہوا کہ آگبوٹ دودن کاراستہ طے کر کے صحیح سلامت کنارے پر لگ گیا ہے (شائم امدادیہ ص ۶۴۔ امداد المشائق ص ۱۴۱)

## دم درود

تب (حضرت حاجی صاحب) سے عرض کیا کہ حضرت کچھ آپ دم فرمادیں۔ سنا گیا ہے کہ دم کرتے ہی ہوش آگیا۔ (کرامات امدادیہ ص ۳۴)

## دیوبندیوں کے اعلیٰ حضرت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں وہاں سے واپسی میں عرصے تک والد صاحب بیمار تھے انجام کار اعلیٰ حضرت (حاجی صاحب) کے پانی پڑھے ہوئے سے صحت کامل ہوئی (کرامات امدادیہ ص ۳۴)

## علی مشکل کشا

حاجی صاحب اپنے منظومہ شجرہ طریقت میں فرماتے ہیں ہادیء عالم علی مشکل کشا کے واسطے۔

(سلاسل طیبہ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ ہرنولی میانوالی ص ۱۰۲)

## تعویذ کی برکت

حاجی صاحب نے فرمایا کہ امر وہے میں ہندو تھا۔ حضرت عبدالباری سے کمال اعتقاد رکھتا تھا۔ اس

نے آپ سے عرض کیا کہ میرے کوئی اولاد نہیں تعویذ دیجیے۔ حضرت نے تعویذ دے کر فرمایا

کہ ابھی تو اپنی بیوی کے بازو پر باندھ دو اور بعد تولید فرزند اس کے بازو پر باندھ دینا۔ تعویذ کی

برکت سے اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ تمیز کو پہنچا باغوائے بعض ہنود اس تعویذ کو کھول ڈالا۔

اس میں اوڑی بھنیری ساون آیا لکھا تھا۔ یہ پڑھ کر اس نے تعویذ پھینک دیا۔ تعویذ پھینک کر وہ

نبھانے کو گیا۔ دریا میں ڈوب کر مر گیا (شائم امدادیہ ص ۸۵)

## تعویذ برائے افلاس

فرمایا کہ آج ہمارے گھر میں ذکر تھا کہ ہمارے وطن میں ایک گھر میں افلاس تھا۔ انہوں نے آپ سے تعویذ مانگا آپ نے ان کو تعویذ عنایت کیا۔ اس کی برکت سے چند روز میں ان کی حالت مبدل بہ غنا ہو گئی (شائم امدادیہ ص ۱۰۱)

بزرگوں کے سامنے ہاتھ باندھنا

حاجی صاحب فرماتے ہیں

باندھ کر ہاتھ کروں عرض بھدہ عجز و نیاز

خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے (نالہ امداد غریب)

## قدم بوسی

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں

یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو۔ وصل کا آج اشارہ شہد والا ہووے (نالہ امداد غریب)

بزرگوں کے قدم پر سر رکھنا

حاجی صاحب فرماتے ہیں

دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھ دوں اپنا دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے

یار رسول اللہ سے فریاد

حاجی صاحب لکھتے ہیں

اے رسول کبریٰ فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے (نالہ امداد غریب)

رسول اللہ مشکل کشا ہیں

حاجی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے (نالہ امداد غریب)

رضائے حق رضائے مصطفیٰ ہے

حاجی صاحب لکھتے ہیں

محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی۔ خدا کی رضا ہے رضائے محمد (نالہ امداد غریب)

عطاء مصطفیٰ

حاجی صاحب لکھتے ہیں

آپ کی بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں ہے

قلیل آپ کا بس اور کی بکثیر عبث (گلزار معرفت)

نور احمد

حاجی صاحب لکھتے ہیں

نور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو دیکھتے ہو ماہ و خورشید کی تنویر عبث

مختار نبی

حاجی صاحب لکھتے ہیں

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں میں

بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ (گلزار معرفت)

عباد النبی

حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ واصل بحق ہیں عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے

ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یا عباد الذین اسرفوا علی انفسکم الآیہ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت

ﷺ ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے فرمایا۔ کہ قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتے

ہیں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا من رحمۃ تا کہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔

فرمایا اے واہ واہ“

(شائم امدادیہ ص ۷۱۔ امداد المہتاق ص ۹۲)

۔ اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں

تم اب چاہو ہنسنا و یار لا و یار رسول اللہ (گلزار معرفت)

واسطہء جبرائیلہ

ایک صاحب نے حضرت حاجی صاحب کی جانب یہ منسوب کیا کہ جبرائیل علیہ السلام خود آئینہ تھے رسول اللہ ﷺ کے۔ اس آئینہ میں حضور نے اپنے آپ کو دیکھا تو آپ خود اپنے سے مستفیض ہوئے اور جبرائیل علیہ السلام سے آپ کیا فیض لیتے۔ چونکہ بدوں آئینہ کے صورت نظر نہیں آتی اس لیے اس واسطہء جبرائیلہ کی ضرورت ہوئی (امداد المشتاق ص ۱۵۹)

سیدنا غوث الاعظم

حاجی صاحب نے فرمایا ہے ”اور اسی ظلیت سے ناشی ہے۔ وہ واقعہ کہ سیدنا حضرت غوث اعظم الی آخرہ“ (امداد المشتاق ص ۱۵۸)

حلقہء ذکر

حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ حلقہ میں ذکر کرنا کچھ مضائقہ نہیں جیسے سماع چند شرطوں سے (۱) زمان یعنی وقت نماز کا نہ ہو (۲) مکان یعنی محفوظ جگہ ہو کہ شور و شغب وہاں نہ پہنچ سکتا ہو (۳) اخوان یعنی تمام آدمی ہم جنس ہوں۔ یہاں تک کہ قوال بھی اہل ذکر ہو۔ جب سب باتیں یک جا ہوتی ہیں لذت و کیفیت حاصل ہوتی ہے (شائم اداویہ ص ۵۴)

کثرت ذکر الہی

حاجی صاحب نے فرمایا۔ ”بعضے (لوگ) کثرت ذکر سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہر دم ذکر کرنا بدعت ہے۔ اور بے اصل۔ میں کہتا ہوں آیات کثیرہ سے دوام کثرت ذکر ثابت ہوتا ہے۔ پھر چند آیات متعلقہ ذکر الہی نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ہر دم اللہ اللہ کرنا چاہیے۔ (شائم اداویہ ص ۵۶)

## ذکر جہر

حاجی صاحب نے فرمایا۔ ”ایک آدمی خاندان نقشبندیہ میں مرید تھا۔ لیکن اس کی طبیعت ذکر بالجہر سے مناسب تھی اور ذکر جہر سے اس کو لذت ملتی تھی۔ اس کے مرشد نے تلقین ذکر خفی کی۔ ترک جہر سے انقباض ہو گیا اور وہ لذت جو حاصل ہوتی تھی جاتی رہی۔ مجھ سے اپنا حال بیان کیا میں نے کہا کہ ہر شخص کو ایک ذکر مخصوص سے مناسبت ہوتی ہے۔ بعض کو خفی سے بعض کو جلی سے۔ بعض کو خیال اور تصور سے۔ تمہارے لئے ذکر جلی مناسب ہے نہ کہ خفی۔ اس نے مرشد کی تعلیم کا عذر کیا۔ میں نے جواب دیا کہ جب یہ عذر تھاتا عرض حال کیا ضرور تھا۔

(کرامات امدادیہ ص ۵۰)

## شجرہ طریقت کا ورد

بالا خانے سے حضرت حاجی صاحب نے دادی کالفاہ لا کر دیا اور فرمایا پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ عبدالفتاح بن سید مصطفیٰ نے شہر لازقیہ سے دو شجرے ایک نقشبندیہ آفاقہ نصیریہ امدادیہ کا اور دوسرا پشتہ صابریہ امدادیہ کا عربی میں نظم کر کے بھیجے ہیں اور لکھا ہے کہ مجھے ہاتھ غیب نے ندادی ہے کہ لبیک لبیک باجاتہ الماسول اور اس قدر فتوح اور فیوض ان ناموں کی برکت سے حاصل ہوئے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئے تھے۔ (امداد المشتاق ص ۱۵۰)

## مقام شیخ

حاجی صاحب نے فرمایا۔ ”الشیخ فی قوامہ کالنبی فی امتہ اور من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اہل التصوف وغیرہ کو صوفیہ نے حدیث کہا ہے۔ دراصل یہ سب احادیث ہیں۔

(امداد المشتاق ص ۵۴)

## نگاہ ولی کی تاثیر

میں نے حضرت حاجی صاحب سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے ایک کتا سامنے سے گزرا۔ اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی۔ ان بزرگوں کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس کی نگاہ کا اس کتے پر اتنا اثر پڑا کہ جہاں کہیں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا

سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے ارد گرد بیٹھ جاتے تھے پھر حاجی صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کے لئے شیخ بن گیا (امداد المشاق ص ۱۵۷)

## تم باذنی

حاجی صاحب نے فرمایا۔ ”کہ تم باذنی قرب نوافل ہے مرتبہ الوہیت میں کہ عروج میں پیش آتا ہے۔ جیسا کہ شمس تبریز پر گزرا اور تم باذن اللہ قرب فرائض ہے اور یہ نزول بعد عروج میں پیش آتا ہے جیسا حضرت عیسیٰ اس مرتبہ میں تھے اور یہ مرتبہ اعلیٰ ہے اول سے۔ شرک و کفر کہنا اس کو (تم باذنی کو) جہل ہے۔ (شائم ادا دیہ ص ۵۸)

## محبت کا وسیلہ

حاجی صاحب لکھتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم عزیزوں کے کمالات کی وجہ سے فقیر کے نقصان و عیوب چھپ گئے ہیں۔ وہ تمہاری محبت نے اکسیر کا کام کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ قیامت میں بھی ایسی ہی ستاری کی امید ہے اور تمہاری محبت کا وسیلہ ہے (مکاتب رشیدیہ بحوالہ امداد المشاق ص ۱۸۷)

## بزرگوں کی جگہ میں برکت

مولانا اشرف علی نے عذر کیا کہ آج بعض مقامات متبرکہ کی زیارت کو گیا تھا اس کی وجہ سے حاضری میں دیر ہو گئی۔ ارشاد فرمایا جائے بزرگاں بجائے بزرگاں۔ زیارت آثار بزرگان میں برکت ہوتی ہے (شائم ادا دیہ ص ۲۴)

## بزرگوں کا بتایا ہوا وظیفہ

حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کمی بیشی روا نہیں ہے ایک بزرگ نے کسی کو گل ہو اللہ احد تعلیم کیا۔ اس نے قل هو اللہ پڑھا۔ کچھ اثر نہ ہوا فرمایا میری زبان سے پڑھو جیسا تعلیم کیا ہے۔

(شائم ادا دیہ ص ۷۷)



## ہر جگہ اولیاء ہیں

حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر۔ حرم مکہ مکرمہ میں نماز پنجگانہ میں تین سو ساٹھ اولیاء اللہ شریک ہوتے ہیں اور جب اولیاء اللہ باقی نہ رہیں گے قیامت واقع ہو گی۔ اولیاء اللہ عالم کے دعائم ہیں یعنی ستون (شائم امدادیہ ص ۵۵)

## کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ کی حقیقت

ہم جس وقت قدم بوس ہوئے تو حضرت قبلہ (حاجی صاحب) نے اول ہی مولوی سابق صاحب کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ میاں محمد سابق ہندوستان میں لوگوں میں عجیب عجیب طرح کے نزاعات واقع ہو رہے ہیں۔ سنا ہے کہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے اوپر بھی لوگ اشتباہ کرتے ہیں کہ وہ فقیر کا لکھا ہوا نہیں ہے مگر افسوس ہے کہ یہ نہیں دیکھتے کہ خواہ کسی کا لکھا ہوا ہو حق بات کو سمجھیں اور وہ رسالہ فقیر ہی بنے لکھا ہے۔ (امداد المشتاق ص ۱۷۹)

## بیعت

اور یہ مجمع کو دہیں کھڑا کر کے حضرت مولانا کا ہاتھ پکڑ کر ایک جانب لے گئے (اور حاجی صاحب نے) یہ الفاظ فرمائے کہ اگر تم میں سے کوئی بیعت کی درخواست کرے تو بیعت کر لینا۔ میں نے عرض کیا مجھ سے کون درخواست کرے گا؟ اعلیٰ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تمہیں کیا جو کہتا ہوں وہ کرنا (تذکرۃ الرشید بحوالہ امداد المشتاق ص ۲۳)

## تقلید

حاجی صاحب نے فرمایا غیر مقلدین انکار تقلید کرتے ہیں۔ یوں منون بالغیب میں صاف اشارہ ہے بلکہ تصریح تقلید موجود ہے۔ حنفی شافعی کی تقلید سے منع کرتے اور اپنی تقلید کا حکم کرتے ہیں کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ تقلید کوئی چیز نہیں۔ ہم تقلید نہیں کرتے ہیں۔ تم بھی نہ کرو مستلزم اس کا ہے کہ ہمارے طریقے پر چلو اور ہماری پیروی اختیار کرو۔ پس اس میں حکم تقلید کا کرتے ہیں۔

(امداد المشتاق ص ۸۳)

## غیر مقلد وہابی

اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانہ دعویٰ حدیث دانی کرتے ہیں حاشا و کلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہل حدیث کے زمرے میں کب شامل ہو سکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ دین کے رہن ہیں۔ ان کے اختلاط سے احتیاط کرنا چاہئے۔ (شائم امدادیہ ص ۲۷)

## فقہاء کی فضیلت

اور فقہاء احادیث نبوی کو روایۃ اصحاب حدیث سے اخذ کرتے ہیں۔ اور روایۃ حضرت حق سے فیضان حاصل کرتے ہیں لقولہ ﷺ فلم یبلغ الشاهد الغائب الی آخرہ الحدیث) یہ لوگ (فقہاء) محدثین پر فضیلت رکھتے ہیں اور ان کو فہم و ادراک بکمال مرتبہ عنایت ہوا اور احادیث سے استنباط کرتے ہیں۔ اور غور و تعمق سے احکام و حدود ترتیب دیتے ہیں اور ناسخ اور منسوخ مطلق مجمل، مفسر خاص عام محکم تشابہ میں امتیاز رکھتے ہیں۔ یہ جماعت مبین احکام و نشان اسلام ہے (شائم امدادیہ ص ۲۸)

## حاجی صاحب اکابرین دیوبند کی نظر میں

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جن کی تعلیمات گزشتہ صفحات میں نقل کی گئی ہیں اکابرین دیوبند کے مدوح اور پیر و مرشد ہیں اور دیوبند کے بڑے بڑے مولویوں نے ان کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی ان الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ”بندے از تذکرہ شیخ العلماء سید العرفاء حجت اللہ فی زمانہ و آیتہ اللہ فی اوانہ علی حضرت مرشدنا و ہادینا الحاج الحافظ الشاہ محمد امداد اللہ قدس و افاض علینا برہ“ (امداد المشائق ص ۲) اور مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں و بنام نامی اسم سامی و افتخار المشائخ الاعلام مرکز الخواص و العوام و منبع البرکات القدسیۃ مظهر الفیوضات المرضیۃ معدن العوارف الالہیہ مخزن الحقائق مجمع الدقائق سراج اقرانہ قدوۃ اہل زمانہ سلطان العارفین، ملک التارکین، غوث الکاملین غیاث الطالبین الذی کلت السنتہ الاقلام عن مدائحہ البالغۃ و عجزت عن توصیف شائلہ الکرام الساطعتہ یفہظ الاولون و الاخرون من شعارہ و بحسبہ الفاجرون و الغافلون من دثارہ مرشدی معتمدی وسیلۃ یومی و غدی مولائی و معتمدی سیدی، سندی الشیخ الحاج المشہر

یاد اللہ الفاروقی التھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ بالارشاد والہدیۃ وازال بذاتہ المطہرۃ العلالہ۔

اور عاشق الہی میرٹھی لکھتے ہیں میں نے اپنے روحانی چچا حافظ ضامن کے ارشاد پر اپنے روحانی باپ ہادی و مرشد شیخ اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی شاہ صاحب کے دامن فیضان سے استعانت لے کر ترجمہ کیا (ارشاد الملوک ص ۷)

اور حسین احمد مدنی لکھتے ہیں۔ و بجاہ شیخ المشائخ مولانا الحاج الحافظ الشیخ امداد اللہ المہاجر قدس اللہ سرہ العزیز (سلاسل طیبہ ص ۸۶)

## آخری گزارش

الغرض ہم نے معتمد دیوبندی مولویوں کی خانہ زاد کتابوں سے ان کے ممدوح اور پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ تعلیمات و ہدایات نقل کر دی ہیں تاکہ اگر کوئی منصف مزاج حق شعار غیر متعصب شخص حاجی صاحب موصوف اور امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب بریلوی کے عقائد و نظریات اور تعلیمات و ارشادات میں موازنہ کرے تو وہ اس حقیقت کو پالے گا کہ ان دونوں بزرگوں کی تعلیمات و عقائد و نظریات میں کافی حد تک مماثلت و یکسانیت ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے کہ دیوبندی بریلوی نزاع کی بنیاد اعلیٰ حضرت بریلوی کے عقائد و نظریات نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو قدیم سنی مسلک کے داعی اور ترجمان ہیں بلکہ اس نزاع کی اصل بنیاد صرف اور صرف وہ دیوبندی مولوی ہیں جنہوں نے قدیم سنی مسلک اور اپنے پیرو مرشد حاجی صاحب موصوف کے عقائد و نظریات سے ہٹ کر نئے نئے گمراہ کن عقائد و نظریات کا بیج بویا۔ لہذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سنی بریلوی مسلک حقہ پر سختی سے کار بند رہیں۔ یہی ہدایت اور نجات کا راستہ ہے۔ و ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ المبارکۃ تقبھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔ الحمد للہ علی ذالک و ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ المقالۃ المبارکۃ تقبھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين  
 اما بعد ۱۳۹۸ھ میں راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کتاب السیف الحدید علی  
 عنق الخادع العید عربی زبان میں دیوبندیوں کے وہابی العقیدہ ہونے کے ثبوت میں تالیف کی تو  
 مناسب معلوم ہوا کہ علماء حق سے دیوبندی مذہب کے بارہ میں عربی زبان میں فتوے بھی حاصل کر  
 لیے جائیں۔ الحمد للہ چند بزرگان دین نے حسبہ اللہ فقیر کے پیش کردہ استفتاء کا جواب عربی زبان میں  
 لکھ کر مرحمت فرمایا۔ اس مقالہ میں افادہ عامۃ المسلمین کی خاطر ان جوابات میں سے صرف تین کا  
 اردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دینی خدمت کو شرف قبولیت بخشے  
 اور مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ آجکل کے دیوبندی (۱) لوگ وہابی العقیدہ ہیں یا نہیں؟ اور  
 کیا دیوبندیوں کا مذہب عین اہل سنت کا مذہب ہے یا اس موجود زمانہ میں حادث ہوا ہے۔ بیوا تو جروا  
 (السائل ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری سہنہ آزاد کشمیر)

حضرت مولانا مفتی مہر دین صاحب لاہور والوں کا جواب

اگرچہ آجکل دیوبندی مولوی تقریر و تحریر میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اہل سنت و جماعت ہیں  
 لیکن درحقیقت وہ وہابیوں کے بھائی ہیں۔ کیونکہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے عقائد متناسب اور اکثر  
 احوال میں متحد ہیں۔ اور ان کا بعض اہل سنت و جماعت کے اعمال مثلاً تقلید و تراویح وغیرہ کا بجالانا  
 اپنے بعض مفادات کے حصول کے لیے ہے۔ دیوبندیوں کا یہ وطیرہ ان منافقین کے وطیرہ کی طرح  
 ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور قرآن پاک کے نزول کے وقت میں کلمہء توحید اور  
 رسالت کا اقرار اپنے بعض اغراض کے حصول کے لیے کرتے تھے۔ جیسا کہ یہ بات ہر اس شخص پر

۱۔ تبلیغی جماعت دیوبندی مذہب سے تعلق رکھتی ہے مسلمان اس سے کنارہ کشی کی کوشش  
 کریں

عیاں ہے جو قرآن پڑھتا اور اس میں غور و فکر کرتا ہے۔

اور تو جان اللہ تجھے ہدایت دے کہ بیشک دیوبندیوں کا مذہب اور ان کے اختراع کردہ عقائد و نظریات زمانہ قریب میں خیر القرون سے مدتِ مدید کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ قطعاً اہل سنت و جماعت نہیں ہیں۔ کیونکہ اہل سنت کا مسلک وہ ہے جس پر نبی ﷺ اور ان کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے جیسا کہ حدیث علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدين المہدیین اور حدیث ما انا علیہ واصحابی کا یہی منشاء ہے اور جو کچھ سنت معصومہ سے ثابت ہوا ہو وہ اہل سنت و جماعت کا اعتقاد او عمل مذہب ہے بخلاف دیوبندی مولویوں کے کہ انہوں نے اپنا جو مذہب پیدا کیا وہ مدتِ مدید کے بعد پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ ان کے امور بدعات و مخترعات کو سب سے پہلے نجدی وہابی لوگوں نے پیدا کیا پھر دیوبندیوں نے ان کے اعتقاد و اعمال وغیرہا میں انکی تقلید کی تا کہ وہ اپنے جانے پہچانے مقاصد اور مقصودہ اغراض کو حاصل کریں سو ثابت ہو گیا کہ دیوبندی گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے اور وہ اہل سنت و جماعت میں نہیں ہے جیسا کہ ان کے اقوال و احوال سے ظاہر ہے جو خود انہوں نے اپنی کتابوں میں ذکر کیے ہیں اور یہ بات ہر اس شخص پر مخفی نہیں جس نے ان کے اقوال و احوال کا مطالعہ کیا ہے اور اگر تو اس مسئلہ میں زیادہ تحقیق کا خواہاں ہے تو تجھے میری کتاب ”شفاعت کی حقیقت“ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ سو یہ کتاب تجھے پوری شفا بخشنے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ و هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب محمد مہر الدین عفی عنہ مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان گنج بخش۔ لاہور

قد اصاب ما اجاب استاذ الكل في الكل سيدى و شيخى حضرت مولانا محمد  
مہر الدین دامت برکاتہم العالیة القدسیة وانا اضعف العباد المدعو بمحمد صادق  
علوی نقشبندی خویدم الطلبة بدارلعلوم حزب الاحناف لاہور . مورخہ ۲۶ اپریل  
۱۹۷۸ء

مفتی سید افضل حسین شاہ صاحب کا جواب

الجواب :- سائل نے جب عربی زبان ہی میں جواب کا مطالبہ کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ

دیوبندی وہابیوں کا ایک فرقہ ہے اور وہابیہ نجد میں پیدا ہوئے۔ جس کے بارہ میں رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ ہنالک الزلازل والفتن ويطلع بها قرن الشيطان۔ وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور اس میں ایک شیطانی گروہ ظاہر ہو گا رواہ البخاری عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

وہابیوں کے پیشوا عبد الوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں نے تیرھویں صدی ہجری میں حرمین طہین پر حملہ کیا تو فتنوں میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ علامہ ابن عابدین شامی نے ان میں سے چند خوفناک واقعات رد المحتار باب البغاة میں ذکر کیے اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اهل السنة و قتل علماءہم حتی کسر اللہ شوکتہم و خرب بلادہم و ظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین و مائتین و الف۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے پیروکاروں کے بارہ میں واقع ہوا۔ جو نکلے اور حرمین پر غالب ہو گئے۔ جو حنبلی مذہب کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہیں مشرک ہیں۔ اپنے اسی عقیدہ کی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور اہل سنت کے علماء کا قتل مباح ٹھہرایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۳۳ھ میں ان کے غلبہ کو توڑا اور ان کے شہروں کو برباد کیا اور ان پر مسلمانوں کے لشکروں کو فتح بخشی۔ پھر یہ فتنہ ہندوستان میں پہنچا اور ہندوستان میں اس فتنہ کا رئیس معلم ثانی اسماعیل دہلوی ابن عبد الوہاب کی طرح ہوا ہے۔ کیونکہ اس کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ صرف وہ اور اس کے پیروکار مسلمان ہیں۔ اور ان کے ماسوا سب لوگ کفار و مشرکین ہیں۔ پھر وہابیوں کا ہندوستان میں یہ فرقہ دو ٹولیوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک ٹولی نے ائمہ کی تقلید اختیار کی اور دوسری ٹولی نے تقلید کو حرام قرار دیا۔ یہاں تک کہ وہ آپس میں تقلید کے مسئلہ میں جھگڑنے لگے۔ تو مقلدین وہابیہ نے غیر مقلدین وہابیہ کو گمراہ قرار دیا اور غیر مقلدین نے مقلدین وہابیہ کو کافر قرار دیا اور ان پر شرک کا فتویٰ عائد کیا۔ جیسا کہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کی کتاب النہی الاکید میں مذکور ہوا۔

اور مولانا جمیل الرحمن رضوی بریلوی نے کتاب ظفر الاسلام میں فرمایا ”اب وہابیوں کا

مرکز دیوبند میں ہے اور وہابی کو پہچاننے کی سب سے آسان علامت یہ ہے کہ وہابی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھوی اور محمود الحسن دیوبندی کو امام و مقتدا عالم دین اور صالح متقی سمجھتا ہے اور ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی کتابوں کو اچھا جانتا ہے۔

اور علامہ احمد حسن کانپوری کے فتاویٰ کے حاشیہ میں ہے ”حنفی وہ ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرے اگرچہ وہ ان کے عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھے۔ معتزلی ہو یا سنی یا ان دونوں کے ماسوا اس بناء پر غیر مقلدین نہ ہی سنی ہیں اور نہ ہی حنفی اور دیوبندی حنفی ہیں لیکن سنی نہیں ہیں۔ پس دیوبندی محمد بن عبد الوہاب کے اعتقاد میں پیرو کار ہیں اور عمل میں امام ابو حنیفہ کے پیرو کار ہیں اور غیر مقلدین عمل و اعتقاد دونوں میں وہابی ہیں“

اور کتاب حسام الحرمین میں کتاب المستمد المستند سے منقول ہے کہ مصنف کتاب ہذا میں فرماتے ہیں ”ہمیں ان اشقیاء میں سے ان بعض کو شمار کرنا چاہیے۔ جو ہمارے زمانوں اور ہمارے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ دینی فتنے بہت تاریک ہیں اور ان فتنوں کی اندھیریاں متراکم ہیں۔ سو ان کفار کے کفر پر تنبیہ کرنا واجب ہے جو اسلام کے نام پر اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔“

سو ان اشقیاء میں سے ایک مرزائی فرقہ ہے اور ایک وہابیہ امثالہ خواتمہ فرقہ ہے اور وہ تین فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک امیریہ فرقہ ہے جو امیر حسن سہوانی کی طرف منسوب ہے اور دوسرا قاسمیہ فرقہ ہے جو قاسم نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) صاحب تحذیر الناس کی طرف منسوب ہے اور تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ ہے۔ جو رشید احمد گنگوہی کا پیرو کار ہے آخر تک ”اور دیوبندیوں کے ایک بڑے شخص نے کہا کہ ”محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے رشید احمد گنگوہی عنہ“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵) اور اسی گنگوہی نے دوسرے مقام پر کہا ہے کہ ”عقائد میں سب متحد سب مقلد غیر مقلد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی بقلم مولوی محمد یحییٰ



صاحب (فتاویٰ رشدیہ ص ۱۸۵)

کتبہ ، السيد محمد افضل حسين غفر له رب الكونين مفتي الجامعة القادريه الرضويه  
ببلدة فيصل آباد في ثمان و عشرين من جمادى الاولى ۱۳۹۸ھ

مولانا مفتی محمد امین صاحب کا جواب

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده و نصلی علی رسولہ الکریم و علی الہ واصحابہ  
اجمعین . سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا  
اور انہیں سارے جہان والوں کے لیے رحمت بنایا تو جملہ انبیاء اور مرسلین اور ملائکہ مقربین اور  
ساری مخلوق کو ان کی رحمت کے دامن میں داخل کیا اور ان کے رب نے ان کی تعظیم کی اور انہیں  
جلالت عطا کی اور ان کی قدر کو بلند کیا۔ اس حیثیت سے کہ جو شخص انہیں گالیاں دے یا ان میں  
کوئی عیب ثابت کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ حاجی ہو یا نمازی یا عالم یا مدرس یا مصنف بلکہ  
اگرچہ وہ رات بھر عبادت کرنے والا اور دن بھر روزے رکھنے والا ہو۔ ان کے گستاخ پر اللہ تعالیٰ  
کے عذاب کی وعید ہے اور یہ عقیدہ صحابہ کرام کے عہد سے اجماعی چلا آرہا ہے۔ اے میرے  
معبود تو اپنے حبیب اور اپنے رسول اور اپنے صلی اور اپنے خلیل پر اور ان کی آل اور جملہ اصحاب پر  
درود و سلام بھیج۔

اما بعد: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بہترین عمل اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی  
خاطر عداوت رکھنا ہے۔ اے میرے بھائی اسی وجہ سے میں تمہارے اس سوال کا جو تم نے مجھ سے  
پوچھا ہے جواب اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول کریم حبیب عظیم ﷺ کی محبت کے لیے دے رہا  
ہوں۔ سو میں کہتا ہوں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو کار پاکستان میں دو گروہوں میں بٹے  
ہوئے ہیں۔ ایک گروہ اہلحدیث کہلاتا ہے اور یہ لوگ چار اماموں میں سے کسی امام کی تقلید کو  
جائز نہیں سمجھتے۔ اور دوسرا گروہ دیوبندی کہلاتا ہے اور یہ لوگ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کی تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ دونوں گروہ وہابی ہیں یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی کے  
عقیدوں کے موافق عقیدہ رکھتے ہیں اور جو سوال تم نے مجھ سے پوچھا اس کے لیے چند شواہد موجود  
ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دیوبندیوں کے امام ثالث رشید احمد گنگوہی (جس کو دیوبندیوں



نے قطب عالم اور غوث اعظم کا لقب دیا ہے جیسا کہ ان کی کتاب تذکرۃ الرشید میں ہے) کا یہ قول ہے کہ ”محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب جنہلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔ مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷)

اور اس نے یہ بھی کہا کہ ”محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

اور اس نے یہ بھی کہا کہ ”اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

اور ان میں سے دوسرا شاہد یہ ہے کہ دیوبندی مولویوں نے کتاب تقویۃ الایمان مؤلفہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تعریف بیان کی ہے۔ اور اس کے مطالعہ کی ترغیب دی ہے۔ اور یہ کتاب امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا ترجمہ ہے جیسا کہ خواجہ محمد حسن جان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”ہندوستان میں اس وہابی ٹولہ کا پہلا استاد مولوی اسماعیل دہلوی ہے جس نے تقریباً ۱۲۵۰ھ میں ہندوستان میں ظہور کیا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا فارسی زبان میں ترجمہ تقویۃ الایمان کے نام سے کر کے اسے ہندوستان میں شائع کروایا۔ اور اس کے بعد صراط مستقیم وغیرہ رسائل مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اسلام کی رہزنی کے لیے تالیف کیے۔ (الاصول الاربعہ ص ۱)

اور رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ ”کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۱)

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ”کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اور رو شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کا بالکل کتاب و احادیث سے ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے فاسق اور بدعتی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۱)

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ”مولوی محمد اسماعیل صاحب علم متقی اور بدعت کو اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت دینے والے تھے۔ وہ تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۱)

بہت سے دیوبندی مولویوں نے اپنے امام رشید احمد گنگوہی کے ان مفتی بہ اقوال پر تقریظیں لکھیں اور انہیں درست قرار دیا۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔  
 محمد حسن، محمد علی، اسماعیل گنگوہی، امیر حسن، عنایت الہی، سہارنپوری، احمد علی، عبدالرب، اکبر علی، عبدالقادر دہلوی، محمد شریف، میاں محمد دہلوی، عبدالشکور، شفاعت اللہ، عبدالاول، نہال احمد قریشی، خلیل احمد، محمد رفیع، ابوالعقیق، محمد صدیق اور محمد حسین وغیرہم۔  
 (تمہ کتاب تفویض الایمان ص ۹۰، ۱۰۰)

سواب میں تمہیں تفویض الایمان کے بعض عقیدے بتاتا ہوں تاکہ تم پر یہ ظاہر ہو جائے کہ کیا یہ اہل سنت کے عقیدے ہیں یا وہابیوں کے عقیدے ہیں۔ سو میں یہ کہتا ہوں کہ تفویض الایمان کے مؤلف نے کہا ہے کہ

”جو غیر خدا کو پکارے اور اس کی نذر مانے اور اسے وکیل یا سفارشی بنائے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سوا ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ (تفویض الایمان ص ۱۸)

پھر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ”پھر اس میں اولیاء و انبیاء جن و شیاطین وغیرہم کے درمیان کوئی فرق نہیں“

پھر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ”پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تفویض الایمان ص ۲۱)

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ”قبر کو بوسہ دینا اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنا اور قبر پر مجاور بننا اور کسی قبر کے ماحول کا ادب کرنا ان سب باتوں سے شرک ثابت ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ

ہی تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تفویض الایمان ص ۲۳)

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تفویض الایمان ص ۶۱)

اکابرین دیوبند کے بعض عقائد اور ان کے برے اقوال حسام الحرمین میں مذکور ہیں جو تفصیل چاہے وہ اس کا مطالعہ کرے۔

الحاصل جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے ظاہر اور واضح ہو گیا ہے کہ دیوبندیوں کے عقیدے وہابیوں کے عقیدے ہیں۔ اور یہ کیسے نہ ہو جب کہ خود رشید احمد گنگوہی نے اقرار کیا ہے کہ دونوں فریق یعنی غیر مقلدین وہابیہ اور دیوبندیہ (مقلدین وہابیہ) عقائد میں متحد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رشدیہ ص ۱۸۵)

وهذا ما عندي والله تعالى ورسوله الاعلى اعلم كتبه ابو سعيد محمد امين غفر له و لوالديه خادم دار الافتاء بدار العلوم الامنيه الرضوية ببلدة لائلفور .

الجواب صحيح و نعم المجيب محمد يوسف غفر له

الجواب صحيح محمد كريم سلطاني عفي عنه خادم دارالعلوم امنيه رضويه

محمد پورہ . فيصل آباد

آخری گزارش

مسلمان غور فرمائیں کہ علماء حق کے ان تین فتوؤں سے روز روشن کی طرح یہ روشن ہو گیا کہ دیوبندی ہر گز سنی نہیں بلکہ دہابی العقیدہ ہیں۔ اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے ہماری کتاب ”تبلیغی جماعت اور وہابیت“ کا مطالعہ فرمائیں۔ الحمد للہ علی ذالک و هذا آخر ما اردنا ایرادہ فی هذه المقالة المباركة تقيها الله تعالى بمنه العظیم ورسوله الكريم ﷺ۔ ۱۴ ربيع الآخر ۱۴۰۵ھ

# سولهواں مقالہ

دیوبندی بریلوی عقائد کا موازنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین .

سوال: بریلوی اور دیوبندی عقائد و نظریات میں کیا فرق ہے؟

(سائل: مولوی محمد رضا، دیوبند تحصیل سہنسہ، ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

الجواب بتوفیق الملک الوہاب

متعدد اصولی و فروعی مسائل میں بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم یہاں فریقین کے متنازعہ فیہ عقائد و نظریات میں سے معروف و مشہور کوز کر کرتے ہیں تاکہ حق طلب اشخاص کو حق پالینے میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل ہو جائے و ما

توفیقی الا باللہ علیہ تو کلت و الیہ انیب . ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱: امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر

وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۴)

بے شک مسئلہ عمومِ قدرت جس کا ڈراؤنا سا نام اہل بدعت نے امکان کذب رکھا ہے

علمِ غیب کی طرح تیرھویں یا چودھویں صدی کی ایجاد نہیں بلکہ ہمیشہ سے اہل تحقیق اسی کے قائل چلے آئے ہیں (سیفِ یمانی ص ۹۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اللہ تعالیٰ ہر کمال و خوبی کا جامع اور ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔

عیب و نقصان کا اس میں پایا جانا محال ہے۔ اسے جھوٹ پر قادر ماننا بایں معنی کہ وہ جھوٹ بول سکتا

ہے۔ محال کو ممکن ٹھہرانا اور حق سبحانہ کو عیبی بتانا ہے۔ جھوٹ، دغا، فریب، ظلم، خیانت، جہل

وغیرہا عیوب کا اس کی قدرت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲: پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید

صحیح ہو تو دریافتِ طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم

غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر و بلکہ ہر صہبی و مجنون

بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص ۷)

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔۔۔ الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دے دی ہے۔ زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔ نبی کریم کے علم شریف کو جملہ مخلوقات کے علوم سے زیادہ کیا۔ یہاں تک کہ علم ماکان و ما یكون آپ کے علم شریف کا ایک حصہ ہے۔ ساری دنیا میں جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے یا قیامت تک ہو گا وہ آپ کے مشاہدہ میں ہے۔ آپ کا علم ملک الموت اور شیطان کے علم سے بدرجہا زیادہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں ”بے شک حضرت عزت عظمت نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا۔ روز اول سے روز آخر تک سب ماکان و ما یكون انہیں بتایا۔ اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا“ (انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی ص ۳)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳: حضور علیہ السلام پر نام کے طور پر لفظ نور کا اطلاق جائز ہے اور اس کی تائید قرآن مجید میں موجود ہے۔ لیکن مفسرین نے اس امر پر زور دیا ہے کہ نور سے مراد جنس مصطفوی نہیں ہے بلکہ نور ہدایت ہے۔ جس کی راہنمائی میں انسان حقائق و معقولات کا ادراک کر سکتا ہے (براہین اہلسنت ص ۳۱۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا پھر اس نور سے جملہ مخلوقات کو ظاہر فرمایا۔ سورج، چاند، ستاروں اور جملہ مخلوقات اور اجرام نوری کی نورانیت آپ کے نور ہی کا پر تو ہے۔ آپ ہر حسی و معنوی نور کی اصل اور

سرچشمہ ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴: یہ روایت (حضور کے سایہ نہ پڑنے کی) کتب صحاح میں نہیں۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۵: رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ نصوص شرعیہ صریحہ کے خلاف اور مشرکانہ عقیدہ ہے (حاضر و ناظر ص ۲ مصنف منظور احمد نعمانی)  
سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور ﷺ ہر جگہ، ہر قبر، ہر زمانہ میں بحکمہ الشریف جلوہ گری فرماتے ہیں۔ کائنات عالم کا ہر مقام آپ کے پیش نظر اور قریب ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۶: غرض اختتام اگر بائیں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہو گا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحدیر الناس) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آئے گا (تحدیر الناس ص ۳۴)  
سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت آپ پر ختم کر دیا کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ کافر ہے اور جو یہ کہے کہ اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی آ جائے تو آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا وہ ختم نبوت کا منکر اور بے ایمان ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۷: یعنی میں (محمد) بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں (تقویۃ الایمان مصنف اسمعیل دہلوی پیشوائے دیوبندیہ)

سنی (بریلوی) عقیدہ: جملہ انبیاء کرام شہد اولیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر ان کے جسموں کا کھانا حرام کر رکھا ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۸: جب انبیاء کرام علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۶)

سنی (بریلوی) عقیدہ: یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ ہر نمازی عین حالت نماز میں السلام علیک لکھا الہی کہتا ہے۔ جو السلام علیک یا رسول اللہ کا ہم معنی ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۹: ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء اللہ وغیرہ حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۰)

سنی (بریلوی) عقیدہ: ختم غوثیہ شریف پڑھنا موجب صدہا خیرات و برکات ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۰: مسئلہ سماعت موتی عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۷)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اموات مسلمین زائرین کو دیکھتے، انہیں پہچانتے اور ان کی جملہ باتوں کو سنتے ہیں بلکہ وہ ان کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۱: عرض اعمال کی کوئی حقیقت نہیں اور جس روایت سے عرض اعمال ثابت کیا جاتا ہے وہ اس صحیح حدیث کے مقابلہ میں مرجوح اور ناقابل اعتبار ہے۔ (توحیدی پاکٹ بک ص ۱۲۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام پر آپ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ آپ ان کی نیکیوں سے خوش اور برائیوں سے ناخوش ہوتے ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۲: کفن میں یا قبر میں عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ یا کوئی اور دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ (بہشتی زیور جلد دوم ص ۶۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: کفن پر بسم اللہ شریف، کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت وغیرہ لکھنا جائز باعث



ثواب و موجب تخفیف عذاب قبر ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۳: عقد مجلس مولودا گرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہذا اس زمانے میں درست نہیں۔ تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے۔ خواہ اور لغویات ہوں یا نہ ہوں۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعرس اور مولود درست نہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۵، ۱۳۱، ۱۳۷)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام کے روز ولادت میں میلاد شریف کی محفل منعقد کرنا اور صدقات و خیرات کا ثواب آپ کو ایصال کرنا کارِ ثواب اور باعثِ مغفرتِ سیئات ہے۔ یونہی بزرگوں کے یوم وصال ان کے مزارات پر عرس کی محفل لگانا اور انہیں صدقات کا ثواب ایصال کرنا جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۴: لیکن اس ایصالِ ثواب کی بنیاد پر تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی، گیارہویں، بارہویں، برسی، عرس، جمعراتی، فاتحہ وغیرہ وغیرہ رسوم کی شکل میں جو ایک مستقل شریعت اہل ہوا و ہوس نے دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی تراش لی ہے۔ ان کے غلط بلکہ بدعت و معصیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ان خرافات کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔  
(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۵۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: ایصالِ ثواب جائز اور اموات المسلمین کے لیے نافع ہے۔ خواہ وہ تیجہ کی صورت میں ہو یا چہلم، برسی، ششماہی، سہ ماہی، عرس، جمعراتی یا گیارہویں کی شکل میں۔ یہ سب صورتیں جائز، باعثِ صدقہ برکات، موجبِ رحمتِ الہی و سببِ بخششِ معاصی، مسلمین ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۵: محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہبِ حنبلی رکھتا تھا۔ اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔ مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷)

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور مذہب ان کا حنبلی

تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

اس وقت اور ان اطراف میں وہابی قبیح سنت اور دیندار کو کہتے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

سنی (بریلوی) عقیدہ: محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ وہ بد عقیدہ اور بزرگان دین کا گستاخ تھا۔ وہ سنی مسلک اور سنی عوام و علماء و مشائخ کا جانی دشمن تھا۔ اس نے ہزار ہا سنی مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور صحابہ کرام اور اہل بیت کے مزارات اور قبہ جات کو گرا کر زمین بوس کر دیا۔ ان لوگوں کے عقیدہ میں ہر وہ شخص مشرک ہے جو ان کے عقائد باطلہ سے منحرف ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۶: چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۸)

سنی (بریلوی) عقیدہ: مسلمان کے مرنے کے بعد چالیس دن تک روٹی صدقہ کر کے اسے اس کا ثواب پہنچانا شرعاً محبوب امر ہے۔ یونہی گیارہویں شریف بھی مستحب و مستحسن ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱: مولوی محمد اسماعیل صاحب علم، متقی، بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے۔ اور تمام عمر اسی حال میں رہے۔ آخر کار جہاد فی سبیل اللہ میں کفار کے ہاتھوں سے شہید ہوئے پس جس کا حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔۔۔۔۔ سو جو ایسا شخص ہو کہ ظاہر میں ہر روز تقویٰ کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے۔ ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے۔ اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔۔۔۔۔ بہر حال ایسے عالم مقبول کو مردود کہنے والا بالضرور سخت فاسق ہے۔ تمام ائمہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک کفر کے ہے۔۔۔۔۔ بہر حال مولوی اسماعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں۔۔۔۔۔ اور معلوم ہو چکا کہ مولوی اسماعیل شہید، ولی، مہبط رحمتہ حق تعالیٰ کے ہیں تو بالضرور ان کی لعنت کرنے

والے پر عود کرتی ہے۔ وہ خود ملعون مطرودالرحمت ہوئے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: مولوی اسماعیل دہلوی امام الوہابیہ فی الہند تھے۔ انہوں نے تقلید کو ترک کیا اور اپنے اجتہاد پر عمل کیا۔ چنانچہ خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے ان کے متعلق لکھا ہے۔ ”بندہ نے جو کچھ سنا ہے مولانا مرحوم کا حال وہ یہ ہے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملی اس پر عمل کرتے رہتے تھے۔ اگر نہ ملتی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے تھے“ (فتاویٰ رشیدیہ) دہلوی صاحب انگریزی سرکار کے وقادار اور خیر خواہ تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے سب سے پہلا حملہ ایک مسلمان ریاست پر کیا تھا اور بالآخر وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ لہذا نہ وہ شہید تھے اور نہ ہی ان کی جنگوں کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۸: کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان ہے۔ اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔ اور توبہ کرنا ان کا محض افتراء اہل بدعت ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۴ و ص ۴۱)

سنی بریلوی عقیدہ: کتاب تقویۃ الایمان گمراہ کن کتاب ہے اس میں آج بھی یہ ملعونہ عبارتیں موجود ہیں ”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ ”اور یہ جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چہرے سے زیادہ ذلیل ہے“ ”بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں۔ عجز میں برابر۔“ ”پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“ ”یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔“ ”جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔“ ”اولیاء انبیاء یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی“ ”کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔“ ”اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ اور یہ معین کرنا کہ فلاں کی نیاز گائے ہی ہوتی ہے فلاں کی بکری اور فلاں کی مرغی۔ یہ سب رسمیں

یہ قونی کی ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۹: اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور

ولی جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے (تقویۃ الایمان ص ۷۷)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و

مشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال عقلی ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۰: از و سوسہء زنا خیال مجامعت زوجہء خود بہتر ست۔ و صرف ہمت

بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در

صورت گاؤخر خود است (صراط مستقیم ص ۲۸ بحوالہ رضوان لاہور دسمبر ۱۹۶۲ء)

سنی (بریلوی) عقیدہ: رسول اللہ کا خیال مبارک تکمیل نماز کا موقوف الیہ ہے۔ اور آپ کی

صورت کریمہ کو دل میں حاضر کرنا مقصد عبادت کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہء عظمیٰ ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۱: لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے (فتاویٰ

رشدیہ ص ۹۶)

سنی (بریلوی) عقیدہ: رحمۃ اللعالمین رسول اللہ ﷺ کا خاص وصف جمیل ہے۔ اس میں

دوسرے کو شریک کرنا آپ کی شان کو گھٹاتا ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۲: ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو

اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی؟ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا

کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی“ (براہین ص ۵۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: رسول اللہ اول امر سے ہر زبان کے عالم تھے۔ کیوں کہ آپ تمام

انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ بلکہ آپ حیوانات کی زبانیں بھی جانتے تھے۔ ہرنیوں،

اونٹوں اور گدھوں نے آپ سے بارہا کلام کیا اور آپ نے اسے سمجھا۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۳: اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ ص ۵۲)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ السلام تمام کائنات کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کوئی اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہو۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کے مشاہدہ میں ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۴: فاتحہ میں ہاتھ اٹھا کر پڑھنا طعام و شراب روز بروز کھ کر مشابہت فعل ہنود سے ہے اور یہ امر شرع میں ایصالِ ثواب کے لیے کہیں ثابت نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: بروز جمعرات عمدہ کھانوں پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے۔ کسی نیک امر کا قرونِ خیر میں نہ پایا جاتا اس کے ممانعت کی وجہ نہیں بن سکتا۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۵: نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش نام موہم شرک ہیں۔ منع ہیں ان کو بدلنا چاہیے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: عبدالنبی، غلام نبی اور نبی بخش وغیرہ نام رکھنا جائز ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ان میں شرک کے عدم وجود کا قرینہ بنتا ہے۔ فافهم وانعمم واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۶: ہر گاہ کہ احادیث میں ممانعت ان امور (قبور کو پختہ بنانا، ان پر عمارت و قبہ دروشنی و فرش و فروش وغیرہ) کی وارد ہے پھر کسی کے فعل سے وہ جائز نہیں ہو سکتے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اولیاء و انبیاء و صالحین کی قبور پر قبہ جات بنانا، روشنی و فرش و فروش کا اہتمام کرنا ان کی تعظیم کے پیش نظر جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۷: میرے استادوں کا یہ قول ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے۔ نہ سب کو پورا پورا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: تلاوت قرآن مجید کا ثواب جتنے اموات المسلمین کو بخشا جائے وہ پورا

پورا ہر ایک کو پہنچتا ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۸: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہیں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو ثواب ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: زاغ معروفہ (کالا کوا) حرام ہے۔ اس کا کھانا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۹: مردوں کی روحمیں وہب جمعہ میں اپنے گھر نہیں آتیں۔ روایت غلط ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷)

سنی (بریلوی) عقیدہ: باذنہ تعالیٰ جمعرات کے دن مسلمانوں کے ارواح اپنے اپنے گھروں میں آتے ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۰: حضرت ﷺ کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰)

سنی (بریلوی) عقیدہ: آنحضرت ﷺ کے والدین مومن تھے۔ امام صاحب سے جو مروی ہوا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا انتقال عہد کفر یعنی قبل از زمانہ اسلام ہوا۔ نہ یہ کہ وہ حالت کفر پر فوت ہوئے فافهم واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۱: درود شریف کو سب کا مل کر گیت کی صورت میں پڑھنا جو آجکل معمول ہے خلاف سنت ہے (چند الزامات کا جواب ص ۴۱)

سنی (بریلوی) عقیدہ: درود و سلام بعد از نماز جمعہ المبارک باہم مل کر پڑھنا مستحب و باعث ثواب عظیم و سبب خوشنودی رب کریم ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۲: اللہ کے سوا کسی اور کی نذر منت ماننا اور محتاجوں کو دینا وغیرہ ناجائز ہے۔ بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے۔ (چند الزامات کا جواب ص ۱۸)

سنی (بریلوی) عقیدہ: فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں کی نیاز دلانے  
 --- کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں ہے مگر یہ کام منع۔ نہیں کرے تو اچھا ہے۔  
 (بہار شریعت ص ۳۴ جلد نہم)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۳: بزرگوں اور اولیاء اللہ کے فاتحہ میں ایک خرابی ہے وہ یہ کہ لوگ  
 ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ دلاتے ہیں کہ ان سے ہمارے کام نکلیں  
 گے۔۔۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صاف شرک ہے۔  
 (بہشتی زیور ص ۶۷ جلد ششم)

سنی (بریلوی) عقیدہ: بزرگان دین انبیاء کرام، اولیاء عظام باذنہ تعالیٰ مخلوق خدا کے حاجت  
 روا و مشکل کشا ہیں۔ نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی۔  
 خدا تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ کائنات کا ہر کام وسیلہ و واسطہ سے وابستہ ہے اور محبوبان  
 خدا انعامات خداوندی کے حصول کا ذریعہ اور قدرت الہی کے مظاہر ہیں۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۴: اہل قبور سے اس طور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر اس طرح میرا کام  
 کر دے۔ تو یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۴)

سنی (بریلوی) عقیدہ: چون کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو با اختیار و صاحب تصرف بنایا ہے  
 اور مخلوق خدا کی فریادری و امداد و نصرت ان کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ اس لیے ان سے امداد مانگنا  
 اور بوقت مصیبت انہیں پکارنا شرعاً جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۵: بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں تو یہ بالکل حرام ہے۔ اور  
 اس چڑھاوے کا کھانا بھی درست نہیں۔ دینا بھی درست نہیں (بہشتی زیور ص ۶۷ جلد ششم)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اولیاء کبرام کے لیے تیل اور بیٹوں کی نذر ماننا تا کہ وہ ان کے مزارات  
 کے پاس ان کی محبت و تعظیم کے لیے جلائی جائیں جائز ہے (کشف النور)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۶: توشہ مردہ کے ساتھ لے جانا عادت یہود و ہنود کفار کی ہے۔ من

تشبہ بقوم فہو منہم۔ پس توشہ مردہ کے ساتھ ہر گز کہیں قرون ثلاثہ میں ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ فعل کفار کا ہے۔ سو اس کا کرنا بدعت اور گناہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۴)

سنی (بریلوی) عقیدہ: مردہ کے ہمراہ اشیائے صدقہ کو لے کر جانا جیسا کہ ہمارے دیار میں معمول ہے شرعاً جائز ہے۔ اس کے عدم جواز میں نہ کوئی آیت قرآنی موجود ہے نہ کوئی حدیث صحیح وارد اور نہ ہی قرون ثلاثہ میں اس کی ممانعت کی تصریح منقول ولہذا اسے ناجائز کہنا صریح جہالت ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳: آذان بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے کہ کہیں قرون ثلاثہ میں اس کا ثبوت نہیں اور جو امر ایسا ہو وہ مکروہ ہے۔ تحریماً۔۔۔ پس آذان کہنا اس جگہ منع ٹھہرا۔ سو نہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۴)

سنی (بریلوی) عقیدہ: دفن کے بعد قبر پر آذان دینا شرعاً جائز اور میت و سامعین سب کے لیے نافع ہے۔ اس سے میت کو شہادت کی تلقین اور وحشتِ قبر سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ بارانِ رحمت خداوندی اترتی ہے۔ اور یہ آذان شیطان کو بھگاتی ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۸: عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۰)

سنی (بریلوی) عقیدہ: عیدین میں مصافحہ و معانقہ کرنا اور خوشی ظاہر کرنا شرعاً جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳۹: یہ خطبہ (جس میں الوداع الوداع یا شعر رمضان وغیرہ کے الفاظ ہوں) بدعت ہے۔ اور مرثیہ و اشعار قرون مشہور لہا بالآخر میں خطبہ میں منقول نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: جمعۃ الوداع کے خطبہ میں الوداع الوداع یا شعر رمضان وغیرہ پڑھنا از

روئے شرع شریف جائز ہے اس میں رمضان شریف کی جدائی کا افسوس پایا جاتا ہے جو شرعاً مطلوب

ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۰: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے اس سے پانی



پینا مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۸)

سنی (بریلوی) عقیدہ: ہندوؤں کی لگائی ہوئی سبیل سے پانی پینا خلاف اولیٰ ہے۔ حتیٰ الوسع ان کی اشیاء صرف کو کام میں لانے سے بچا جائے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۱: ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بمشابهت روافض کے منع ہے۔  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۵)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن شربت یا پانی کی سبیل لگانا جائز اور باعث اجر عظیم ہے۔ نیز دس محرم کے روز محفل منعقد کر کے واقعہء کربلا بیان کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۲: حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا۔ اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس کا ملائوں کے واسطے مقرر ہو گیا ہے۔ حق تعالیٰ نیت سے واقف ہے۔ وہاں حیلہ کا ذکر نہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۶)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اگر میت کے ذمہ فرائض و واجبات رہ گئے ہوں اور اس نے اتنا مال نہ چھوڑا ہو کہ اس سے کل فدیہ کی ادائیگی ہو سکے یا اور ثناء و ذہنائی فدیہ میں دینے پر رضامند نہ ہوں تو حیلہء اسقاط کرنا ضروری ہے۔ اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ واللہ اعلم

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۳: طواف قبور اولیاء اللہ کا حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۱)

سنی (بریلوی) عقیدہ: اولیاء اللہ کی قبور کا طواف ان کی تعظیم و عزت کے پیش نظر کرنا حرام نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم

دیوبندی عقیدہ نمبر ۴۴: جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور ص ۹۵ جلد ۱۱)

سنی (بریلوی) عقیدہ: جنازہ کے ہمراہ باواز بلند کلمہء طیبہ پڑھنا جیسا کہ ہمارے دیار میں مشاہد

ہے۔ اس زمانہ میں بلا کراہت جائز ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲۵: جھوٹے قصے بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھ دی ہیں اور معتبر کتابوں میں کہیں ان کا ثبوت نہیں جیسے نور نامہ ان کو دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں ہے۔  
(بہشتی زیور ص ۹۲ جلد ۳)

سنی (بریلوی) عقیدہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا اور اس کے واسطے سے سب کائنات بنی۔ اس کا ثبوت معتبر کتب حدیث میں موجود ہے۔ لہذا نور نامہ وغیرہ کا پڑھنا موجب اجر و ثواب ہے۔ واللہ اعلم۔

یہ ہیں وہ چند معرکہ الآراء مسائل جن میں دیوبندیوں اور سنی بریلویوں کا شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج صاحب علم و دانش فریقین کے ان متنازعہ فیہ مسائل اور ان کے دلائل برپوری جانفشانی سے غور و فکر کرے تو وہ یقیناً بریلوی مسلک کی حقانیت اور دیوبندی مذہب کے بطلان پر پوری طرح آگاہ ہو جائے گا۔ ایک عام فہم شخص کے لیے صرف یہ بات کافی ہے کہ بریلوی دیوبندی تنازع پیدا ہونے سے پہلے سنی علماء کے عقائد وہ تھے جو بریلویوں نے اختیار فرما رکھے ہیں۔ اور وہابیوں کے عقائد وہی تھے جن کا پرچار آج کل دیوبندی لوگ کر رہے ہیں۔ دیوبندیوں کے وہابی عقیدہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے وہابیوں کو اچھا اور ان کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے جیسا کہ گنگوہی صاحب کے فتاویٰ کی عبارتیں گزر چکی ہیں۔ تعجب کی بات تو یہ کہ دیوبندیوں نے حنفی کہلوانے کے باوجود اسمعیل دہلوی جیسے کٹر غیر مقلد شخص کو اپنا پیشوا بنایا اور اسے ”شہید“ ”ولی اللہ“ ”مہبط رحمت الہی اور قطعی جنتی“ لکھا اور اس کی رسوائے زمانہ کتاب ”تفویض الایمان“ کو ایک عمدہ کتاب کہہ کر اس کے جملہ مسائل کی صحت کا اعلان عام کیا۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ کی عبارات مذکور ہوئیں۔ اب بھی اگر کسی کو دیوبندیوں کے وہابی بد عقیدہ ہونے میں تردد ہے۔ تو اسے اپنی کج فہمی کا علاج ڈھونڈنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سچے عقائد پر ثابت قدم رکھے اور وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد باطلہ سے بچائے۔ (آمین) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ستر ہواں مقالہ

تبلیغی جماعت اور وہابیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين  
اما بعد

برادرِ طریقت مولانا محمد محفوظ چشتی سلمہ ربّہ القوی نے راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہ کو تبلیغی جماعت کے عقائد و نظریات کے بارہ میں ایک کتاب لکھنے کا حکم دیا تو ان کی اس فرمائش پر یہ رسالہ ”تبلیغی جماعت اور وہابیت“ لکھنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے اللہ کریم اس دینی خدمت کو باعثِ ہدایت بنائے آمین۔ کسی مذہبی جماعت کے عقائد و نظریات جاننے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس جماعت کے اکابرین اور اس کے اکابرین کے عقائد و نظریات کو جانا جائے۔ اس اصول پر ہم پہلے اکابرین تبلیغی جماعت کو بیان کریں گے پھر اس کے اکابرین کے عقائد و نظریات پیش کریں گے تاکہ ہمارے سنی عوام خود یہ فیصلہ کر سکیں کہ تبلیغی جماعت سنی العقیدہ جماعت ہے یا وہابی العقیدہ جماعت۔ وباللہ التوفیق

## اکابرین تبلیغی جماعت

تبلیغی جماعت کی معتبر و مسند کتاب ”تبلیغی نصاب“ میں تبلیغی جماعت کے اکابرین کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ بانیء تبلیغی جماعت مولوی محمد الیاس کے بھتیجے مولوی محمد زکریا شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں ”حق سبحانہ و تقدس کے ان انعامات خاصہ میں سے جو مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور کے ساتھ ہمیشہ مخصوص رہے ہیں۔ مدرسے کا سالانہ جلسہ ہے جو ہر سال مدرسے کے اجمالی حالات سنانے کے لیے منعقد ہوتا ہے۔ مدرسے کے اس جلسہ میں مقررین و اعظمن اور مشاہیر اہل ہند کے جمع کرنے کا اس قدر اہتمام نہیں کیا جاتا جتنا کہ اللہ والے، قلوب والے، گمنامی میں رہنے والے مشائخ کے اجتماع کی سعی کی جاتی ہے۔ وہ زمانہ اگرچہ کچھ دور ہو گیا ہے جبکہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز اور قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی تشریف آوری حاضرین جلسہ کے قلوب کو منور فرمایا کرتی تھی۔ مگر وہ منظر ابھی آنکھوں سے دور نہیں ہوا جبکہ ان مجددین اسلام اور شہسوس ہدایت کے جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالرحیم

صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں مجتمع ہو کر مردہ قلوب کے لیے زندگی و نورانیت کے لیے چشمے جاری فرمایا کرتے تھے۔ (فضائل القرآن ص ۴۔ تبلیغی نصاب ص ۲۳۸)

اور یہی صاحب لکھتے ہیں اس سلسلے کا سب سے پہلا رسالہ ۱۳۴۸ھ میں فضائل قرآن کے نام سے حضرت اقدس شاہ محمد یسین صاحب نگیںوی خلیفہ قطب عالم شیخ المشائخ حضرت گنگوہی قدس سرہ کی تعمیل حکم میں لکھا گیا تھا“ (فضائل درود شریف ص ۴)

اور یہی صاحب لکھتے ہیں ”شیخ المشائخ حضرت مولانا گنگوہی کا ارشاد جو کب دری میں نقل کیا گیا ہے (فضائل ذکر ص ۱۶۲)

تبلیغی جماعت کی نصابی کتاب ”تبلیغی نصاب“ کی ان تینوں عبارات سے معلوم ہوا کہ بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انیسٹھوی اور ان کے خلفاء و تلامذہ تبلیغی جماعت والوں کے اکابرین و ممدوحین ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اپنے انہی بزرگوں کی تعلیم مخصوص کو مسلمانوں میں عام کرنے کے لیے تبلیغی جماعت شب و روز جگہ جگہ رواں دواں رہتی ہے۔ تبلیغی جماعت کے مشہور و معروف مولوی منظور احمد نعمانی ان لفظوں میں تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس کا یہ قول (۱) روایت کرتے ہیں ”حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی“ (ملفوظات الیاس ص ۵۷ بحوالہ تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اجالے میں ص ۴۱)

اور تبلیغی جماعت کے ایک مولوی سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس نے کہا ”حضرت تھانوی نے منفع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور

۱۔ خود مؤلف تبلیغی نصاب لکھتا ہے ”بالخصوص جب کہ تبلیغ کے نصاب میں حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی بہشتی زیور کو ہر شخص پڑھتا ہے اور پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ اور (محمد الیاس) دہلوی کا مشہور ارشاد ہے جو بیسیوں جگہ شائع ہو چکا ہے۔ کہ تعلیم حضرت تھانوی کی ہو اور طرز میرا ہو“ (تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات کے جوابات ص ۱۳۸)

ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منفعہ ہوا جائے۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا۔ اور ان کے آدمیوں سے عمل“ (مکاتیب الیاس ص ۱۲۶)

بانیء تبلیغی جماعت مولوی محمد الیاس کے ان دو قولوں سے خوب معلوم ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کی بنیاد کی اصل غرض و غایت تھانوی اور دیگر دیوبندی اکابرین کی تعلیم مخصوص کو عوام المسلمین میں عام کرنا اور مسلمانوں کو ان کا گرویدہ بنانا ہے۔ ولہذا یہ جماعت من کل الوجوہ دیوبندی وہابی مسک کی حامل ہے اور مسلمانوں میں وہابیت پھیلانے کے لیے ہر وقت سرگرم عمل رہتی ہے۔

### اکابرین تبلیغی جماعت کے مخصوص عقائد و نظریات

جب یہ معلوم ہو گیا کہ تبلیغی جماعت اولاً آخراً ظاہر ابطناً من کل الوجوہ دیوبندی مکتب فکر کی حامل جماعت ہے تو پھر اس کے عقائد و نظریات جاننے کے لیے اس کے اکابرین و ممدوحین کے عقائد و نظریات کا جاننا ہی کافی ہے۔ ہم یہاں صرف تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت اقدس مولوی رشید احمد گنگوہی کے بعض مخصوص عقائد و نظریات پیش کرتے ہیں وباللہ توفیق

### امام الوہابیہ نجدی کے متعلق گنگوہی کے فتوے

تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد گنگوہی صاحب امام الوہابیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں ”محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔ مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۷)

اور لکھتے ہیں ”محمد بن عبد الوہاب کے معتقدوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب انکا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے معتقدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

اور تیسری جگہ لکھتے ہیں ”اس وقت اور ان اطراف میں وہابی قبیح سنت اور دیندار کو کہتے

ہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

سنی احباب تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد شیخ المشائخ گنگوہی کے ان تین فتووں پر غور فرمائیں تو روز روشن سے زیادہ یہ بات ان پر روشن ہو جائے گی کہ تبلیغی جماعت کے عقائد اور وہابیوں نجدیوں کے عقائد متحد ہیں یعنی انیک ہیں ہاں ان میں اور نجدیوں میں صرف ظاہر اعمال میں فرق مثل حنفی، شافعی، مالکی حنبلی کا ہے کہ وہابی رفح یدین کرتے ہیں اور دیوبندی سنی مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں۔ لاکھ مدعی پہ بھاری ہے گواہی تیری

### امام الوہابیہ دہلوی کے متعلق گنگوہی کا فتویٰ

تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد گنگوہی نے امام الوہابیہ نجدی کی تعریف میں جس طرح فتوے دیے اس نے اسی طرح امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے بارہ میں بھی فتوے صادر کیے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ”مولوی محمد اسماعیل صاحب عالم متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ الیٰ ان قال اور معلوم ہو چکا کہ مولوی اسماعیل شہید، ولی، مہبط رحمت حق تعالیٰ کے ہیں تو بالضرور ان کی لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے وہ خود ملعون مطرود الرحمۃ ہوئے“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۲)

سنی احباب تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد شیخ المشائخ گنگوہی صاحب کے اس فتویٰ کے لفظوں پر غور فرمائیں کہ وہ امام الوہابیہ فی الھند مولوی اسماعیل دہلوی کا کس قدر گرویدہ اور معتقد ہیں۔ اگر گنگوہی صاحب خود وہابی نہ ہوتے تو وہ ان کی اس قدر قصیدہ خوانی نہ کرتے۔

### دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق گنگوہی کے فتوے

تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ گنگوہی نے ہندوستان میں سب سے پہلے وہابیت در آمد کرنے والے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کی تعریف میں یہ فتویٰ صادر کیا ”کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل

کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔ بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال مضل ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۲)

دیوبندی جماعت کے قطب الارشاد کے ان تین قسم کے فتاویٰ سے ہر منصف مزاج شخص کو اس بارہ میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا کہ تبلیغی جماعت سمیت سارا دیوبندی گروہ وہابی العقیدہ ہے صرف عوام اہل سنت کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لیے وہ حنفی سنی ہونے کے دعویٰ دار ہیں۔

### وہابی عقائد کی موافقت میں گنگوہی کے فتوے

تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد شیخ المشائخ گنگوہی نے نہ صرف یہ کہ امام الوہابیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کو اچھا شخص اور اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا اور امام الوہابیہ فی الہند مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو شہید ولی مہبط رحمت حق تعالیٰ وغیرہ کہا اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کو نہایت عمدہ کتاب مانا بلکہ اس نے اپنی ساری زندگی میں وہابی عقائد کی حمایت و موافقت میں فتوے صادر کیے بلکہ گنگوہی نے فتویٰ نویسی کا میدان اس لیے سنبھالا کہ عوام المسلمین جگہ جگہ سے سوال بھیجیں گے تو ان کو وہابی عقیدوں کے موافق جواب لکھ کر بھیجا جائے گا تو جگہ جگہ وہابیت کی تعلیم پہنچنی شروع ہو جائے گی۔ گنگوہی صاحب کے وہابیت نواز فتووں میں چند یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد گنگوہی لکھتے ہیں۔ ”علم غیب خاصہ حضرت حق جل شانہ کا ہے اور شے کا خاصہ اس شے ہی میں پایا جاتا ہے اور اس کے غیر میں نہیں پایا جاتا۔ (یہ عقیدہ) درست ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا ورد کرنا بندہ جائز نہیں جانتا اگرچہ شرک نہیں لیکن مشابہ شرک ہے اور اس کلام کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں۔ نداء اور استعانت اولیا سے نہ حیات میں روا ہے نہ بعد موت۔ جب انبیاء کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہو گا۔ عرس کے دن زیارت کو جانا حرام ہے۔ اور طریقہ معینہ عرس کا طریقہ سنت کے خلاف ہے لہذا بدعت ہے۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانے میں درست نہیں۔ و علیٰ ہذا القیاس



عرس کا جواب ہے۔ کسی عرس و مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ فاتحہ مروجہ بدعت ہے مع ہذا مشابہ بفعل ہنود ہے۔ جو بدعات مثل تیجہ وغیرہ کے ہیں ان کا کرنا کسی وجہ سے درست نہیں۔ فاتحہ مروجہ شرعاً درست نہیں بلکہ بدعت سیئہ ہے۔ چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے۔ ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہے۔ تبارک و رجبی بدعت ہیں ان کی کوئی اصل شرع میں نہیں۔ توشہ مردہ کے ساتھ لے جانا عادت یہود اور ہنود کفار کی ہے“

”عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے۔ قبور کو پختہ بنانا ناجائز ہے۔ حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس کا ملائوں کے واسطے مقرر ہو گیا ہے۔ آذان بعد دن کے قبر پر بدعت ہے۔ خطبہ جمعہ الوداع میں الوداع یا شھر رمضان کہنا بدعت ہے۔ لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا۔“

”تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ میں درست نہیں۔ اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ نبی بخش پیر بخش، سالار بخش مدار بخش ایسے ناموں کا رکھنا موہم شرک ہے۔ منع ہے۔ ان کو بدلنا چاہیے۔ امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پروہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ (انبیاء اور عام انسانوں) میں نفس بشر ہونے میں مساوات ہے۔ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے۔ خواہ السلام علیک کہے یا السلام علی النبی کہے۔ بعضے شخص کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو آخر عمر میں کل علم غیب عنایت فرمائے ہیں سو یہ بات محض غلط ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ملقطا)

سنی مسلمان تبلیغی جماعت کے شیخ المشائخ قطب الارشاد کے مندرجہ بالا عقائد و نظریات کو پڑھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ فتوے صادر کر کے گنگوہی صاحب نے سنییت و حنفیت کی خدمت کی ہے یا وہابیوں کی نمک خوری کا حق ادا کیا ہے۔ بہر حال تبلیغی جماعت اپنے اکابرین کے انہی وہابیانہ عقائد کی تبلیغ و ترویج کے لیے جگہ جگہ پھرتی اور فرد فرد کو بلاتی ہے۔ ولہذا سنی مسلمانوں پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اس جماعت سے کسی قسم کا کوئی حسن سلوک نہ کریں اور نہ ان کے حلقہء

تبلیغ میں بیٹھیں اور نہ ان کے مرکز میں جائیں۔ اور نہ ان کے ساتھ چلے کشتی کریں  
۔ کارِ مافیضت بود کردیم

## ایک سوال

اگر دیوبندی لوگ وہابی العقیدہ لوگ ہیں تو پھر بعض دیوبندی مولویوں نے وہابیہ کی شدید مذمت  
اپنی کتابوں میں کیوں لکھی ہے؟ مثلاً مولوی حسین احمد مدنی لکھتا ہے ”صاحبو! محمد بن عبدالوہاب  
نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا  
اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا  
رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب اور  
رحمت شامد کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف  
صالحین اور ان کے اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے  
لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس  
کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (شہاب ثاقب ص ۲۲)

اور مولوی ظلیل احمد انیسٹھوی لکھتا ہے ”ہمارے نزدیک ان (محمد بن عبدالوہاب نجدی  
اور اس کے اتباع) کا حکم وہی ہے جو صاحب دارمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے۔  
شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا  
مرکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے الٰہی ان قال اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا  
”ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین  
شریفین پر مغلوب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان  
ہیں۔ اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے  
اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اس کے  
بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہء مشائخ میں  
نہیں۔ نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں“ (ترجمہ المہند ص ۳۸)

## جواب

تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب دیوبندی جماعت کے قطب الارشاد المشائخ رشید احمد گنگوہی کے وہابیت نواز فتوے ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے تو اس وقت کے سنی علماء پر علمائے دیوبند کا وہابی العقیدہ ہونا ظاہر ہوا۔ انہوں نے ہر جگہ دیوبندی ٹولہ کی وہابیت نوازی کی تردید شروع کر دی۔۔ مناظرے ہوئے۔ جگہ جگہ ان کے خلاف تقریریں کی گئیں۔ ان کے فتووں کی تردید میں فتوے رسالے اور کتابیں لکھی گئیں تو یہ ٹولہ اہل سنت عوام المسلمین کے نظر میں بھی بدنام اور بے وقار ہو کر رہ گیا۔ اس گندم نما جو فروش جماعت کی مکمل پردہ کشائی کے لیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی اور ان کے تلامذہ و خلفاء نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ اس نئی صورت حال سے نپٹنے اور اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کرنے کے لیے اس وقت کے دیوبندی مولویوں نے وہابیوں کی مذمت شائع کرنی شروع کر دی تاکہ ان کی وہابیت پر پھر پردہ پڑ جائے اور وہ سنیوں میں گھل مل کر رہنے کے قابل ہو جائیں۔

## مزید تائید

مولوی حسین احمد مدنی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے وہابیہ کی مذمت محض داغ بدنامی دور کرنے کے لیے لکھی۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ان دونوں نے اپنے اکابرین کے ان فتووں کی کوئی تردید نہیں کی جو امام ابو الوہابیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی، امام الوہابیہ محمد اسماعیل دہلوی اور ان کی کتابوں کی تعریف میں لکھے گئے تھے مثلاً رشید احمد گنگوہی کے وہ فتوے جو ابھی ہم نے پیش کیے نہ ان کی صراحتاً تردید کی گئی اور نہ اشارۃً اور نہ ان کی کوئی معقول قابل قبول تاویل پیش کی گئی۔ پس اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مدنی صاحب اور انبیٹھوی صاحب کو وہابیت سے نفرت تھی۔ صرف مسلمانوں کی نظروں میں سنی بننے کے لیے وہابیت سے نفرت ظاہر کر رہے تھے۔ اے اللہ ایسے شاطروں کی فریب کاری سے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو بچا آمین ثم آمین۔

## اعتراف وہابیت

اگرچہ مدنی اور انبیٹھوی صاحبان نے اپنی کتابوں میں وہابیہ کی مذمت لکھی تھی مگر اس کے باوجود

دیوبندیوں کو اپنے وہابی ہونے کا اعتراف تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب سرپرست ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ تحریر فرماتے ہیں

”وہابیت کا اعتراف: زمانہء حال کے فرقوں میں فرقہ وہابیہ نے اسلام کی حرمت اور انبیاء و اولیاء کی عظمت پر جس بے دردی سے حملہ کیا ہے وہ تاریخ کا ایک نہایت المناک واقعہ ہے۔ اسی فرقہ وہابیہ نجدیہ کے ساتھ تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی زکریا شیخ الحدیث سہارنپور اور مولوی منظور نعمانی کا وہ تعلق ملاحظہ فرمائیے جسے سوانح مولانا یوسف کاندھلوی کے مصنف کے بیان کے مطابق مولانا الیاس کے انتقال کے بعد ان کی جانشینی کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانی نے ظاہر کیا تھا کہ ”ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے لیے اس بات میں کوئی خاص کشش نہ ہو گی۔ کہ یہاں حضرت کی قبر ہے۔ یہ مسجد ہے۔ جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے“ (سوانح مولانا یوسف ص ۱۹۲)

مولوی زکریا نے اس کے جواب میں فرمایا ”مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچاجان کی قبر اور حضرت کے حجرہ اور درو دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔“ (سوانح مولانا یوسف ص ۱۹۳)

اپنے وہابی ہونے کا خود اپنی زبان سے یہ کھلا ہوا اقرار ملاحظہ فرمائیے۔ کوئی دوسرا ان کے بارے میں کہتا تو الزام سمجھا جاتا لیکن خود اپنے اقرار کا مطلب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ (تبلیغی جماعت کے اکابرین حضرات) ہتھیہ وہابی ہیں اور ان کے پاس اعتقاد و عمل کا جو کچھ بھی سرمایہ ہے وہ مدینہ کا نہیں بلکہ نجد کا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کا مذہب جب انہیں خود پسند ہے تو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس تبلیغی قافلے کی وہ قیادت کر رہے ہیں اسے وہ کس طرف لے جا رہے ہیں اور کیوں نہ ہو جبکہ جن تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا تبلیغی جماعت کا مقصود اولین ہے۔ ان کی یہ تمنا تھی کہ ”اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں“ (الاقاضات ایومیہ ص ۶۷ جلد پنجم)

نیز تھانوی صاحب نے لوگوں کو برملا کہہ دیا تھا کہ ”بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو“ (اشرف السوانح ص ۳۵ جلد اول)

اب اس کے بعد بھی تبلیغی جماعت کی چلت پھرت کا مطلب کوئی نہ سمجھے واللہ الهادی

الموفق“ (دو جماعتیں اپنے آئینہ میں ص ۲۰)

تبلیغی جماعت کو مسجد سے نکالنے کا مسئلہ

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے روز روشن کی طرح روشن ہو گیا کہ تبلیغی جماعت وہابی العقیدہ جماعت ہے اور وہ وہابی عقائد عوام المسلمین کو سکھانے کے لیے گروہ در گروہ پھرتی ہے۔ وہابی سنی کا مد مقابل ہوتا ہے تو اہل سنت پر شرعاً لازم ہے کہ وہ اپنے مد مقابل سے کوئی نرمی نہ برتیں بلکہ سختی سے کام لے کر ان لوگوں کو دور ہٹائیں۔ اپنی مساجد میں انہیں گھسنے نہ دیں اور اگر وہ ڈیرا ڈالیں تو انہیں مسجد سے نکال دیں اور اگر وہ اس رویہ پر اعتراض کریں تو انہیں انہی کے قطب الارشاد شیخ المشائخ حضرت اقدس رشید احمد گنگوہی کا درج ذیل فتویٰ دکھائیں۔

گنگوہی صاحب کا فتویٰ

سوال ۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات متعلق بوفات عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ ہیں ظاہر ہے پس اس مرزائی جماعت کا اپنی مساجد میں نہ آنے دینا اور ان کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے تنفر رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: مرزا قادیانی گمراہ ہے۔ اس کے مرید بھی گمراہ ہیں۔ اگر جماعت سے الگ رہیں اچھا ہے۔ جیسا کہ افضی خارجی کا جدا رہنا اچھا ہے۔ ان کی واہیات مت سنو۔ اگر ہو سکے اپنی جماعت سے خارج کر دو۔ بحث کر کے ساکت کرنا اگر ہو سکے ضرور ہے ورنہ ہاتھ سے ان کا جواب دو اور ہر گز فوت نہ بنا عیسیٰ علیہ السلام کا آیات سے ثابت نہیں۔ وہ بکتا ہے اس کا جواب علماء نے دے دیا ہے مگر وہ گمراہ اپنے اغوا و اضلال سے باز نہیں آتا۔ حیا اس کو نہیں رہتی کہ شرماوے۔ جو عقیدہ صحابہ سے آج تک ہے وہ یہ ہے کہ زندہ آسمانوں پر گئے اور نزول فرما کر دنیا میں فوت ہوویں گے۔ اس کے خلاف باطل ہے فقط والسلام“ (تذکرۃ الرشید ص ۱۳۰ جلد اول)

الحمد للہ گنگوہی صاحب نے کیا اچھا فتویٰ لکھا۔ مرزائیوں کو جماعت سے نکالنے اور اپنی مسجدوں سے باز رکھنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے خارجیوں کو بھی جماعت سے نکالنے اور اپنی مسجدوں سے دور رکھنے کا فتویٰ دے دیا۔ اور چونکہ علامہ ابن عابدین شامی حنفی نے ردالمحتار حاشیہ

در مختار میں محمد بن عبد الوہاب اور اس کے اتباع کو خارجیوں میں شمار کیا ہے اور دیوبندی وہابیوں ہی کی ایک قسم ہے تو اب ہم پر گنگوہی صاحب کے اس فتوے کے رو سے بھی ضروری ہو گیا کہ ہم خوارج زمانہ وہابیہ دیوبندیہ کی نام نہاد تبلیغی جماعت کو اپنی مساجد سے روکیں اور بزور انہیں اپنی جماعت سے نکالیں تبلیغی جماعت والوں کو بھی اپنے شیخ المشائخ قطب الارشاد کے اس ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے اور انہیں غیروں کی مسجدوں میں جا کر فتنہ و فساد بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے و لکن اللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ و هذا آخر ما اردنا ایرادہ فی هذه المقالة النافعة

تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

اٹھارہواں مقالہ

تبلیغی جماعت کا مقصدِ تبلیغ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ العلیٰ الحکیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد

ہمارے علاقہ میں تبلیغی جماعت کے وفود وقتاً فوقتاً تبلیغ کی غرض سے آتے رہتے ہیں۔ ہمارے بعض سادہ لوح سنی مسلمان اس جماعت کی حقیقت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے اس کی تبلیغی محفلوں میں شامل ہوتے ہیں اس لیے ضروری تھا کہ اس جماعت کے اصلی خدو خال اور پوشیدہ عقائد و نظریات پیش کیے جائیں۔ تاکہ ہمارے سنی بھائی انہیں پڑھ کر اس جماعت کی اصلیت سے باخبر ہوں اور ان سے کنارہ کش رہ کر اپنے دین و ایمان کو بچا سکیں۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہم نے یہ مختصر مقالہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے۔ آمین

### بانیء تبلیغی جماعت کا مذہب

تبلیغی جماعت کی بنیاد محمد الیاس دیوبندی نے دہلی کی ایک گننام مسجد میں رکھی۔ یہ شخص مولوی رشید احمد گنگوہی کامرید، مولوی اشرف علی تھانوی کا بے حد معتقد اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کا شاگرد تھا۔ (کتاب دو جماعتیں ص ۳) پاکستان معرض وجود میں آیا تو لاہور سے مشرقی جانب واقع ایک قصبہ رائے ونڈ نامی میں اس کا نیامرکز قائم کیا گیا۔ آج کل پاکستان میں اس جماعت کا سالانہ اجتماع اسی جگہ ہوتا ہے۔ اور یہیں سے تبلیغی وفود باہر بھیجے جاتے ہیں۔

### تبلیغی جماعت کے عقائد و نظریات

چونکہ تبلیغی جماعت کا بانی کٹر دیوبندی تھا اس لیے ظاہر ہے کہ اس جماعت کے عقائد و نظریات بھی وہی ہیں۔ جو آج کل دیوبندی پیش کرتے ہیں اور ان کی پوری پوری وضاحت ان کی مقبول عام خانہ زاد کتابوں میں موجود ہے

مولوی محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت اپنے ایک مکتوب میں لکھتا ہے ”حضرت تھانوی صاحب سے منفع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منفع ہوا جائے۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل“ (مکاتیب الیاس مؤلفہ ابوالحسن علی ندوی ص ۱۳۶)



بانیء تبلیغی جماعت کی اس عبارت پر غور فرمائیں۔ وہ کتنی صراحت کے ساتھ مولوی اشرف علی دیوبندی کی محبت کا چرچا کر رہا ہے اور تھانوی صاحب کے آدمیوں اور کتابوں سے منفع ہونے کا درس دے رہا ہے۔ مختصر یہ کہ اس شخص کا اصل مقصد سنی مسلمانوں کو تھانوی صاحب کا ہم خیال بنانا۔ اور ان کے ہم خیال لوگوں سے واسطہ کرنا اور ان کی کتابوں کو عوام المسلمین میں پھیلا نا اور مقبول عام بنانا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر اس نے تبلیغی جماعت بنائی اور اسی مقصد کے حصول کے لیے تبلیغی جماعت کے نام نہاد مبلغین گلی گلی کی ٹھو کریں کھاتے پھرتے ہیں۔

نیز تبلیغی جماعت کے سربراہ بیٹا کی منظور نعمانی بانیء تبلیغی جماعت کا ایک اور قول ان لفظوں میں روایت کرتے ہیں۔ ”حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہء تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی“ (ملفوظات الیاس ص ۷۵ بحوالہ تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اجالے میں ص ۳۱)

بانیء تبلیغی جماعت کی یہ عبارت بھی قابل غور ہے اس عبارت میں تبلیغی جماعت کے بنانے کی غرض و غایت کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ یعنی تھانوی صاحب کی تعلیم عام کرنے کے لیے مولوی الیاس نے اپنا طریقہء تبلیغ اختیار کیا ہے۔ اور اس ٹھیکہ کو پورا کرنے کے لیے اس نے تبلیغی جماعت بنائی ہے۔

الغرض تبلیغی جماعت کے عقائد و نظریات خالص دیوبندی ہیں۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے خانہ زاد عقائد و نظریات کو عوام المسلمین میں پھیلانے اور عام کرنے کے لیے یہ لوگ جگہ جگہ سیر و تفریح کر رہے ہیں۔ سنی مسلمانوں کو ان مخالفین اہل سنت سے ہوشیار اور کنارہ کش رہنا چاہیے۔

### تھانوی صاحب کی تعلیم

تبلیغی جماعت کے عقائد و نظریات کی مزید وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ تھانوی صاحب کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے پیش کر دیئے جائیں چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

۱۔ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ضرور خبر رتی ہے۔ یا کسی کو زور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی یا کسی کو نفع و نقصان کا مختار

سمجھنا کسی سے مرادیں مانگنا یا روزی اولاد مانگنا یا کسی کے نام کا چڑھاوا چڑھانا یا منت ماننا یا کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا یا کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا ہونا کسی کی دہائی دینا یا کسی جگہ کا کعبہ برابر ادب تعظیم کرنا یا کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا یا کسی بزدل کا نام بطور وظیفہ کے چبنا یا یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔ یہ سب کفر و شرک کی باتیں ہیں (بہشتی زیور)

۲۔ قبروں پر چراغ جلانا، عورتوں کا وہاں جانا، چادریں ڈالنا، پختہ قبریں بنانا، بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ قبر کو چومنا چاٹنا۔ خاک ملنا، طواف کرنا۔ مٹھائی، چاول یا گلے وغیرہ چڑھانا، تجمیلا چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا۔ کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کے لیے کافی سمجھنا یہ سب باتیں بدعت اور بری رسم ہیں۔ (بہشتی زیور)

۳۔ اب دیکھو جاہلوں نے اس (فاتحہ) میں کیا کیا بکھیڑے شامل کیے ہیں۔ اول تھوڑی سی جگہ لیتے ہیں۔ اس میں کھانا رکھتے ہیں بعض بعض کھانے کے ساتھ پانی اور پان بھی رکھتے ہیں۔ پھر ایک شخص کھانے کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ سورتیں پڑھتا ہے اور نام بنام سب مردوں کو بخشا ہے۔ اس من گھڑت طریقے میں یہ خرابیاں ہیں۔ (بہشتی زیور)

۴۔ (فاتحہ مروجہ میں پانچویں خرابی یہ ہے کہ) اس وقت اس کی (میت کی) روح آتی ہے۔ چنانچہ لوہان وغیرہ خوشبو سلگانے کا یہی منشاء ہے۔ گو سب کا خیال نہ ہو۔ (بہشتی زیور)

۵۔ (فاتحہ مروجہ میں) چھٹی خرابی یہ ہے کہ فاتحہ میں جمعرات کی قید اپنی طبیعت سے لگا لی۔ جب شریعت سے سب دن برابر ہیں تو خاص جمعرات کو فاتحہ کا دن سمجھنا شرعی حکم کو بدلنا ہے یا نہیں۔ (بہشتی زیور)

۶۔ بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں تو یہ بالکل حرام ہے اور اس چڑھاوے کا کھانا بھی درست نہیں۔ دینا بھی درست۔ (بہشتی زیور)

۷۔ بعضے لوگ مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں۔ چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدہ سے لوگ ایسا کرتے ہیں شرک ہے۔ (بہشتی زیور)

۸۔ جنازہ کے ساتھ کچھ اناج یا پیسے وغیرہ بھیجتی ہیں۔ کہ قبر پر خیرات کر دیا جا

میں زیادہ نیت ناموری کی ہوتی ہے جس میں کچھ بھی ثواب نہیں ملتا ہے۔ (بہشتی زیور)

۹۔ بعض مقرر تاریخوں پر یا ان سے ذرا آگے پیچھے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں بانٹا جاتا ہے اور کچھ غریبوں کو کھلا دیا جاتا ہے۔ اس کو تیجا۔ دسواں۔ چالیسواں کہتے ہیں۔ جب یہ نیت ہوئی تو ثواب تو کیا ہوتا انا گناہ اور وبال ہے (بہشتی زیور)

۱۰۔ بعضی تو یوں سمجھتی ہیں کہ پیغمبر ﷺ اس محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں اور اسی واسطے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے۔ (بہشتی زیور)

۱۱۔ رمضان کے آخر جمعہ کے خطبے میں وداع و فراق کے مضامین پڑھنا بدعت ہے۔

(بہشتی زیور)

۱۲۔ میت کو قبر میں رکھتے وقت آذان کہنا بدعت ہے۔ (بہشتی زیور)

۱۳۔ قیام میلاد کو ضروری سمجھنا گناہ ہے۔ (بہشتی زیور)

۱۴۔ کفن میں یا قبر میں عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعار کھنا درست نہیں۔

(بہشتی زیور)

۱۵۔ نور نامہ وغیرہ دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں۔ (بہشتی زیور)

یہ ہیں تھانوی صاحب کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے جسے مسلمانوں میں عام کرنے کا ٹھیکہ تبلیغی جماعت نے لے رکھا ہے۔ اب ہم بانیء تبلیغی جماعت کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے بھی پیش کرتے ہیں تاکہ تبلیغی جماعت کے پوشیدہ اعتقادات و نظریات کی مزید وضاحت ہو جائے۔

گنگوہی صاحب کی تعلیم

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

(۱) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر

بااختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۲) رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ نصوص شرعیہ صریحہ

کے خلاف اور مشرکانہ عقیدہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۳) جب انبیاء کرام علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا ناجائز ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۴) ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی ہیما اللہ وغیرہ حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ)

(۵) کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعرس اور مولود درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۶) محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۷) چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے۔ ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہے (فتاویٰ رشیدیہ)

(۸) (پیشوائے وہابیہ) مولوی محمد اسماعیل صاحب علم، متقی، بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن اور حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے (فتاویٰ رشیدیہ)

(۹) (مولوی اسماعیل دہلوی کی لکھی ہوئی کتاب) تقویہ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان ہے قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۰) نی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش نام موہم شرک ہیں۔ منع ہیں ان کو بدلنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۱) جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہیں اور کھانے والے کو برا کہتے ہیں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو ثواب ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۲) پس صاف روشن ہو گیا کہ مغیبات آپ کو معلوم نہیں۔ اپنا نفع اور ضرر بھی آپ کے اختیار میں نہیں تو یہ عقیدہ البتہ خلاف نص قرآن کے شرک ہوا۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۳) تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ درست نہیں۔ اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

(رشیدیہ)

یہ ہیں بانیء تبلیغی جماعت کے پیر و مرشد گنگوہی صاحب کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے جنہیں مسلمانوں میں عام کرنے کے لیے تبلیغی جماعت شب و روز ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ اب ہم گنگوہی صاحب کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کی مخصوص تعلیم کے چند نمونے بھی پیش کرتے ہیں تاکہ تبلیغی جماعت کے حقیقی خدو خال پوری طرح نمایاں ہو جائیں۔

## دہلوی صاحب کی تعلیم

چنانچہ شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

- (۱) اولیاء و انبیاء امام و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں۔ (تقویۃ الایمان)
- (۲) جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ (تقویۃ الایمان)
- (۳) اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چھارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان)
- (۴) جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو ملنیے اور اس کے سوا کسی کو نہ ملنیے۔ (تقویۃ الایمان)
- (۵) اس شہنشاہ کی شان تو یہ ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان)
- (۶) یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان)
- (۷) جو ان کاموں کا مختار ہے وہ اللہ ہے۔ محمد یا علیؑ نہیں اور جس کا نام محمد یا علیؑ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان)
- (۸) ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

## خلاصہء مطلب

یہ کہ تبلیغی جماعت کے پیشوایان تھانوی، گنگوہی اور دہلوی صاحبان کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ سنی مسلمان انبیاء کرام اولیاء عظام کی تعظیم کرنا، تیجہ، چالیسواں، گیارہویں، عرس اور رجبی وغیرہ کی صورت میں اپنے اموات کو ایصالِ ثواب کرنا، انبیاء کرام کو بے عطاءئے خداوندی غیب دان اور حاضر و ناظر سمجھنا، یا رسول پکارنا، میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد کرنا، مولود خوانی کے دوران قیام تعظیسی کرنا، اموات المسلمین کے واجبات کے اسقاط کے لیے حیلہ کرنا وغیرہ امور خیر کو نہ صرف ترک کر دیں بلکہ وہ ان کے ہم خیال وہم عقیدہ ہو کر ان کے بدعت و ناجائز ہونے کا عقیدہ اپنا لیں۔ دوسرے الفاظ میں سنی مسلمان قدیم سنی بزرگان دین حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ، ماتراییہ اور اشعریہ سے اپنا سلسلہء تعلق منقطع کر کے پیشوایان دیوبند ابن عبد الوہاب نجدی، ابن قیم، ابن تیمیہ وغیرہم سے اپنا سلسلہء تعلق جوڑ لیں۔ اللہ تعالیٰ مخالفین اہل سنت کی اس گہری سازش سے ہمارے سنیوں کو آگاہ ہونے کی توفیق بخشے۔ اور دین و ایمان کے چوروں سے ان کے متاع ایمان کو محفوظ رکھے۔

## تبلیغی جماعت کا طریقہء تبلیغ

تبلیغی جماعت کا مقصد تبلیغ واضح کرنے کے بعد ہم اس جماعت کے طریقہء تبلیغ کی وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہ تقیہ باز جماعت ابتداءً اپنے عقائد فاسدہ و نظریات باطلہ پر پردہ ڈالے رکھتی ہے۔ اور مسلمانوں کو کلمہ اور نماز کی تبلیغ کرتی ہے۔ جب سنی لوگ اس سے قدرے مانوس ہو جاتے ہیں تو پھر یہ انہیں چند دنوں کی چلہ کشی کے لیے چورے فضائل سنا کر اپنے ہمراہ نکلنے پر آمادہ کرتی ہے۔ جب بھولے بھالے ان پڑھ اپنے عقائد سے بے خبر مسلمان ان کے دام تزویر میں پھنس کر ان کے ہمراہ گشت لگانے کو نکل پڑتے ہیں تو پھر یہ جماعت انہیں تنہائی میں اپنی خود ساختہ توحید اور خانہ ساز شرک کا مفہوم سمجھانا شروع کرتی ہے۔ نتیجتاً یہ چلہ کش مسلمان چلہ پورا ہونے پر پوری طرح سنییت سے بیزار اور وہابیت کے دلدادہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ جب وہ نیادین و عقیدہ لے کر اپنے علاقہ میں واپس آتے ہیں تو وہ سنیوں سے بحث چھیڑتے اور فتنہ و فساد کا سبب بن

جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین و ایمان کے ان شکاریوں کی اس گہری خطرناک چال سے محفوظ رکھے  
آمین۔

الغرض آپ حضرات مولانا ارشد القادری صاحب کے ان الفاظ میں چلہ کشی کے برے  
اثرات کا اندازہ فرمائیں۔ ”تبلیغی جماعت کی ان سرگرمیوں میں سب سے گہرا راز جس پر ہنوز  
پردہ پڑا ہوا ہے یہی ہے کہ اس کے مبلغین عام اجتماعات میں کسی رخ سے بھی یہ ظاہر نہیں ہونے  
دیتے کہ وہ عام مسلمانوں کا مذہب و اعتقاد بدلنے اُٹھے ہیں۔ لیکن سچ پوچھیے تو ان کے شکار کا اصل  
میدان وہ تبلیغی گشت ہے جس میں وہ اپنے ہمراہ سادہ لوح مسلمانوں کو گاؤں گاؤں اور شہر شہر  
پھراتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے مبلغین ہر جگہ اپنی تقریروں میں اس بات پر بہت زیادہ زور  
دیتے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ گشت میں نکلیں۔ چلت پھرت تبلیغی جماعت کی ایک خاص  
اصطلاح ہے اور یہ اتنی اہم ہے کہ جس اجتماع سے چلت پھرت کے لیے لوگ دستیاب نہیں ہوتے  
اسے وہ کامیاب اجتماع ہی نہیں سمجھتے۔ تبلیغی گشت یا چلت پھرت کو وہ اس لیے بہت زیادہ اہمیت  
دیتے ہیں کہ سفر میں آدمی اپنی دنیا سے یک لخت کٹ جاتا ہے اور انہی لوگوں پر بھروسہ کرتا ہے  
جو اس کے ساتھ شریک سفر رہتے ہیں۔ کسی کوششے میں اتارنے کے لیے تنہائی اور فرصت کے  
لمحات کا اس سے بہتر اور کوئی زمانہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ تبلیغی جماعت کا یہ سفر ایک مذہبی تقدس  
کے جذبے سے وابستہ ہوتا ہے اس لیے پہلے ہی قدم پر امیر جماعت کی سربراہی اور اس کے ساتھ  
دینی وابستگی کا ایک نیاز مندانہ تصور ذہن سے منسلک کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ شرکائے سفر میں سے  
کوئی بھی ماحول کی گرفت سے آزاد نہ ہونے پائے۔ اس طرح پہلے ہی ملاقات میں ایک قابل اعتماد  
مرشد کی امیر جماعت کے ہاتھوں میں ساتھیوں کے مشاغل اور نظام الاوقات کا سارا اختیار منتقل ہو  
جاتا ہے۔ اب اطاعت شعار نیاز مندوں کی یہ ٹولی کسی آبادی میں پہنچ کر اپنی پسند کی کسی مسجد میں  
قیام کرتی ہے۔ امیر جماعت کی سربراہی میں آبادیوں کا گشت کر کے واپس لوٹنے کے بعد  
ساتھیوں کی ایک مخصوص مجلس تعلیم منعقد ہوتی ہے جس میں باہر کے لوگ شریک نہیں ہوتے۔  
ذہن و فکر پر چھاپہ مارنے کی یہی وہ تازک گھڑی ہوتی ہے جس کی زد سے بچ نکلنا ہر شخص کا کام  
نہیں ہوتا“ (تبلیغی جماعت ص ۱۲۹)



تبلیغی جماعت کے اسی پراسرار طریقہ تبلیغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں ”آپ لوگ خوب یقین فرمائیے کہ ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دلازاری کو پسند کرتی ہے اور نہ کسی فتنہ و فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے۔ آپ لوگوں نے بدعتی کے لفظ سے بعض جگہ کے لوگوں کو یاد کیا ہے۔ آئندہ سے ایسے الفاظ سے احتراز چاہیے۔ جو اشتعال انگیز فتنہ خیز ہوں بلکہ اس قسم کے پیہم الفاظ لکھنے چاہیے۔ جس سے کسی خاص فرقہ یا جماعت پر طعن نہ آئے مثلاً بعض جگہ کے لوگ اب تک شکوک و شبہات میں پڑے ہوئے ہیں۔ دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری اور کام کو بے رونق کرنے والی چیز ہے۔ دوسروں میں عیب نکالنے سے اپنا مایہ بھی جاتا رہتا ہے اور اپنے میں عیب ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالنے سے پونجی میں کمی نہیں آتی اور اگر اس پر ندامت کے ساتھ استغفار و توبہ کی تو آئندہ کے لیے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔ بہر کیف تحریر و تقریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جس میں اندیشہ و خطرہ ہو فساد کا۔ اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدظنی بڑھے۔ سارے مسلمان اپنے ہی بھائی ہیں۔ جب نرمی اور طریقہ سے لائے جائیں گے تو خود ہی حق پر آجائیں گے“ (مکاتیب الیاس ص ۱۴۰)

بہر کیف یہ جماعت انوکھا طریقہ تبلیغ اختیار کر کے مسلمانوں کو وہابی بناتی ہے۔ لہذا اس سے کنارہ کش رہنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کارِ مافیہ صحت بود کر دیم

## چلہ کشی کی اہمیت

چونکہ یہ جماعت اپنے نئے ہمراہیوں کا ذہن بدلنے کے لیے تبلیغی گشت کو کام میں لاتی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ سطور میں تفصیلاً ذکر ہوا۔ اس لیے اس کے نزدیک چلہ کشی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ بانی تبلیغی جماعت اس بارہ میں لکھتا ہے۔

”جواب تک میرے ذہن میں دین میں کمی کا باعث ہے وہ ایک ظاہر کے متعلق ہے اور ایک باطن کے متعلق ہے۔ ظاہر کے متعلق یہ ہے کہ جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے متعلق نکلنا چھوڑ دیا حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی۔ حضور خود پھیرا کرتے تھے۔ اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا۔ وہ مجنونانہ پھیرا کرتا تھا۔ مکہ کے زمانے میں مسلمین کی تعداد افراد کے درجہ میں تھی تو ہر



ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت و شخصیت کے منفرد ادوسروں پر عرض حق میں کوشش کرتا رہا۔ مدینہ میں مجتہدانہ و متحدانہ زندگی تھی وہاں پہنچتے ہی آپ نے ہر چہار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کر دیں۔ سو اس کا چھوٹ جانا جسم مذہب کا چلا جانا ہے“ (مکاتیب الیاس ص ۱۱)

اور دوسرے مقام پر لکھتا ہے ”بندہ نا چیز کے نزدیک یہ تبلیغ شریعت طریقت حقیقت تینوں کو علی الاتم جامع ہے“ (مکاتیب الیاس ص ۶۷)

اور تیسری جگہ لکھتا ہے ”حضرت تھانوی کے لیے ایصالِ ثواب کا بہت اہتمام کیا جائے۔ ہر طرح کی خیر سے ان کو ثواب پہنچایا جائے۔ کثرت سے قرآن شریف ختم کرائے جائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ سب اکٹھے ہو کر ہی پڑھیں بلکہ ہر شخص کا تنہائی میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ تبلیغ میں نکلنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اس لیے اس صورت سے زیادہ پہنچاؤ“ (مکاتیب الیاس ص ۶۷)

غور فرمائیں کہ تبلیغی جماعت کا بانی تھانوی صاحب کی تعلیم عام کرنے کے لیے جو تبلیغی دورے ضروری سمجھتا ہے۔ اس کے بقول ان کی شرعی حیثیت کتنی زیادہ ہے۔ یعنی وہ اسے سنت مؤکدہ، دین کا اہم رکن اور قرآن خوانی سے بھی زیادہ ثواب والا کام قرار دے رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ)

### تبلیغ سے زیادہ تعلیم کی ضرورت ہے

چونکہ تبلیغی جماعت کا اصل مشن عام مسلمان کے ذہن کو تبدیل کر کے دیوبندیت کی طرف مائل کرنا ہے۔ اس لیے یہ جماعت تعلیم کی بجائے تبلیغ کو زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے وفد میں اکثر مبلغین نرے جاہل اور دین سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ تبلیغ ہر کس و نا کس کا کام نہیں صرف اور صرف علماء کا کام ہے۔ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں العلماء ورثۃ الانبیاء (منصب تبلیغ میں) علماء امت انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء جاہل پر تبلیغ کرنا ممنوع بتاتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔ اول علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا الی آخرہ“

اور ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔ حدیث من رأى منکم میں من بعضیہ لا کر اس طرف

اشارہ فرمادیا کہ امر بالمعروف صرف اسی شخص کا کام ہے جو نیکیوں کے درجات، برائیوں کے تفاوت اور ان میں اتفاتی و اختلافی امور کا علم رکھتا ہے“ (مرقاۃ)

اور امام صاوی ارشاد فرماتے ہیں۔ ہر شخص تبلیغ کا اہل نہیں۔ مثلاً جاہل کہ وہ نہ کسی کام کا امر کرنے کا مجاز ہے اور نہ کسی بات سے منع کرنے کا۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے کسی برے کام کا امر کرنے لگے یا کسی اچھے کام سے منع کرنے لگے“ (تفسیر صاوی)

## الغرض

تبلیغی جماعت کا مشن نہایت خطرناک و پر امرار ہے۔ سنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہے کہ وہ اپنے ایمان کو بچانے کے لیے ان لوگوں سے پوری پوری نفرت کا اظہار کریں۔ انہیں اپنے پاس نہ پھٹکنے دیں۔ انہیں اپنی مساجد میں نہ گھسنے دیں۔ اور اگر یہ چوروں کی طرح گھس آئیں تو انہیں ذلیل کر کے وہاں سے نکال دیں۔ ان کی تبلیغ ہر گز ہر گز نہ سنیں۔ اور ان کے مرکز میں ہر گز نہ جائیں اور نہ ان کے ہمراہ چلے کشتی میں اپنے ایمان، عقیدہ اور وقت کا ضیاع کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان نصیحتوں کو بار آور فرمائے۔ اور سنی طبقہ کو بیدار کرے۔ آمین و هذا آخر ما اردنا ايرادہ فی ہذہ المقالۃ النافعۃ تقبھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم ﷺ۔

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

انیسواں مقالہ

آئینہ عوہابیت

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک شخص نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہابی ہیں اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی وہابی ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ قول کیسا ہے؟ اور عند الشرع اس کے قائل کا کیا حکم ہے؟ (العارض ابو لؤیاء محمد عبد الحمید

قادری)

الجواب وهو الموفق للصدق والصواب۔

شخص مذکور کا یہ دعویٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہابی ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے اس دعویٰ کی طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی اور نصرانی ہیں، بالکل بے اصل اور بے حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یا اهل الكتاب لم تحاجون فی ابراهیم وما انزلت التورۃ والانجیل الا من بعده افلا تعقلون (پ ۳، ر کو ع ۱۵) اے کتاب والو! ابراہیم کے بارہ میں کیوں جھگڑتے ہو، تورات و انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ اور فرمایا وما کان ابراهیم یہودیا ولا نصرانیا و لکن کان حنیفاً مسلماً وما کان من المشرکین (پارہ ۱۵، ۳) ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بالکل ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔ پھر فرمایا ان اولیٰ الناس بابراہیم للذین اتبعوه وهذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین۔ (پ ۳، ۵۱) بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

الحاصل جس طرح یہودیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم یہودی ہیں اور نصاریٰ کا یہ گمان تھا کہ آپ نصرانی ہیں اور مشرکین عرب کا یہ خیال تھا کہ ان کا دین شرک ملت ابراہیمیہ ہے، اسی طرح آج کل کے وہابیہ نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت غوث اعظم وہابی ہیں۔ حالانکہ جس طرح یہودیت اور نصرانیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ پاک کے برسوں بعد حادث ہوئیں، لہذا آپ نہ یہودی تھے نہ نصرانی یونہی حضور پر

نور ﷺ کے عہد رسالت کے تقریباً بارہ سو سال بعد وہابیت پیدا ہوئی لہذا آپ وہابی نہیں ہیں۔ پس وہابی اس دعویٰ باطلہ میں یہود و نصاریٰ کی رسم و راہ پر ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خود نبی اکرم ﷺ نے یہ فرما دیا ہے لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل (مشکوٰۃ) ضرور میری امت پر ہر وہ بات گزرے گی جو بنی اسرائیل پر گزری تھی پوری پوری طرح (واللہ اعلم بالصواب)

یہ تو ہے اس سوال کا اجمالی جواب۔ اب اس کا تفصیلی جواب سنئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”بلاشبہ بنی اسرائیل بہتر گروہوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ اور ایک گروہ کے سوا باقی سب جہنمی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ (ناجی گروہ) کون ہے؟ فرمایا انا علیہ و اصحابی وہ جماعت جو میری اور میرے صحابہ کی راہ پر ہو گی۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان فی الاعتصام بالکتاب والسنت) اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے قیامت تک کے مسلمانوں کو یہ حکم دیا اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شد شد فی النار (کتاب مذکور) مسلمانوں کے سب سے عظیم گروہ کی پیروی کرو کہ جو اس سے جدا ہوا وہ جہنم میں جدا ہو گا۔

ان دو حدیثوں کو ملا کر دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کے انتقال فرما جانے کے بعد آپ کی امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ بہتر فرقے گمراہ اور دوزخی ہوں گے اور ایک جماعت ہدایت یافتہ اور جنتی ہو گی۔ اور یہ ناجی فرقہ سواد اعظم یعنی سب سے بڑی جماعت ہو گا۔ کہ اسی کے عقائد و معمولات پر چلنے سے نجات وابستہ ہو گی۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ سواد اعظم کون سا گروہ ہے؟ کہ وہی حضور علیہ السلام اور ان کے صحابہ کی راہ پر ہے۔ اس بارہ میں دور جانے کی ضرورت نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کافی ہے۔ اہل سنت و جماعت کہ فرقہ ناجیہ اند و نجات بے اتباع ہیں۔ بزرگوں اور اہل متصور نیست و اگر سر مو مخالفت ست خطر در خطر است۔ یعنی ناجی فرقہ اہل سنت و جماعت ہیں اور ان کا اتباع کیے بغیر نجات متصور نہیں اور اگر ان کی ہال برابر بھی مخالفت کی جائے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔

الحمد للہ! اس بیان سے روشن و ظاہر ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ﷺ

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہابی نہ تھے۔ بلکہ آپ دونوں ان نظریات و عقائد کے حامل تھے جو سواد اعظم یعنی اہل سنت و جماعت نے اختیار کر رکھے ہیں۔ اور جن کی حقانیت و صداقت پر قرآن و سنت اور اجماع و قیاس شاہد عدل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ واللہ الحمد! اللہم ربنا ثبت اقدامنا علی مذہب اہل السنۃ والجماعۃ آمین۔ شخص مذکور کا یہ کہنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ وہابی ہیں نہ صرف یہ کہ ایک باطل اور بے حقیقت دعویٰ ہے بلکہ شان رسالت اور سرکارِ غوثیت میں بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی کے کلمات ہیں۔ کیونکہ لفظ وہابی امام الوہابیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے جو ایک ظالم و باغی اور خونخوار و فاسق شخص تھا۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی پیشوائے دیوبند نے لکھا ”محمد بن عبد الوہاب نجدی کو لوگ وہابی کہتے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)۔ اور دوسرے مقام پر لکھا ”محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اور دونوں عبارتوں کا ماحصل یہ ہوا کہ لوگ محمد بن الوہاب اور اس کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان ایک وہابی مولوی نے بھی اس حقیقت کا اظہار اپنے ان لفظوں میں کیا ہے ”اور یہ لفظ (وہابی) منسوب ہے محمد بن عبد الوہاب کی طرف سے جو نجد کا ایک مظلوم مصلح تھا“ (حاشیہ تفویہ الایمان ص ۸)

اب رہا محمد بن عبد الوہاب نجدی کے کردار کا مسئلہ تو اس بارہ میں دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی اس پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں ”الحاصل وہ (محمد بن عبد الوہاب نجدی) ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اس وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اور اس کے اتباع (مقتدیوں) سے دلی بغض تھا اور ہے۔ اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوسی سے نہ ہنود سے (شہاب ثاقب ص ۴۲) اور علامہ احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ شریف لکھتے ہیں ”اور محمد بن عبد الوہاب کے حال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دعویٰ نبوت کرنے کا خیال رکھتا تھا۔ مگر وہ اسے صراحت کے ساتھ ظاہر نہ کر سکا اور وہ اپنے معاملہ کے شروع شروع میں ایسے لوگوں کے حالات زندگی پڑھنے کا دلدادہ تھا جنہوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے تھے مثلاً مسلمہ کذاب وغیرہ (ذریعہ ص ۵۲) اور آگے لکھتے ہیں ”اور اس کی بد اعمالیوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس زمانے میں اس نے لوگوں کو حضور علیہ السلام کی زیارت کرنے سے منع کیا۔ اس زمانے میں احساء کے

چند آدمیوں نے آپ کی زیارت کی تو خبر ملنے پر اس نے انہیں اپنے پاس بلایا، ان کی داڑھیاں موٹووائیں اور انہیں التاسوار کرا کر اپنے علاقہ میں پہنچایا اور لکھتے ہیں اور وہ درود شریف سے منع کرتا تھا۔ اور اس کے سننے سے اذیت پاتا تھا۔ اور وہ بروز جمعہ المبارک درود شریف پڑھنے اور اسے میناروں پر بلند آوازی سے پڑھنے سے روکتا تھا۔ اور ایسا کرنے والوں کو اذیت اور سخت سزائیں دیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس نے ایک نیکو کار خوش آواز نابینا شخص کو محض اس بنا پر قتل کیا کہ باوجودیکہ اسے درود شریف سے منع کیا جاتا تھا۔ وہ درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ اور ابن عبد الوہاب نے دلائل الخیرات وغیرہ کتب درود و سلام کو جلاد دیا (در رسئیہ ص ۴۶) نعوذ باللہ منہ

صرف یہی نہیں کہ وہ ایک ظالم و خونخوار قسم کا انسان تھا۔ بلکہ وہ اہل سنت کا جانی دشمن تھا۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رد المحتار باب البغاة میں خوارج کی قسموں پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے پیروں کے متعلق واقع ہوا کہ وہ نجد سے نکلے اور انہوں نے حرمین طہیین پر غلبہ پالیا۔ وہ حنبلی مذہب کی طرف منسوب ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی ان کے عقیدہ کے مطابق نہیں وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت کا قتل مباح قرار دیا اور ان کے علماء کو شہید کر ڈالا“ اور مولوی حسین احمد مدنی نے لکھا ”صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت و الجماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ انکے قتل کرنے کو باعث ثواب اور رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور ان کے اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھ شہید ہو گئے“ (شہاب ثاقب ص ۴۲)

صرف یہی نہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ظالم و خونخوار اور اہل سنت کا پکاد دشمن تھا بلکہ مسلمانوں کے متفقہ و مسلمہ عقائد و نظریات کے خلاف نئے نئے عقیدے اور نظریے گھڑنے والا بھی

تھا۔ چنانچہ علامہ ابن زینی دحلان فرماتے ہیں ”وہ (محمد بن عبد الوہاب نجدی) درعیہ شہر کی جامع مسجد میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ اور اپنے ہر خطبہ میں یہ الفاظ کہا کرتا تھا۔ من تو سل بالنبی ﷺ فقد کفر۔ جو کوئی نبی علیہ السلام سے وسیلہ بکڑے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (در رسدہ ص ۴۳) اور اس کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ محض ایک قاصد تھے۔ (در رسدہ ص ۴۷) اور اس کے بعض اتباع کا یہ مقولہ ہے عصای ہذا خیر من محمد۔ میری یہ لاشھی محمد سے بہتر ہے کہ میں اس سے سانپ وغیرہ کو قتل کرتا ہوں اور محمد مر گئے ہیں اب ان میں کوئی منفعت باقی نہیں رہی۔ اور وہ صرف ایک ایلچی تھے (در رسدہ ص ۴۷) اور مولوی حسین احمد دیوبندی جو دیوبندیوں کے بقول گیارہ بارہ سال تک مسجد نبوی شریف میں درس حدیث دیتے رہے ہیں۔ وہابیوں کے بعض عقائد بریں طور پر ذکر کرتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے تو سہل دعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاشھی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اور محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے اور محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کے اتباع کا اب یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے۔ جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ اور زیارت رسول مقبول ﷺ اور حضورِ آستانہ شریفہ اور ملاحظہ، روضہ مطہرہ کو بدعت و حرام وغیرہ یہ (وہابی) طائفہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور اور ممنوع جانتا ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اور شان نبوت اور حضرت رسالت ﷺ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔ اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے حجرہ مطہرہ نبویہ کے غلاف کے کھڑے کی زیارت کرنا، اسے آنکھوں سے لگانا، اسے اپنے منہ سے چومنا، اوروں کی



آنکھوں سے لگانا اور ان کے سروں پر رکھنا وہابیہ کے نزدیک بدعت و حرام ہے۔ اور اہل مدینہ کا دستور ہے کہ بعد چالیس روز کے جالی شریف میں اندرون حجرہ مطہرہ (نومولود) بچوں کو داخل کرتے ہیں۔ اور خادم روضہ مطہرہ اس کو لے جا کر سامنے روضہ اقدس کے قبلہ کی طرف لٹا دیتا ہے۔ اور دعا مانگتا ہے۔۔۔۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ کیا وہابیہ خبیثیہ ان افعال کو جائز کہتے ہیں؟ کیا ان کو وہ شرک کفر و بدعت وغیرہ نہیں کہتے؟ اور وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ و فکر و اردات مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فتا بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو بدعت و مصلحت شمار کرتے ہیں۔ اور یہ (وہابی) لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں۔ اور وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ اسے بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔ اور وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم و اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین ﷺ کو خالی جانتے ہیں۔ اور وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالہ جانتے ہیں۔ اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ وہابیہ خبیثیہ استعمال کرتے ہیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس از کار اولیا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں“ (شہاب ثاقب ملقطاً)

الحاصل محمد بن عبد الوہاب نجدی ظالم اور خونخوار، خارجی المذہب مبغوض شخص تھا لہذا جو لفظ اس کی طرف منسوب ہو گا وہ ضرور بد نام اور رسوا ہو گا۔ اسی وجہ سے ہمارے علاقوں میں یہ لفظ سخت ذلیل اور حقیر شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خود وہابی لوگ بھی اس سے حتی الوسع گریز کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی انہیں وہابی کہے تو اس سے بہت چڑتے اور سخت ناراض ہوتے ہیں۔ چنانچہ مودودی صاحب کا ایک چیلہ انہیں یہ لکھتا ہے

”مسلمانوں کی اکثریت جہالت اور شرک میں مبتلا ہے۔۔۔۔ اور لوگوں کو معلوم ہو کہ رہتا ہے کہ ہم (یعنی مودودی جماعت) قبروں پر جا کر حاجات طلب کرنے کے خلاف ہیں۔ جہاں یہ بات کھلی بس فوراً ہی آدمی کو وہابی کا سر ٹیٹھکھٹ ملا اور کسی کو وہابی قرار دینے کے بعد لوگ اس کی بات سننے پر آمادہ نہیں ہوتے بلکہ اس سے بدکتے لگتے ہیں“ ایلخ اس کے جواب میں مودودی صاحب نے یہ لکھ بھیجا ”وہابیت کے الزام سے بچنے کا اہتمام نہ کیجئے۔ لوگوں نے در

حقیقت مسلمان کے لیے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے وہ گالی مسلمان کو دینا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان کہہ کر گالی دیں تو اپنا اسلام خطرہ میں پڑتا ہے۔ اس لیے وہابی کہہ کر گالی دیتے ہیں۔ اس حقیقت کو جب آپ سمجھ جائیں گے تو پھر وہابی کے خطاب سے آپ کو کوئی رنج نہ ہو گا۔“ (مسائل و مسائل ج ۱ ص ۳۹۲) اور خلیل احمد دیوبندی لکھتے ہیں ”اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا“ (مہند ص ۲۴) اور ایک اور دیوبندی مولوی لکھتے ہیں ”اور ہندوستان میں سب سے پہلے یہ لفظ (وہابی) بطور گال کے مولوی فضل رسول بدایونی نے استعمال کیا“ (جواب زلزلہ ص ۶۱) اور یہی مولوی صاحب لکھتے ہیں ”اہل بدعت گروہ (سنی بریلوی لوگوں) نے ان (دیوبندی اکابر) کو بدنام کرنے کے لیے ان پر غلط الزام لگا کر کہ یہ لوگ درود شریف کے منکر ہیں۔۔۔۔ اور ان الزاموں کے لیے ایک جامع لفظ وضع کیا کہ یہ وہابی ہیں۔ بس وہابی کا لفظ کہہ دو اس کے مفہوم میں یہ چیزیں ذہن میں حاضر ہو جائیں گی (جواب زلزلہ ص ۹)

الغرض آجکل کی اصطلاح میں وہابی ہر ملک فکر کے لوگوں کے خیال میں ذلیل اور گھٹیا لفظ ہے۔ لہذا اس کا استعمال حضور ﷺ اور غوث اعظم رحمۃ اللہ کے لیے سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور گستاخ رسول کے بارہ میں جملہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان پاک میں ادنیٰ سی گستاخی اشد کفر ہے۔ جو بد بخت آپ کی توہین کی وجہ سے کافر ہوا اسے مذاہب اربعہ میں پناہ نہیں اس کے ناپاک وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہیے۔ (سیف یمانی ص ۱۲۱)

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ وہابیہ زمانہ خواہ مخواہ حضور غوث پاک کو وہابی قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کے عقائد و عقائد وہابیہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ آپ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔ نظرت الی بلاد اللہ جمعاً کخبر دلة علی حکم الا تصالی میں اللہ کے تمام شہروں کو رائی کے دانہ کی طرح مسلسل دیکھتا ہوں اور فرماتے ہیں بلاد اللہ ملکی تحت علمی۔ اللہ کے تمام شہر میری ملکیت اور میرے تابع فرمان ہیں اور فرماتے ہیں فحکمی نافذ فی کل حال۔ سو میرا حکم ہر حال میں نافذ ہے۔ اور فرماتے ہیں میرے سر سے یہ بات بھی ہے کہ جو مہینہ یا سال گزرتا ہے وہ گزرنے سے پہلے میرے پاس آتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہوتا ہے اس کے بارہ میں

وہ مجھے خبر دیتا ہے اور فرماتے ہیں یعنی فی اللوح المحفوظ۔ میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ ماتطلع الشمس حتی تسلّم علیّ جب تک سورج مجھے سلام نہ کرے طلوع نہیں ہوتا۔ اور فرماتے ہیں تعرض علیّ الاشقیاء والسعداء۔ مجھ پر تمام برے اور نیک لوگ پیش کیے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اذا سالتم اللہ فاسألوه بی۔ جب بھی تم اللہ سے کچھ مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو (کلھامن قلائد الجواہر)

سبحان اللہ! کہاں حضور غوث پاک کے یہ ارشادات اور کہاں وہابیہ زمانہ کے خرافات و ہذیانات۔ چہ نسبت خاک رابا علم پاک۔

آخر پر ایک شبہ کا ازالہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ ”اس وقت اور ان اطراف میں وہابی قبیح سنت اور دیندار کو کہتے ہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶) یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا بچہ بچہ آج بھی یہ جانتا ہے کہ صحیح العقیدہ دیندار و قبیح سنت کو سنی کہا جاتا ہے۔ اور جو بد عقیدہ ہو اسے وہابی کہتے ہیں چنانچہ مودودی صاحب کی یہ عبارت قابل غور ہے ”وہابی دراصل کسی فرقہ کا نام نہیں محض طنز اور طعن کے طور پر ان لوگوں کے لیے ایک نام رکھ دیا گیا ہے۔ جو یا تو اہل حدیث ہیں۔ یا محمد بن عبد الوہاب کے پیرو ہیں۔ (رسائل و مسائل ص ۱۹۱ ج ۱) چونکہ اہل حدیث اور محمد بن عبد الوہاب کے پیروؤں میں اعتقاد کوئی فرق نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ وہابی کا لفظ مودودی صاحب کی اس تحریر کے لکھے جانے کے وقت تک محمد بن عبد الوہاب نجدی کے مقتدیوں کے لیے ان اطراف میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا گنگوہی صاحب کی مذکورہ بالا لفظ وہابی کی تفسیر سراسر غلط ثابت ہوئی۔

اور یہاں اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے آج کل یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ وہابی کا معنی ہے اللہ والا۔ لہذا حضور علیہ السلام وہابی یعنی اللہ والے ہیں۔ اس بارہ میں عرض یہ ہے کہ وہابی کا حقیقی معنی کچھ بھی ہو لیکن اس کا مجاز متعارف معنی وہی ہے۔ جو ہم نے گذشتہ صفحات میں بتایا ہے۔ جیسا کہ اس کی تصریح ایک دیوبندی مولوی کی عبارت کے ان الفاظ میں موجود ہے ”اور ان الزاموں کے لیے انیک جامع لفظ وضع کیا کہ یہ وہابی ہیں۔ بس وہابی کا لفظ ہے۔ اس کے مفہوم میں یہ چیزیں ذہن میں حاضر ہو جائیں گی“ اور یہ اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے۔

کہ حقیقت مہجورہ کو مراد نہیں لیا جاتا۔ پس جب کوئی شخص اس لفظ کو بولے گا تو اس کا یہ حقیقی متروک و مہجور معنی مراد نہیں ہو گا بلکہ اس کا معروف و متعارف مجازی معنی یعنی وہ شخص جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے۔ مراد ہو گا لہذا حضور علیہ السلام اور غوث پاک کو وہابی کہنے کا یہ مطلب ہوا کہ آپ محمد بن عبد الوہاب کے مقتدی ہیں اور یہ گستاخی اور بے ادبی نہیں تو اور کیا ہے؟ خود وہابیہ کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے“ (تفویۃ الایمان ص ۸۱)

الحاصل لفظ وہابی کا اطلاق ذات سرور کائنات ﷺ اور حضور غوث پاک علیہ الرحمۃ پر توہین، بے ادبی اور سخت گستاخی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے بے باک اور گستاخ انسان سے محبت رسول کے پیش نظر مکمل مقاطعہ رکھیں واللہ اعلم بالصواب۔ وھذا آخر ما ردنا یرادہ فی ھذہ المقالة النافعة تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔

یسواں مقالہ

آئینہٴ مودودیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سائر الانبياء والمرسلين خصوصا على افضلهم واما مهم وآله وصحبه اجمعين۔

الابعد:- امت محمدیہ کی شومنی قسمت جا نیے کہ اس دور میں گندم نما جو فروش قسم کے مولوی پیدا ہو گئے ہیں جو ایک طرف عوام کا لانعام کے سامنے برسر منبر قسمیں کھا کھا کھرا پنا سنی صحیح العقیدہ ہونا بتلاتے ہیں۔ تو دوسری طرف سنیوں کے معمولات گیارہویں، حیلہ اسقاط، با آواز بلند صلوة و سلام پڑھنے، انگوٹھے چومنے کا صاف صاف انکار کرتے ہیں۔ مزید برآں وہ پیشوایان و ہابیہ ابن تیمیہ، ابن قیم، شوکانی، محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی وغیرہم کے سچے جانشین ابو الاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی کی غلامی و عقیدت کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے، اس کا گمراہ کن لٹریچر پڑھتے۔ اس پر ایمان لاتے اور عامۃ المسلمین میں اسے بانٹتے پھرتے ہیں۔ بلکہ مودودی جماعت کے کارکن بن کر جگہ جگہ جلسے کرواتے اور اپنی جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ عوام بے چارے ان فریب کاروں کی اس فریب کاری کو کیا جانیں۔ وہ ان کی جھوٹی قسموں کی وجہ سے انہیں سنی جانتے ہیں اور ان کی گمراہ کن باتوں پر کان دھرتے ہیں۔ بدیں حالات اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ ایک مختصر کتاب مودودی کے عقائد و نظریات کو کھولنے کے لیے لکھی جائے۔ بحمدہ تعالیٰ ہم نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے یہ مقالہ ”آئینہ مودودیت“ مرتب کیا ہے۔ سنی صحیح العقیدہ بھائیوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ اس مقالہ کو خود پڑھیں، اسے اپنے حلقہ احباب میں پہنچائیں اور مودودیت زدہ مولویوں کے دام تزویر سے بچنے کی پوری پوری کوشش فرمائیں۔ وما یرید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ العلیٰ العظیم وحسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

مودودی کے نزدیک تنقید کا مفہوم

مودودی صاحب نے تنقید کا مفہوم بتاتے ہوئے لکھا ہے ”البتہ تنقید کے جو معنی اہل علم میں معلوم و معروف ہیں ان میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام کے سوا کسی انسان کو بھی میں تنقید سے بالاتر نہیں مانتا۔ کسی صحابی کا قول یا فعل بھی محض اپنے قائل و فاعل کی شخصیت کی بنا پر حجت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی

دلیل دیکھ کر رائے قائم کی جائے گی کہ آیا سے قبول کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ دلیل کے لحاظ سے کسی بات کو جانچنے کا نام ہی تنقید ہے“ (رسائل و مسائل ص ۱۰۱ جلد سوم)

### مودودی کی تنقید اکابر میں بے باکی

مودودی صاحب تنقید اکابر میں بڑے بے باک اور جرأت مند واقع ہوئے ہیں چنانچہ وہ خود اس بات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ”میں اس لحاظ سے بہت بدنام ہوں کہ اکابر سلف کو معصوم نہیں مانتا اور ان کے صحیح کو صحیح کہنے کے ساتھ ان کے غلط کو غلط بھی کہہ گزرتا ہوں“ (تجدید و احیاء دین ص ۱۳۶)

اور وہ اسی چیز کا اعتراف دوسری جگہ اپنے ان الفاظ میں کرتے ہیں ”میرا طریقہ یہ ہے کہ میں بزدگان سلف کے خیالات اور کاموں پر بے لاگ تحقیقی و تنقیدی نگاہ ڈالتا ہوں۔ جو کچھ ان میں حق پاتا ہوں اسے حق کہتا ہوں اور جس چیز کو کتاب و سنت کے لحاظ سے یا حکمت عملی کے اعتبار سے درست نہیں پاتا اس کو صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں“ (رسائل و مسائل جلد اول ص ۴۱۱)

### انبیاء کرام پر مودودی کی تنقید

مودودی صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ”میں انبیاء کے سوا کسی کو معصوم بھی نہیں سمجھتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ انبیاء کرام کو بھی غیر معصوم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں ”یعنی آدم کو جب اپنے قصور کا احساس ہوا اور انہوں نے نافرمانی سے پھر فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنا چاہا“ (تفہیم القرآن جلد اول ص ۶۷، رسائل و مسائل جلد اول ص ۴۱۱)

اور ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں لکھا ”مگر اللہ تعالیٰ نے جواب میں اس غلط فہمی کو فوراً رفع فرما دیا“ (تفہیم ج ۱ ص ۱۱۴)

اور موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ”نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا“ (رسائل و مسائل ص ۲۸ جلد اول)

اور یونس علیہ السلام کے بارہ میں لکھا ”یہ آیات صاف بتا رہی ہیں کہ حضرت یونس سے کوئی نہ کوئی قصور ضرور سرزد ہوا تھا جس پر انہیں مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا گیا اور وہ قصور بے صبری کی نوعیت کا تھا اور لامحالہ وہ فریضہ رسالت کی ادائیگی ہی کے سلسلے میں ہوا تھا“ (رسائل و مسائل جلد سوم ص ۸۳)

اور سردار انبیاء علیہم السلام کے متعلق لکھا ”اور حضور کو تبلیغ کا صحیح طریقہ بتانے کے ساتھ ساتھ اس طریقے کی غلطی سمجھائی گئی جو اپنی رسالت کے کام کی ابتداء میں آپ اختیار فرما رہے تھے“ (تفہیم ص ۲۵۱ جلد ششم)

۔ خدایا آسمان کیوں پھٹ نہیں پڑتا ہے ظالم پر

صحابہ کرام پر مودودی کی تنقید

مودودی صاحب کے قلم سے جب انبیاء عظام علیہم السلام تک محفوظ نہ رہ سکے جن کی معصومیت کا ڈھنڈورا خود مودودی صاحب بھی پیٹ رہے ہیں تو پھر باقی بزرگان دین کا ان کی تنقیدی کارروائی سے بچنا کیونکر ممکن تھا۔ چنانچہ مودودی صاحب ناموس صحابہ کرام پر بدیں الفاظ حملہ آور ہوتے ہیں ”اس مقام پر اگر آدمی کچھ غور کرے تو اس کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آسکتی ہے کہ صحابہ کرام کو بے خطا سمجھنا اور ان کی کسی بات کے لیے غلط کالفاظ سننے ہی تو ہمیں صحابہ کاشور مچا دینا کس قدر بے جا حرکت ہے۔ یہاں آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے جلیل القدر صحابی سے قرآن کی دو سورتوں کے بارے میں کتنی بڑی چوک ہو گئی، ایسی چوک اگر اتنے عظیم مرتبہ کے صحابی سے ہو سکتی ہے تو دوسروں سے بھی کوئی چوک ہو جانی ممکن ہے۔ ہم علمی تحقیق کے لیے اس کی چھان بین بھی کر سکتے ہیں۔ اور کسی صحابی کی کوئی بات یا چند باتیں غلط ہوں تو انہیں غلط بھی کہہ سکتے ہیں“ (تفہیم ج ۲ ص ۵۵۲)

اور وہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں ”صدر اول میں جن لوگوں سے خدا کا کام لیا گیا تھا وہ سب بھی نہ یکساں تھے اور نہ ان میں کوئی بشری کمزوریوں سے مبرا تھا“ (رسائل و مسائل ص ۵۶۳ جلد دوم) اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں ”اور دوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے



جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئیں تمہیں اس لیے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا“ (تجدید و احیاء دین ص ۳۶) نعوذ باللہ تعالیٰ منہ

### مودودی کے عامیانہ الفاظ

مودودی صاحب کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ عظیم المرتبت شخصیات کے لیے نہایت عامیانہ الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ نبی کریم علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔ ”مگر اس صحرا نشین امی نے تن تنہا بغیر کسی دوسرے انسان کی مدد کے جو قانون بنا دیئے ان کی کوئی ایک دفعہ بھی ایسی نہیں جو اپنی جگہ سے ہٹائی جاسکے“ (رسالہ دینیات ص ۵۰)

اور دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ”اس ان پڑھ صحرا نشین انسان نے حکمت اور دانائی کی ایسی باتیں کہنی شروع کیں کہ نہ اس سے پہلے کسی انسان نے کی تھیں“ (رسالہ دینیات ص ۴۹) نعوذ باللہ تعالیٰ منہ

### مودودی کی غیر مقلدیت

مودودی صاحب کے نزدیک حنفی، مالکی حنبلی یا شافعی بننا اور خود کتاب و سنت میں براہ راست اجتہاد نہ کرنا صاحب علم کے لیے بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ وہ ایک مقام میں لکھتے ہیں ”میرا مسلک یہ ہے کہ ایک صاحب علم آدمی کو براہ راست کتاب و سنت سے حکم صحیح معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے“ (رسائل و مسائل جلد اول ص ۱۸۹)

اور دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ”میں نہ مسلک اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں“ (رسائل و مسائل جلد اول ص ۱۸۹) اور مودودی صاحب تیسری جگہ لکھتے ہیں ”میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے“ (رسائل و مسائل جلد اول ص ۱۹۶)

اور مودودی صاحب تقلید آئمہ اربعہ کا ابطال چوتھے مقام پر یوں کرتے ہیں ”اسلام میں دراصل تقلید سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کسی کی نہیں ہے“ (رسائل و مسائل ص ۱۹۰ جلد اول)

اور پانچویں جگہ لکھتے ہیں ”افسوس یہ ہے کہ اب ہمارے ملک میں نہیں دنیا بھر کے مسلمانوں میں ایک مدت سے شرعی مسائل کی آزادانہ تحقیق کا سلسلہ بند ہے۔ اور ہر گروہ کسی ایک مذہب فقہی کی پابندی میں اس قدر جامد ہو گیا ہے کہ اپنے ہی مذہب خاص کو اصل شریعت سمجھنے لگا ہے“ (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۹۱)

### مودودی کی وہابیت نوازی

چونکہ مودودی صاحب کے نزدیک وہابیت اور اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اس لیے ان کے اکثر عقائد و نظریات بعینہ وہابیانہ عقائد و نظریات ہیں۔ مودودی صاحب وہابیت کو عین اسلام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں ”وہابیت کے الزام سے بچنے کا اہتمام نہ کیجئے۔ لوگوں نے درحقیقت مسلمان کے لیے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے۔ وہ گالی مسلمان کو دینا چاہتے ہیں لیکن مسلمان کہہ کر گالی دیں تو اچھا اسلام خطرہ میں پڑتا ہے اس لیے وہابی کہہ کر گالی دیتے ہیں۔ اس حقیقت کو جب آپ سمجھ جائیں گے تو پھر وہابی کے خطاب سے آپ کو کوئی رنج نہ ہو گا“ (رسائل و مسائل جلد اول ص ۳۹۲)

اور مودودی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں ”وہابی دراصل کسی فرقہ کا نام نہیں۔ محض طنز اور طعن کے طور پر ان لوگوں کے لیے ایک نام رکھ دیا گیا ہے جو یا تو اہل حدیث ہیں یا محمد بن عبد الوہاب کے پیرو ہیں“ (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۱۹۱)

اب مودودی صاحب کے چند وہابیانہ عقائد و نظریات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

- ۱۔ مودودی صاحب مزارات اولیاء کرام پر حاضر ہو کر مرادیں مانگنے کے متعلق لکھتے ہیں ”جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں۔ وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے“ (تجدید احیاء دین ص ۱۰۳) نعوذ باللہ تعالیٰ منہ

- ۲۔ اور مودودی صاحب بزرگوں کی نذر و نیاز کے کھانوں کے متعلق یہ حکم صادر کرتے ہیں ”رہے وہ کھانے جو صریحاً کسی بزرگ کے نام پر پکائے جاتے ہیں اور جن کے متعلق بالفاظ صریح یہ کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کی نیاز ہے اور ان کے متعلق پکانے والے کی نیت بھی

یہی ہوتی ہے کہ یہ ایک نذرانہ ہے جو کسی بزرگ کی روح کو بھیجا جا رہا ہے۔ اور جن سے متعلق ہمارے ہاں طرح طرح کے آداب مقرر ہیں اور بے حرمتی کی مختلف شکلیں ممنوع قرار پائی ہیں اور ان نیازوں کی برکات اور فوائد کے متعلق گہرے عقائد پائے جاتے ہیں تو مجھے ان کے حرام اور گناہ بلکہ عقیدہ توحید کے خلاف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے“ (رسائل و مسائل ج ۲ ص ۲۶۸)

۳۔ مودودی صاحب کا نظریہ، شفاعت سنیے وہ لکھتے ہیں ”اس قاعدے کے تحت نبی صلعم آخرت میں یقیناً شفاعت فرمائیں گے۔ مگر یہ شفاعت اللہ کے اذن سے ہوگی اور ان اہل ایمان کے حق میں ہوگی جو اپنی حد تک نیک عمل کرنے کی کوشش کے باوجود کچھ گناہوں میں آلودہ ہو گئے ہیں۔ جان بوجھ کر خیانتیں اور بد کاریاں کرنے والے اور کبھی خدا سے نہ ڈرنے والے لوگ حضور کی شفاعت کے مستحق نہیں ہیں“ (رسائل ج ۲ ص ۳۴۹)

۴۔ مودودی صاحب انبیاء کرام سے توسل کا انکار بدیں الفاظ کرتے ہیں ”دوسری صورت کا جواز ثابت کرنے کے لیے تو حضور کا کوئی ایسا قول ملنا چاہیے جس میں آپ نے اپنے تمام نام لیواؤں کو عام اجازت مرحمت فرمائی ہو کہ جس کا جی چاہے اپنی ہر حاجت میرا واسطہ دے کر اللہ سے طلب کرے“ (رسائل و مسائل ص ۲۲۰ جلد دوم)

۵۔ مودودی صاحب ایصال ثواب کا انکاریوں کرتے ہیں ”اگر تلاوت قرآن یا کوئی بدنی عبادت کر کے آدمی یہ دعا کرے کہ اس کا ثواب اس کے کسی متوفی عزیز کو پہنچ جائے تو اس میں اختلاف ہے کہ آیا ایصال ثواب کی یہ شکل بھی درست ہے یا نہیں؟ بعض ائمہ کے نزدیک یہ درست ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہے۔ میں متعدد شرعی دلائل کی بنا پر مؤخر الذکر مسلک ہی کو ترجیح دیتا ہوں“ (رسائل و مسائل ص ۲۶۷ جلد دوم)

۶۔ مودودی صاحب تصور شیخ بمعنی رابطہ بالشیخ کی مذمت میں لکھتے ہیں ”اب رہی اس تصور شیخ کی دوسری حیثیت تو مجھے اس امر میں نہ کبھی شک رہا ہے اور نہ آج شک ہے کہ اس حیثیت سے یہ فعل قطعی غلط ہے۔ خواہ اس کی نسبت کیسے ہی بڑے لوگوں کی طرف کی گئی ہو“ (رسائل و مسائل جلد دوم ص ۳۸۱)

۷۔ مودودی صاحب نے حضور علیہ السلام کے علم ماکان و یکنون کا انکار ان لفظوں میں

کیا ”مصنف نے دراصل عوام الناس کے اس غلط خیال کی تردید کرنی چاہی کہ رسول تمام ماکان و مایکون کو جانتے ہیں اور خدا نے ان کو پورا علم غیب دے دیا ہے حتیٰ کہ جو کچھ خدا جانتا ہے وہی اس کا رسول جانتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ باطل ہے“ (رسائل و مسائل ص ۳۴ جلد اول)

(نوٹ) مودودی صاحب نے علم الہی کو علم ماکان و مایکون تک محدود مانا وڈ لک جھجھل

بین اور پیغمبروں سے علم ماکان و مایکون کی نفی کی اور یہ ضلالت اور بے دینی ہے۔ فافہم

۸۔ موجودہ مسلمان شادی بیاہ، پیدائش اور موت کی تقریبات پر چٹھی۔ چلہ، بلجہ، منگنی،

جہیز اور اسی طرح چالیسواں، قتل، وغیرہ کی جو رسوم انجام دیتے ہیں ان کی شرعی حیثیت مودودی

صاحب سے پوچھی گئی تو انہوں نے یہ جواب دیا ”یہ سب چیزیں وہ پھندے ہیں جو لوگوں نے اپنے

گلے میں خود ڈال لیے ہیں“ (نوٹ) چالیسواں اور قتل کو پھندا قرار دینا وہابیت کی غمازی نہیں تو اور

کیا ہے۔

۹۔ نماز باجماعت کے بعد بالالتزام دعائے مانگنے کو بدعت قرار دیتے ہوئے مودودی صاحب

لکھتے ہیں۔ ”اس میں شک نہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں یہ طریقہ رائج نہ تھا۔ جواب رائج ہے کہ

نماز باجماعت کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر دعائے مانگتے ہیں۔ اس بنا پر بعض علماء نے اس طریقے کو

بدعت ٹھہرایا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اگر اس کو لازم نہ سمجھ لیا جائے اور اگر نہ کرنے والے

کو ملامت نہ کی جائے اور اگر کبھی کبھی قصد اس کو ترک بھی کر دیا جائے تو پھر اسے بدعت قرار

دینے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ خدا سے مانگنا بجائے خود کسی حال میں برا فعل نہیں ہو سکتا“ (رسائل

و مسائل ص ۱۷۱ جلد اول) (نوٹ): مودودی صاحب کے الفاظ ”اور اگر کبھی کبھی قصد اس کو

ترک بھی کر دیا جائے“ سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بے ترک اس دعا کا التزام بدعت ہے

فافہم

۱۰۔ مودودی صاحب حدیث نجد کی تاویل میں اپنی وہابیت زدہ ذہنیت بکاپوں مظاہرہ

کرتے ہیں ”نجد یا مشرق کی طرف سے ایک فتنہ اٹھنے کی خبر تو حدیث میں دی گئی ہے مگر اس کو

محمد بن عبد الوہاب پر چسپاں کرنا محض گروہ بندی کے اندھے جوش کا نتیجہ ہے“ (رسائل و مسائل

۱۱۔ مودودی صاحب سماع موتی کے متعلق لکھتے ہیں ”ہو سکتا ہے کہ آپ پکار رہے ہوں اور وہ (یعنی ولی اللہ) نہ سن رہے ہوں کیونکہ سماع موتی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے“ (رسائل و مسائل جلد سوم ص ۳۶۵)

۱۲۔ مودودی صاحب حیات النبی فی القبر کے متعلق لکھتے ہیں ”میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ حیات النبی کے مسئلے میں حضرات علماء وہی غلطی کر رہے ہیں جو خلق قرآن کے مسئلے میں خلیفہ مامون نے کی تھی۔ یعنی جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے اسلام کا ایک عقیدہ اور ایمانیات کا ایک رکن نہیں قرار دیا تھا اور نہ جسے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کی نجات کا مدار رکھا تھا اور نہ جس پر اعتقاد رکھنے کی خلق کو دعوت دی تھی اسے خواہ مخواہ عقیدہ اسلام اور رکن ایمان بنایا جا رہا ہے“ (رسائل و مسائل ۳۳۹ جلد سوم)

۱۳۔ مودودی صاحب انبیاء کرام کی سماعت کے بارہ میں اپنا عقیدہ یوں لکھتے ہیں ”انہیں جو کچھ سننے کا موقع دیا جاتا ہے وہ اہل دنیا کے سلام و درود ہیں۔ نہ کہ وہ مشرکانہ باتیں جو جہلاء ان کے بارے میں کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کو زچ ہی پہنچانے والی ہو گئی نہ کہ خوش کرنے والی“ (رسائل و مسائل جلد سوم ص ۱۱۹)

۱۴۔ مودودی صاحب اختیارات انبیاء کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”باقی رہے خدائی کے اختیارات تو وہ سارے کے سارے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ کسی دوسرے کو نفع یا نقصان پہنچانا تو درکنار مجھے تو خود اپنے نفع و نقصان کا اختیار بھی حاصل نہیں“ (تفہیم القرآن ص ۱۲۰ جلد ششم)

۱۵۔ اور مودودی صاحب جھاڑ پھونک کے متعلق اپنے نظریات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”اس واقعہ کو ان لوگوں کے لیے نظیر نہیں قرار دیا جاسکتا جو شہروں اور قصبوں میں بیٹھ کر جھاڑ پھونک کے مطلب چلاتے ہیں۔ اور اسی کو انہوں نے وسیلہ معاش بنا رکھا ہے۔ اس کی کوئی نظیر بنی کریم ﷺ یا صحابہ یا تابعین اور ائمہ سلف کے ہاں نہیں ملتی“ (تفہیم القرآن ص ۵۶۲ جلد ششم)

۱۶۔ مودودیوں کا میلاد خوانی کے بارہ میں عقیدہ یہ ہے کہ ”یہ میلاد خوانی جو اس وقت رائج ہے۔ یہ ساری کی ساری جاہلانہ اور مشرکانہ رسوم پر مشتمل ہے اور اگر حضور یا صحابہ کے

زمانے میں ہوتی تو اسے حکما بند کر دیا جاتا“ (ماہنامہ ترجمان القرآن بابت مئی ۱۹۳۷ء)

ع نہاں کے ماند آن رازے کزو سازند مخفہا۔

### مودودی کے پیشوا

مودودی صاحب کارو حانی رشتہ امام الوہابیہ فی الہند مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان و صراط مستقیم سے ملتا ہے۔ مودودی صاحب دہلوی صاحب کے اس قدر گرویدہ و دلدادہ ہیں کہ انہیں مجددین امت کا تمہ شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔ ”سید (احمد بریلوی) صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب دونوں روحا و معنی ایک وجود رکھتے ہیں۔ اور اس وجود متحد کو میں مستقل بالذات مجدد نہیں سمجھتا بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی تجدید کا تمہ سمجھتا ہوں“ (تجدید و احیاء دین ص ۱۱۵) اور دو صفحے آگے چل کر لکھتے ہیں ”اور پھر سید صاحب اور شاہ (اسماعیل) شہید نے صلحاء و اتقیاء کا جو لشکر فراہم کیا اس کے حالات پڑھ کر ہم دنگ رہ جاتے ہیں ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرن اول کے صحابہ و تابعین کی سیرتیں پڑھ رہے ہیں۔ (تجدید و احیاء دین ص ۱۱۸) جماعت اسلامی کے ۱۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء کے سالانہ اجتماع میں جو خطبہ دیا گیا اس کے ان الفاظ پر غور فرمائیے اور جماعت اسلامی کے قیام کے مقصد کو سمجھیے۔ ”یہاں تو یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ہمارا (جماعت اسلامی کا) مقصد وہی ہے کہ جس کے لیے حضرت سید احمد شہید کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ اگرچہ ہماری شخصیتوں کا ان کی شخصیتوں سے کوئی مقابلہ نہیں۔ وہ پاک نفوس تاریخ کے اوراق میں اپنی سیرت اور کام کے وہ نقوش چھوڑ گئے کہ دنیا میں ایک مرتبہ پھر صحابہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ ہمیں ان سے کیا نسبت؟ لیکن ہماری کوشش اور خواہش یہی ہے کہ اسی کام کو جو انہوں (سید احمد شہید) نے کیا اور جس کے لیے انہوں نے سب کچھ لٹا دیا اور جسے کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، اپنی مقدرت کے مطابق کرنے کی کوشش کریں۔ اسی مقصد کے لیے ہماری یہ جماعت (جماعت اسلامی) قائم ہوئی ہے۔ اور اسی کام میں اپنے ساتھیوں کا جائزہ لینے اور ہمراہیوں کی تلاش میں ہم یہاں آپ کے شہر (ٹوئک) میں آئے ہیں۔ ماہنامہ ترجمان القرآن بابت مئی ۱۹۳۷ء

ان عبارات سے بالصریح معلوم ہوتا ہے کہ جناب مودودی صاحب امامان و ہابیہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے بچے پیر و کلد و جانشین ہیں۔ اور ان کی تحریک وہابیت کو دوبارہ

بحال کرنے کے لیے انہوں نے جماعت اسلامی قائم کی ہے۔ لہذا سنی حضرات کو اس جماعت کی تقیہ بازی اور فریب دہی سے ہوشیار رہنے کی اشد ضرورت ہے۔

ع کارمانصیحت بود کردیم

### مودودی کے خود ساختہ مسئلے

یوں تو مودودی صاحب کا پورا دین ان کا خود ساختہ ہے کیونکہ وہ ایک صاحب علم شخص ہیں اور ان کے نزدیک ایک صاحب علم آدمی کے لیے بزرگان دین و ائمہ کرام کی تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے جیسا کہ ان کا یہ مقولہ گذر چکا ہے لیکن ہم یہاں ان کے چند نو پیدا کردہ مسائل کا ذکر بطور نمونہ مشے از خردارے کرتے ہیں۔ مودودی صاحب مسنون داڑھی کے متعلق لکھتے ہیں ”میرے نزدیک کسی کی داڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا“ (رسائل ج ۱ ص ۱۵۳) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

داڑھی کے متعلق نبی ﷺ نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے۔ صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ آپ اگر داڑھی رکھنے میں فاسقین کی وضعوں سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے۔ (جسے دیکھ کر کوئی شخص اس شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ شاید چند روز سے آپ نے داڑھی نہیں مونڈی ہے) تو شارع کا منشاء پورا ہو جاتا ہے۔ خواہ اہل فقہ کی استنباطی شرائط پر وہ پوری اترے یا نہ اترے“ (رسائل و مسائل ص ۱۴ جلد اول) اور مودودی صاحب کے عقیدہ میں انگریزی بال ناجائز نہیں کیونکہ مودودی صاحب کو ان کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملی چنانچہ وہ لکھتے ہیں ”سر کے بالوں کے متعلق صرف یہ ہدایت ہے کہ کچھ منڈوانا اور کچھ رکھنا ممنوع ہے۔ موجودہ زمانے میں جس قسم کے بالوں کو پنجاب میں بودے کہتے ہیں اور جنہیں یوپی میں انگریزی بال کہا جاتا ہے۔ ان کے ناجائز ہونے کی مجھے کوئی دلیل نہیں ملی“ (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۱۴) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اور مودودی صاحب تشبہ بالکفار کے بارہ میں اپنا عجیب نظریہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں ”بلکہ تشبہ کا اطلاق صرف اس چیز پر ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو بحیثیت مجموعی کسی غیر مسلم قوم کی وضع و ہیئت میں ڈھال لے۔ حتیٰ کہ اسے دیکھ کر ایک نادان آدمی یہ نہ سمجھ سکے

کہ یہ مسلمان ہے“ (رسائل و مسائل ص ۲۶۷ جلد سوم) ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم  
 آخری گذارش

عظیم القدر مسلمان بھائیو! ہم نے گزشتہ اوراق میں مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی کے بعض  
 معتقدات و نظریات خود ان کی کتابیں دیکھ کر نقل کر دیئے ہیں۔ اب آپ نے مودودی صاحب  
 اور ان کے مذہب کے بارے میں خود یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا اس قسم کے نظریات کتاب و سنت کی  
 رو سے کیسے ہیں؟ اور جو شخص ایسے نظریات کا حامل ہو اس کو اپنا پیشوا بنانے کا کیا انجام ہو سکتا ہے؟  
 جہاں تک ہمارے مبنی بر انصاف فیصلہ کا تعلق ہے ہم ان معتقدات و نظریات کو قطعاً غلط سمجھتے ہیں اور  
 ہمارے خیال میں ایسے شخص کی کتابوں سے سوائے بے دینی اور گمراہی کے کچھ نہیں ملتا۔ و هذا  
 آخر ما اردنا ایرادہ فی هذه المقالة النافعة تقبلها اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم ورسولہ الکریم ﷺ۔



اکیسواں مقالہ

آئینہ عطاہریت

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سائر الانبياء والمرسلين خصوصاً على  
رسوله محمد وآله وصحبه اجمعين اما بعد .

ڈاکٹر پروفیسر محمد طاہر قادری بانی ”تحریک منہاج القرآن“ ماڈل ٹاؤن لاہور کو بعض  
سنی بریلوی احباب اپنا ہم مسلک سمجھتے ہیں۔ اس کی درج ذیل چند وجوہات ہیں۔

(۱) طاہر قادری کے نام کے ساتھ قادری کا لفظ موجود ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ”مسالک بجا  
میں خود صاحب نسبت ہوں، حنفی ہوں، غوث پاک کے در کا سگ ہوں“ (ماہنامہ منہاج القرآن  
لاہور۔ جولائی ۱۹۹۳ء صفحہ نمبر ۴۸)

(۲) پروفیسر طاہر بریلوی علماء کو اپنا استاد بتاتا ہے اور مولانا عبدالرشید جھنگوی سے اپنی شاگردی کا  
دعویٰ کرتا ہے۔

(۳) پروفیسر طاہر قادری اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کی عقیدت کا  
اظہار کرتا ہے۔ اس ضمن میں اس نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا عنوان ہے ”حضرت مولانا  
شاہ احمد رضا خان کا علمی نظم“ اور اس میں یہاں تک وہ لکھتا ہے ”آپ (اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ  
اللہ علیہ) کی شخصیت کی ہر جہت ایک مستقل موضوع سخن ہے۔ مثلاً یہ کہ عقائد کے باب میں کیا  
کیا خرابیاں در آئی تھیں۔ توحید اور رد شرک کے نام پر اہانت رسالت مآب ﷺ کا سیلاب کس  
طرح اٹھ رہا تھا۔ امت مسلمہ کے خرمن ایمانی کو جلا کر رکھ کر دینے کے لیے کیا کیا سازشیں ہو  
رہی تھیں۔ آپ نے اس سیلاب اہانت کے آگے کس طرح ادب و محبت کا بند باندھا۔ اس کا رخ  
موڑ کر کس طرح امت مسلمہ کے خرمن عقائد کے تحفظ کے لیے مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔ یہ  
اپنی جگہ تاریخی تحقیق کا موضوع ہے۔ یہاں آپ کا کلام مجددانہ نظر آتا ہے“ (اعلیٰ حضرت کا علمی  
نظم ص ۱۵)

(۴) پروفیسر طاہر عشق رسول ﷺ کا دعویٰ کرتا ہے۔ ایک تحریکی شخص محمد ضیاء عارف پروفیسر  
طاہر کے متعلق لکھتا ہے ”آپ نے تمام وابستگان منہاج القرآن کو خصوصی ہدایات فرمائیں کہ  
عشق رسول ﷺ اور اتحاد امت کے لیے اپنے شب و روز ایک کر دیں۔ یہی منہاج القرآن کا پیغام

ہے۔“ (ماہنامہ منہاج القرآن لاہور بابت نومبر ۱۹۹۱ء، ص ۹۵)

(۵) اختلافی اعتقادی مسائل میں پروفیسر طاہر بعض بریلوی معمولات کو اپنا موقف قرار دیتا ہے۔ مثلاً گیارہویں شریف، محفل میلاد اور نعرہ، یارسول اللہ وغیرہ۔

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ پروفیسر طاہر کا اپنا مخصوص مذہب ہے۔ جو اس کی اپنی مخصوص منفرد فکر پر مبنی ہے۔ بدیں وجہ وہ جہاں شیعہ، وہابی اور دیوبندی کی مذمت لکھتا ہے وہاں سنی اور بریلوی کی بھی مذمت بلا رور رعایت کرتا ہے۔ اس مختصر مقالہ ”آئینہ طاہریت“ میں ہم نے تحریکی لٹریچر کے چند اقتباسات بلا تبصرہ بلفظہ ہدیہ، ناظرین کیسے ہیں تاکہ ہمارے سنی بریلوی احباب کو یہ معلوم ہو جائے کہ پروفیسر طاہر شیعیت، دیوبندی، اہلحدیث کی طرح بریلویت (سنت) کو بھی قابل ترک سمجھتا ہے۔ وہ جہاں شیعہ، دیوبندی اور اہل حدیث کو اسلامی فرقے کہتا ہے وہاں سوادِ اعظم اہل سنت بریلوی کو بھی ایک اسلامی فرقہ قرار دیتا ہے۔ اور اہل حق و اہل باطل سب کو ایک ہی لائٹھی سے ہانگتا ہے۔ بلکہ وہ سب فرقوں کو اہل حق جانتا اور ہر فرقے والوں کو اپنے عقائد پر جمے رہنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔ تمام اسلامی فرقوں کے باہمی اعتقادی اختلاف کو وہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اختلاف کی طرح فروعی اختلاف بتاتا ہے اور ان میں ہر قسم کے اصولی اختلاف کی نفی کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ اور اپنے اس مخصوص دین کو ”جدید دین“ بھی کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نئے مذہب سے سنی مسلمانوں کو بچائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

### تحریکی لٹریچر کے اقتباسات:

پمفلٹ ”قائد مشن اور ہماری ذمہ داریاں“ مطبوعہ عوامی یوتھ لیگ، ۳۶۵، ایم ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور کے صفحہ نمبر ۸ پر ”تحریک منہاج القرآن“ کے زیر عنوان ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری کی منفرد فکر بندیں الفاظ شائع کی گئی ہے۔

طاہر القادری کی منفرد فکر:

”بچپن ہی سے آپ (پروفیسر طاہر القادری) کو احساس تھا کہ آپ کو کسی خاص کام کے

لیے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ مختلف اوقات میں پیش آنے والے روحانی واقعات کے باعث آپ کا احساس رفتہ رفتہ یقین اور پھر ایمان میں بدل گیا۔ (بحوالہ خطاب فلسفہ، انقلاب ۲۵ جنوری ۱۹۸۹ء)

لیکن اس کام کی عملی صورت کیا ہو گی؟ اس کا خاکہ آپ کے ذہن میں شروع دور میں واضح نہ تھا۔ بی۔ اے اور ایم۔ اے کے دوران فکری ارتقاء جاری رہا۔ آپ نے اپنی فکر خالص اسلامی تصور پر استوار کی۔ جدید دور میں اسلام کے عملی نفاذ سے متعلق آپ نے مسلم مفکرین کی آراء پڑھیں۔ انقلاب کے نقطہ، نگاہ سے آپ نے امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام غزالی، شیخ مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل دہلوی، سر سید احمد خان، علمائے دیوبند، علمائے ندوۃ العلماء، اخوان المسلمین، سید قطب شہید۔ تبلیغی جماعت، پرویز، ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا مودودی و دیگر افراد کا گہرا مطالعہ کیا۔

گذشتہ دو سو سالوں سے امت کی پست حالت کو بدل کر انقلاب لانے کا تصور کسی بھی عصر حاضر کے مفکر کے یہاں ڈاکٹر طاہر القادری کو نہ ملا۔ اس کے برعکس سوچ یہ ملی کہ دنیا میں کامیاب ہوں نہ ہوں آخرت میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ نوجوان طاہر القادری کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ آخرت میں مشرک و کافر ہوں گے ہی جہنمی تو وہاں کامیابی و ناکامی کا کیا سوال؟ اصل مقابلہ تو اس ظاہری دنیا میں ہونا چاہیے اور اگر دین اسلام غالب ہے تو اسے نافذ ہونا چاہیے۔ دوسری طرف جب کارل مارکس، فریڈرک رینگلز، روسو اور دیگر مغربی دانشور کی مفکرین کی فکر کا مطالعہ کیا وہ جدید اسلامی مفکرین کی فکر کے مقابلہ میں نتائج کی ضمانت کے اعتبار سے بہت مضبوط نکلی۔ ان کی یہاں دو اور دو چار والا معاملہ ملا۔ فکر لو، دنیا میں جاؤ، آزماؤ سو فی صد کامیاب ہو گے۔ جدید مسلم مفکرین اس نتیجہ خیزی کا عشرِ عشر بھی مہیا نہیں کر پارے تھے۔

ایسے میں نوجوان طاہر القادری نے ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کے فلسفہ، انقلاب سے استفادہ کیا۔ ۱۹۷۳ء سے لیکر ۱۹۸۰ء تک قرآن کا انقلاب پاپا کرنے کے نقطہ، نظر سے سات سال تک نہایت گہرا اور مسلسل مطالعہ کیا۔ ساتھ ہی حدیث، فقہ، تاریخ اسلام، انقلابات عالم اور دیگر علوم کا بھی مطالعہ کیا۔ بالآخر قرآنی تصور پر استوار اپنی منفرد فکر ڈی ویلپ (مہیا) کی۔ اسے اپنے حلقہ احباب میں متعارف کروایا اور ساتھیوں کے مشورے سے قرآن ہی سے اخذ کردہ نام کے تحت

منہاج القرآن کو ۱۹۸۰ء میں قائم کیا۔ یہ فکر ایسی جامع اور ہمہ گیر ہے جو گذشتہ تین صدیوں سے پست حالت میں پڑے مسلمانوں کے لیے ایک حیات آفریں پیغام لے کر آئی ہے۔ اور ان شاء اللہ مصطفوی انقلاب کا باعث ہو گی "اھ بلفظہ التمام

طاہر القادری کے نزدیک تمام فرقوں میں فروعی اختلافات ہیں۔

بحمد اللہ۔ مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔ البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں۔ جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے۔ اس لیے تبلیغی امور میں بنیادی عقائد کے دائرہ کو چھوڑ کر محض فروعیات و جزئیات میں الجھ جانا اور ان کی بنیاد پر دوسرے مسلک کو تنقید و تفسیق کا نشانہ بنانا کسی طرح دانشمندی نہیں اور قرین انصاف نہیں" (کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے مؤلفہ (۱) پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صفحہ نمبر ۶۵)

طاہر القادری کے نزدیک تمام اسلامی فرقوں کی اعتقادی قدریں مشترک ہیں یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تمام (۲) اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک ہیں۔ اسلامی عقائد کا سارا نظام انہی مشترک قدروں پر کھڑا ہے۔ اور اگر کہیں

۱۔ یہ کتاب پروفیسر صاحب کی تصانیف میں شامل ہے دیکھو کتاب ایمان اور اسلام (دو عملی نصور) مطبوعہ اتفاق اسلامک اکیڈمی لاہور کا مقدمہ از راجا رشید محمود اور محمد جاوید نقشبندی لکھتا ہے "قائد انقلاب نے بذات خود فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے لکھ کر" الخ دیکھو ماہنامہ منہاج القرآن جون ۱۹۹۲ء صفحہ نمبر ۳۴، اور پروفیسر محمد رفیق لکھتا ہے "بانی تحریک جناب پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے نامی کتاب میں مختلف مسلمان فرقوں کے درمیان اتحاد کے مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے دیکھو ماہنامہ منہاج القرآن اکتوبر

۱۹۹۱ء

۲۔ (قولہ تمام اسلامی فرقوں کے درمیان) خدا معلوم پھر طاہر القادری کو قادیانی فرقہ سے کیوں عداوت ہے۔ تمام اسلامی فرقوں میں تو یہ بھی شمار کیا جاتا ہے۔

کوئی اختلاف ہے تو صرف فروعی حد تک اور وہ بھی ان کی علمی تفصیلات اور کلامی شروحات متعین کرنے میں ہے۔ اس سے عقائد اسلام کی بنیادوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے۔ صفحہ نمبر ۵۹)

طاہر القادری کا دعویٰ ہے کہ ہم اوائل دور اسلام کی ملی وحدت قائم کریں گے۔

”وقت آن پہنچا ہے کہ ہم فرقہ پرستی کی زبانی مذمت پر ہی اکتفاء نہ کریں۔ بلکہ اس کے خاتمے کے لیے ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جس پر سب مسالک اور مکاتب فکر متفق ہو سکیں۔ اور اوائل دور اسلام کی ملی وحدت کی یاد کو پھر سے تازہ کر سکیں“ (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۵۲)

طاہر القادری کا قول ہے کہ کسی مسلک کے نام پر پروانہء جنت جاری نہیں ہوا ہے۔

”یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ خدا اور رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ اگر کوئی اس زعم میں مبتلا ہو کہ وہ محض فلاں مسلک سے متعلق ہونے کی بناء پر جنت کا حقدار ہے تو یہ اس کی خام خیالی اور خود فریبی ہے۔ نجات کی کسوٹی یہ نہیں کہ وہ کس فرقے میں سے ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ خدا اور رسول کی تعلیمات کے کتنا قریب ہے“ (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۵۲)

طاہر القادری نے تکفیر و تفسیق کی مذمت کی ہے۔

(۱) ”آؤ۔ ذرا ہم اپنی حالت پر غور کریں اور سوچیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بدعتی، گستاخ رسول، لعنتی اور جہنمی کہہ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس تکفیر و تفسیق کی زد میں اگر سارے آگئے تو پھر مسلمان کون بچے گا“ (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیسے ممکن ہے۔ ص ۷۱)

(۲) اندریں حالات کتنے لیے کی بات ہے کہ اہل دین ان باتوں میں الجھے ہوئے ہیں جو محض فروعی

اور جزوی ہیں۔ جب کہ امت بحیثیت مجموعی گمراہی کی طرف جارہی ہے۔ (ہمارا دینی زوال۔ اہم خطاب طاہر القادری ص ۱۸)

(۳) محمد ارشد نقشبندی ”تحریک کے امتیازات و خصائص“ کے عنوان کے ماتحت لکھتا ہے ”انتہاء پسندانہ سوچ کے نتیجے میں ایک گروہ نے دوسرے گروہ کو مشرک اور بدعتی ہونے کا فتویٰ دیا اور دوسرے نے پہلے کو کافر و گستاخ ٹھہرایا اور ہر ایک کے نزدیک دوسرے طبقے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد قیامت تک کے لیے (ان کے فیصلے کے مطابق) کفر و شرک کی وادی سے باہر نہیں نکل سکتے۔ تحریک منہاج القرآن نے اسے فرام کیس ٹو کیس (ایک معاملہ سے دوسرے معاملہ تک) لیا ہے کہ کسی طبقہ کے تمام افراد کو ایک ہی حکم میں شامل نہ کیا جائے بلکہ اگر کوئی آدمی واقعہ گستاخ ہے تو یہ حکم اسی کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی واقعی شرک یا بدعت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو مشرک و بدعتی نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ بلکہ وہی آدمی اس کا مستحق ہو گا۔ جس نے اس کا ارتکاب کیا۔ (منہاج القرآن بابت فروری مارچ ۱۹۹۲ء صفحہ نمبر ۱۳۸)

(۴) اس تحریک (منہاج) نے اس حوالے سے اہم کام کیا کہ لوگوں کی توجہ حضور کے ان ارشادات گرامی کی طرف دلائی جن میں کسی دوسرے مسلمان کو کافر و مشرک کہنے میں کمال درجہ احتیاط کا سبق ملتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث جس کو حضرت عمر نے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو کوئی آدمی اپنے بھائی کو کافر کہے تو وہ کفران دونوں میں سے ایک کی طرف لوٹے گا۔ اگر پہلا کافر تھا اس کی طرف اور اگر وہ کافر نہیں تھا۔ تو کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔ (مسلم) (حوالہ مذکورہ بالا)

(۵) اس حوالے سے ایک اور چیز بھی پیدا ہوئی کہ ہر ایک طبقے نے دوسرے طبقے کے اکابر علماء و مشائخ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور ان کو بھی کافر و مشرک قرار دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے ناموں کو بگاڑ کر تضحیک کا نشانہ بنایا گیا اور ہر مسلک نے دوسرے مسلک کے لوگوں کے اکابر کی طرف بڑھ چڑھ کر غلط چیزیں منسوب کرنا شروع کر دیں۔ اور اس کو خدمت دین سمجھتے ہوئے بہت آگے نکل گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فرقہ پرستی کی آگ مزید بھڑک اٹھی۔ تحریک منہاج القرآن

نے کسی کو برا بھلا کہنے اور خصوصاً کسی طبقہ کے اکابرین کو برا بھلا کہنے سے روکا ہے“ (حوالہ مذکورہ بالا)

طاہر القادری کی تحریک کسی خاص مکتبہء فکر کی ترجمان نہیں۔

دلدار احمد قادری لکھتا ہے ”تحریک منہاج القرآن کا اہم وصف جو اسے بہت سی تنظیموں سے جدا کرتا ہے وہ اس کا امت کے اتحاد کا عملی تصور اور ممکنہ لائحہ عمل ہے۔ تنظیم کسی خاص مکتبہء فکر کی ترجمان نہیں۔ بلکہ یہ نبیء کریم کی ساری امت کی نمائندہ تنظیم ہے۔ اس میں کسی بھی مکتبہء فکر کے افراد اپنی مکتبی اور مسلکی شخصیات کو قائم رکھتے ہوئے شریک سفر ہو سکتے ہیں۔ (پمفلٹ احیاء اسلام کی عظیم عالمی انقلابی تحریک ص ۶)

(۲) قائد انقلاب پروفیسر طاہر القادری نے اپنی ایک گفتگو میں تحریک کے اس نمایاں وصف کا ذکر یوں کیا ہے کہ تحریک منہاج القرآن مسلکی و گروہی اور فرقہ وارانہ تعصبات سے بالا تر محبت و اخوت کا علمبردار ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس کے دروازے ہر اس شخص کے لیے کھلے ہیں جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا داعی ہے۔ جس کا دل فرقہ واریت اور گروہ بندیوں پر خون کے آنسو روتا ہے۔ جو ملت کو ایک شیرازے میں منسلک دیکھنا چاہتا ہے۔“ (قائد مشن اور ہماری ذمہ داریاں ص ۱۷۔ احیاء اسلام کی عظیم عالمی انقلابی تحریک ص ۱۶۔ ادارہ منہاج القرآن کے قیام کا مقصد ص ۱۵)

(۳) مسلمانوں۔ اپنے اپنے عقیدہ و مسلک پر چلو۔ مگر یاد رکھو کہ تم پہلے مسلمان ہو اور بعد میں سنی، شیعہ، اہل حدیث، اسی ترتیب کو قائم رکھنے میں تمہاری بقا ہے۔ مسلمانو ایک دوسرے سے مل بیٹھنا سیکھو اس سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوں گی اور انتہا پسندانہ رجحانات ختم ہوں گے“ (احیاء اسلام کی عالمی انقلابی تحریک ص ۷)

(۴) ”مسلکی رواداری اور وسیع المشرقی کو پھر سے بحال کرنے کے لیے وسیع بنیادوں پر ایسے دینی تدریسی اداروں اور مدارس قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں پر ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے طلباء آزادانہ ماحول میں تعلیم حاصل کریں اور اس طرح باہمی اختلاط سے خوشگوار اور صحت مند دینی فضا قائم ہو سکے۔ (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۹۲)



## دین میں اپنی اپنی اجارہ داریاں

” آج صورتِ حالات بعینہ یہ ہے کہ ہم اپنی بات ماننے والوں پر خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جو ہماری کسی بات سے اختلاف کرے اسے کافر بنا کر اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ ہم نے دین میں اپنی اجارہ داریاں بنا رکھی ہیں۔ جس کے پاس تھوڑے اختیارات ہوں وہ دوسروں کو مسلک سے نکال دیتا ہے۔ جو تھوڑا بڑا ہو وہ دوسرے کو دائرۂ اسلام ہی سے نکال دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ ہم نے اسلام کو بازیچہ اطفال بنا کر سکول کے ہیڈ ماسٹر کی طرح داخل خارج کا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ امت تو حضور ﷺ کی ہے۔ لیکن امت سے نکالنے کا اختیار ہر کس و نا کس کے پاس ہے۔ اسی طرح دین اسلام تو اللہ کا ہے۔ وہ بندوں کے حال کو خود بہتر جانتا ہے۔ لیکن دین کے داخل خارج کے انچارج بھی آجکل کے علمائے دین بن گئے ہیں۔ (الامشأء اللہ) یہ شرک فی التوحید اور شرک فی الرسالہ نہیں تو اور کیا ہے۔ (مضامین سورۃ البقرۃ از طاہر القادری منہاج القرآن جولائی ۱۹۹۶ء)

(۲) آج ہم ہیں کہ دوسرے مسلک کا آدمی مل جائے تو اس کو دھکے دے کر باہر نکالتے ہیں اور اپنی مسجدوں کو دھونے کے قابل سمجھتے ہیں۔ حضور ﷺ کی امت کی اصلاح احوال کا ذمہ اٹھانے والے ان مبلغین اور واعظین و علماء کو چاہیے کہ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی طرزِ عمل پر ذرا غور فرمائیں (حوالہ مذکورہ بالا)

(۳) ” کتنا افسوس ناک امر ہے کہ آج بذات خود مسلمان ایک دوسرے کو اختلاف رائے کی گنجائش نہیں دیتے۔ اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم لوگ اپنی بات منوانے اور اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنے کے لیے کتنی سختیاں کرتے ہیں۔ دلائل و براہین سے دوسروں کو قائل کریں۔ لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اپنی بات منوانے کے لیے کسی مسلمان بھائی کا جینا حرام کر دیا جائے“ (حوالہ مذکورہ بالا)

طاہر القادری تاکید کرتا ہے کہ تصور اسلام مقدم اور تصور مسلک تابع  
رکھو

”اور یہ ارشاد باری بھی ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔ ہو سماکم المسلمین کہ اللہ تعالیٰ  
نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ لہذا امت اور اسلام کے تصور کو مقدم رکھنا چاہیے۔ اور مسالک کو  
ان کا تابع“ (ماہنامہ منہاج القرآن نومبر ۱۹۹۱ء)

طاہر القادری دیوبندی بریلوی تفرقہ سے بالاتر شخصیت ہے  
محمد انور قریشی مرکزی صدر ادارہ منہاج القرآن اپنے مضمون ”تحریک کے عملی  
امتيازات کی چند جھلکیاں“ میں لکھتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب مفسر قرآن اور مفکر قرآن ہیں۔ وہ سیرت اور اسوۃ  
رسول معظم ﷺ پر گہری نظر رکھتے ہیں وہ قائد اعظم کی طرح وسعت ظرف سے بہرہ ور ہیں۔  
اور اقبال کی طرح قوم کا فکر رکھنے والے ہیں۔ وہ بریلوی، دیوبندی، شیعہ، اہل حدیث کے تفرقہ  
سے بالاتر ہیں اور تمام کلمہ گو مسلمانوں کو محبت اور اتحاد کی دعوت دیتے ہیں۔ (ماہنامہ منہاج  
القرآن فروری مارچ ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۵۳)

بریلویت سے وحشت ہونے لگتی ہے

طاہر القادری نے لکھا ہے کہ ”اسلامی تعلیمات سے والہانہ وابستگی رکھنے والا نوجوان  
مسلمان اپنے گرد و پیش فرقہ پرستی کی دیواریں کھڑی دیکھتا ہے تو وہ اسلام سے ہی بیزار ہونے لگتا  
ہے۔ اسے بریلویت، دیوبندیت، اہل حدیث، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی  
ہے۔ (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۱۱۱)

مسلکی تحفظ کی مذمت

طاہر القادری نے لکھا ہے کہ ”آج شوئی قسمت سے یہ حالت ہو گئی ہے کہ ملت  
اسلامیہ مختلف طبقوں اور فرقوں میں منقسم ہو کر اپنے اپنے مسلک کے تحفظ کو اسلام کی سلامتی اور

استحکام گردان رہی ہے“ (مرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۴۴)

طاہر القادری کا کہنا ہے کہ ہم ہر مسلک کا احترام کرتے ہیں

ماہنامہ منہاج القرآن فروری مارچ ۱۹۹۲ء کے صفحہ نمبر ۲۳۲ پر قائد انقلاب کا تاریخ ساز خطاب کے عنوان میں لکھا ہے ”بعض حلقوں کی طرف سے یہ غلط فہمی پیدا کی جا رہی ہے کہ (عوامی تحریک کی) نئی جماعت اہل سنت کی دونوں کو تقسیم کرنے کے لیے قائم کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں فقط اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ہم ہر گز ہر گز ایک مسلکی سیاست کا ارادہ نہیں رکھتے۔ مسلک میں موجود مذہبی سیاسی جماعتوں کا اپنا نقطہ نظر ہے میں ان پر تنقید نہیں کرتا۔ ان جماعتوں اور ان کے قائدین کا احترام کرتا ہوں مگر میرا زاویہ نگاہ ان سے مختلف ہے۔ یہ جماعتیں مخصوص مسالک اور مکاتب فکر کی نمائندہ جماعتیں ہیں۔ ایسی جماعتیں چھوٹے موٹے سیاسی دھڑے پریشگر روپ تو بن سکتی ہیں۔ لیکن ایک بھرپور سیاسی انقلاب نہیں لاسکتیں۔ اگر ایک ہمہ گیر انقلاب کے ذریعے مسلک کے فرسودہ استحصالی نظام کو بدلنا ہے تو پھر مسلکی سیاست سے بلند تر ہو کر کام کرنا ہو گا۔ ہم ہر مسلک اور اس کے متعلقین کا احترام کرتے ہیں۔ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مسلک ہوتا ہے۔ میرا بھی ایک مسلک ہے۔

طاہر القادری کا کہنا ہے کہ میں ہر مسلک کے لیے دعا گو ہوں

مندرجہ بالا عبارت کے آگے لکھا ہے ”میں ہر مسلک کے پیروکاروں کے لیے دعا گو ہوں۔ کوئی دیوبندی ہے یا بریلوی، شیعہ ہے یا اہل حدیث ہر ایک کو اس کا مسلک مبارک۔ لیکن میں آج اس اعلان کے بعد آپ کو ایک ایسی سیاسی جماعت کی طرف دعوت دے رہا ہوں جو قائد اعظم کی ۱۹۴۷ء کی مسلم لیگ کی یاد تازہ کر دے۔ یہ جماعت امت مسلمہ کی نمائندہ جماعت ہو گی۔ یہ روایتی معنوں میں دینی سیاسی جماعت نہیں ہو گی بلکہ عظیم تر اسلامی انقلاب کے لیے انقلابی نظریات کی حامل پروگریسو جماعت ہو گی۔ (ماہنامہ منہاج القرآن مذکور بالا)

طاہر القادری کی علماء دشمنی و عقائد باطلہ کا احترام

دورہ آسٹریلیا کے دوران ایک بیان میں علامہ محمد طاہر القادری نے کہا ”سب مسلک اور

فرقہ ختم ہونا عملاً ممکن نہیں ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ سب لوگ ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کریں۔ نفرت کی فضاء پروان نہ چڑھے۔ کفر و اتداد کے فتوے نہ لگائے جائیں۔ اور رواداری و افہام و تفہیم کی بنیاد پر ایک امت صحیح معنوں میں نظر آئیں۔ فرقہ پرستی اور منافرت پھیلانے میں علماء کا کردار بھی افسوس ناک ہے جنہوں نے محض لیڈری چمکانے کے لیے دھڑے بنا رکھے ہیں (ماہنامہ منہاج القرآن بابت نومبر ۱۹۹۳ء ص ۱۹۶ء کالم نمبر ۱)

تحریکی لوگوں کے لیے بریلوی مسلک سے زیادہ پذیرائی بھی قابل اعتراض ہے۔

پروفیسر محمد رفیق اپنے مضمون ”تحریک منہاج القرآن اسلامی تحریکوں کے تناظر میں“ لکھتے ہیں ”تحریک (منہاج القرآن) کا پیش کردہ لٹریچر بھی نظر ثانی کا محتاج ہے کیونکہ بعض عبارات کے ضمن میں تو علماء بھی ابھی تک تذبذب کے عالم میں ہیں اور غیر جانبداری کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں اس مقصد کے لیے علماء کا ایک پینل مقرر کر دیا جائے جو جلد از جلد یہ فریضہ سرانجام دے سکے۔ کیونکہ کسی بھی مذہبی انقلابی تحریک سے علماء کا کنارہ کش رہنا اس کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ فرقہ پرستی اگرچہ مذموم ہے اور تحریک نے اتحاد امت کی بھرپور کوششیں شروع کر رکھی ہیں۔ لیکن اس مہم میں اپنا مسلک گڈنڈ نہیں ہونا چاہیے۔ معاندین نے تو اسے ایک نیا فرقہ بنا ڈالنے کی بھرپور مہم چلا رکھی ہے۔ بریلوی مسلک سے زیادہ پذیرائی کے سبب دوسرے مسالک کے اکابرین اسے بریلوی مسلک کی ترویج کا ایک جدید انداز سمجھتے ہیں۔ اسی پر اپیگنڈے کے باعث ان کے زیر اثر افراد میں کام بہت کم ہو سکتا ہے۔ جبکہ دوسرے مسالک کے ساتھ ربط و ضبط کے باعث بریلوی مکتب فکر کے بعض اکابرین کڑی تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

گویا قائد کی پوزیشن کچھ یہ ہو گئی ہے۔

۔ زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا۔ اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

اس ضمن میں بانی تحریک نے اگرچہ کبھی لگی لپٹی سے کام نہیں لیا اور اپنا مسلک کھل

کر بیان کیا ہے لیکن وہ اوراق منتشر کی طرح ہے۔ اسی لیے اعتراضات اٹھتے ہیں اس کی وضاحت

دو ٹوک الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ الگ فرقہ کی بنیاد ڈالنے کا الزام ٹل سکے۔  
(ماہنامہ منہاج القرآن مئی ۱۹۹۱ء ص ۱۸، ۱۹)

## تحریک منہاج کی دستک کی نوعیت کیا ہے؟

محمد ارشد نقشبندی اپنے ”مضمون تحریک کے امتیازات و خصائص“ میں لکھتا ہے۔  
”جس ملت میں فرقہ پرستی اور تفرقہ پروری کا زہر اس حد تک سرایت کر چکا ہے کہ اس انتہا پسندانہ سوچ نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ جماعت کو چھوڑ کر جدا جدا اکائیوں میں منقسم ہو جانا اور اپنے اپنے تشخصات میں گم ہو جانا تعنت و انتشار کو جنم دیتا ہے جس سے ملت کی ابتدائی قوت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ فرقہ بندی اور تفرقہ پروری کی یہی زندگی حضور ﷺ کی اس وعید من شد فی النار کہ جو شخص جماعت سے الگ ہو اوہ دوزخ میں بھی الگ ہی جائیگا کی مستحق ٹھہراتی ہے۔ آج کسی نے توحید کے تصور کو لیا اور سارا زور اس پر صرف کر دیا۔ اور عملاً رسالت کی اہمیت کو کم کیا۔ کسی نے رسالت پر زیادہ زور دیا اور توحید کی اہمیت کو عملاً کم کر دیا۔ کسی نے صحابہ کی اقتداء پر زور دیا اور اہل بیت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ کسی نے اہل بیت کی عظمت کے اقرار پر اصرار کیا اور صحابہ کو برا بھلا کہا۔ بلکہ رسالت کے حوالے سے بات یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ایک گروہ نے کبھی سیرت کے نام پر کوئی محفل منعقد کرنے سے گریز کیا اور ایک طبقہ نے ربیع الاول کے ماہ مبارک میں بھی میلاد کا نفرنس بلانے کو بدعت و حرام گردانتے ہوئے اغماض برتا۔ تحریک منہاج القرآن نے لوگوں کی سوچ پر دستک دی کہ کیا وجہ ہے کہ ہم توحید و رسالت، ختم نبوت، قرآن اور کعبہ سے لے کر ارکان اسلام تک جو مشترک چیزیں ہیں انہیں مانتے ہوئے بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ان اقدار کی بنا پر ملت اسلامیہ کیوں ایک وحدت نہیں بن سکتی (منہاج القرآن نومبر ۱۹۹۱ء ص ۳۸)

## تحریک مودت و انسانی اخوت کی ایک دعوت ہے۔

محمد نواز قادری اپنے مضمون ”اخوت کے حقوق و آداب“ میں لکھتا ہے ”اے اخوت و محبت کے امین! نفرتوں اور عصبیتوں کے وہ تمام بت جو محدود ذاتی مفادات کی خاطر تراشے گئے ہیں۔

توڑ کر پوری انسانیت (مسلم و غیر مسلم) کے لیے بیکرِ اخوت بن جا، بحیثیت انسان کسی نسلی لسانی علاقائی اور دیگر گروہی امتیازات سے ماوراء ہو کر طبقاتی اور فرقہ وارانہ وفاداریوں میں ملوث رہنا تجھے زیب نہیں دیتا۔ اگر تو پوری انسانیت کے لیے اخوت و محبت کا پیامبر نہیں بننا پھر اس حقیقت کا اعتراف کر لے کہ یا تو نے باری تعالیٰ کی ربوبیت کو عالمگیر اور آفاقی نہیں مانا یا تو نے خود کو اس کا بندہ و مطیع نہیں سمجھا۔ ہماری قوم کا المیہ یہ ہے کہ کچھ لوگ تو ظاہری طور پر بھی محدود گروہی مفادات میں الجھے نظر آتے ہیں۔ لیکن بے شمار مصلحین مبلغین، رہبر و رہنما کی حالت یہ ہے کہ زبان سے اسلامی اخوت کا نام لیتے ہیں۔ اتحاد و رواداری کے راگ لاتے ہیں۔ تعصبات اور فرقہ واریت کی نفی کرتے ہیں۔ لیکن خود عملاً اتنے بڑے متعصب اور فرقہ پرست واقع ہوتے ہیں کہ نہ کسی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور نہ کسی کو زندہ رہنے کا حق دینا چاہتے ہیں۔ آئیے ہم قول و فعل کے کھلے اور چھپے سب تضادات سے توبہ کریں۔ تفرقوں اور عصبتوں کے بت توڑ کر عالمگیر انسانی اخوت کے رشتے میں منسلک ہو جائیں۔ تاکہ ہمارا تعلیمات اسلامی کا پرچار معاشرے میں صحیح نتائج پیدا کر سکے“ (ماہنامہ منہاج اپریل ۱۹۹۲ء ص ۲۲) (۱)

یہ غلط ہے کہ سب مسالک اکٹھے نہیں ہو سکتے

پروفیسر طاہر القادری نے اپنے خطاب میں کہا ہے کہ ”مذہبی سطح پر اتحاد سیاسی اتحاد کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کو مل بیٹھنا ہو گا۔ معیار ایک ہو گا اور وہ ہے قرآن و سنت۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ضابطہء اخلاق ترتیب دیا جائے۔ یہ غلط ہے کہ سارے مسالک اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ کون سا اسلام، بریلویوں کا اسلام یا دیوبندیوں کا اسلام، سنیوں کا اسلام یا شیعوں کا اسلام اور اب بات مودودی اور اقبال کے اسلام تک آ پہنچی ہے۔ اسلام کسی کا نہیں۔ اسلام وہی ہے جو محمد ﷺ کا اسلام ہے۔ (ماہنامہ منہاج۔ جولائی ۱۹۹۳ء ص ۴۹)

۱۔ ماہنامہ منہاج القرآن تحریک منہاج القرآن کا نقیب ہے۔ دیکھو ماہنامہ ہذا بابت فروری ۱۹۹۲ء صفحہ نمبر ۱۹۹ اور اسی شمارہ کے صفحہ نمبر ۲۰ میں ہے ”ماہنامہ منہاج القرآن تحریک کی مذہبی تبلیغی، تنظیمی اور تحریکی و تربیتی سرگرمیوں پر مشتمل ہے۔“

(۲) اسی شخص نے اسی خطاب میں یہ بھی کہا ہے۔ کہ اب اس نعرے کو کہ دنیا بھر کے مسلمانو ایک ہو جاؤ ایک تحریک بنا دینا چاہیے۔ کہ آگے چل کر یہی نعرہ مسلم ممالک کی عالمگیر وحدت کی عملی بنیاد بنے گا“ (حوالہ مذکورہ بالا ص ۲۸)

کسی کو مسلک سے توبہ کی دعوت نہ دی جائے

طاہر القادری نے اپنے ”آئندہ سیاسی پروگرام کے بارہ میں ایک انٹرویو میں کہا ہے۔ مگر غیر مسلکی سطح پر کام کرنے کے یہ معنی ہر گز نہ سمجھیں کہ ہم لوگوں سے کہیں گے کہ وہ اپنے مسلکوں سے تائب ہو جائیں۔ نہیں ایسا کرنا سراسر جہالت ہے۔ ہر دیندار کا اپنا مسلک ہے۔ کوئی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے۔ کوئی ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے۔ (آئندہ سیاسی پروگرام۔ پروفیسر کا ایک معرکہ الآراء انٹرویو ۱۵)

طاہر القادری کا ”دین جدید“

”ماہنامہ منہاج القرآن لاہور“ بابت نومبر ۱۹۹۵ء ”منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی کے تحت سالانہ ہفتہ تقریبات“ کے عنوان میں صفحہ نمبر ۵۹ پر رپورٹ رازے۔ ایم رضا لکھتا ہے۔

”اس موقع پر ان کے ہمراہ ٹی وی اور سٹیج کے معروف اداکار بھی تھے۔ تقریب تقسیم انعامات کے اختتام پر تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست اعلیٰ نے طلباء اور ان کے والدین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ان طلباء کے والدین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے بچوں کو اس عظیم درس گاہ میں داخل کرایا۔ کیونکہ جو درس گاہ ان کو میسر ہے ایسی درس گاہ مجھے خود میسر نہ آئی تھی۔ اخلاقی اور روحانی اعتبار سے، باطنی اور تعلیمی اعتبار سے اور ماحول کے اعتبار سے جو آپ کے بچوں کو ماحول میسر ہے وہ کسی درس گاہ میں نہیں۔ دین جدید اور اخلاقی و روحانی تعلیم کا یہ عظیم اسلامی مرکز ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا کہ میں نے دنیا بھر کے تقریباً نصف سے زائد ممالک کا دورہ کیا ہے۔ اور مراکز دیکھے ہیں لیکن اس جیسا نظام کسی مرکز پر نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی انسان خطا سے پاک نہیں۔ ہم یہاں بچوں کو فرشتے نہیں بنا رہے بلکہ رشک ملائکہ بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب ہزاروں سال ستاروں کا خون ہوتا ہے تو پھر سحر پھونتی

ہے۔ یہ زوال عروج میں، مایوسی یقین میں اور یہ ہلاکت ایک عظیم صبح انقلاب میں بدلنے والی ہے۔  
ان شاء اللہ تاریخ دیکھے گی کہ اس نسل سے جو یہاں تیار ہو رہی ہے اس سے انقلاب آئے گا۔

## حرف آخر

یہاں تک ہم نے تحریکی فرقہ کے لٹریچر کے چیدہ چیدہ اقتباسات بطور نمونہ مشے از خردارے براہ راست ان کی کتابوں اور ماہناموں کو دیکھ کر نقل کیے ہیں۔ ان (۱) سے ہر عقل مند دیندار سنی مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری کا اپنا ایک مخصوص دین اور خاص مذہب ہے۔ اس کے اس ”دین جدید“ کا سنی بریلوی مسلک“ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چونکہ سوا و اعظم اہلسنت دنیا میں سب سے زیادہ تعداد والے ہیں اور پروفیسر طاہر القادری کو انہی میں سے کچھ افراد اپنی جماعت کے لیے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لیے وہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتا رہتا ہے۔ یا میلاد کی محفلیں کرتا اور گیارہویں کی نیازیں کھالیتا ہے۔ بدیں وجہ سنی بریلوی مسلمان ہر گز ہر گز اس کی جماعت میں شامل نہ ہوں اور نہ ہی اس کے ”دین جدید“ کی ترویج و ترقی کا ذریعہ بنیں۔

اللہ ہم سب کو اس دور کی اس و بلاء سے محفوظ رکھے آمین و ما علینا الا البلاغ

(۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ)

۱۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنا تشخص ظاہر کرنے کے لیے تحریکی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں  
مثلاً تحریکی سرگرمیاں، تحریکی ساتھی، تحریکی سفر، تحریکی کارکن، تحریکی حکمت عملی۔



بائیسواں مقالہ

مقام صحابہ پر ایک نظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على افضل الانبياء والمرسلين و عليهم و  
على الهم و اصحابهم اجمعين اما بعد :

آج کل کے دور پر فتن میں شیعہ عالیہ صحابہء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نہایت گستاخ  
ہیں۔ یہاں تک کہ اکثر صحابہ کرام پر سب و شتم (گالیاں) اور نکتہ چینیوں ان کا عام شیوہ ہے۔  
بلکہ وہ باسٹھائے چند سب صحابہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو معاذ اللہ منافق بلکہ کافر و مرتد  
قرار دیتے ہیں۔ حضرات خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان  
غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت ہائے راشدہ کو خلافت ہائے غاصبہ کہتے ہیں اور حضرت مولا علی  
کرم اللہ وجہہ الکریم نے جو ان کے دور میں ان کے خلاف بغاوت نہیں کی وہ اسے تقیہ اور بزدلی پر  
محمول کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں ہم یہاں شیعہ کتب کی بعض عبارات ملعونہ بطور  
نمونہ و ثبوت پیش کریں۔ تاکہ ہمارے سنی بھائی شیعہ مذہب کے فاسد اعتقادات اور باطل خیالات  
کا کچھ اندازہ کریں۔ چنانچہ نقل کفر کفر نباشد سابق صدر شیعہ مجلس اوقات دہلی خان آغا محمد  
سلطان میرزا دہلوی لکھتا ہے۔

(۱) ”ہمارے اس مقالہ کا مقصد اس پیشین گوئی کو ثابت کرنا ہے کہ امت محمدیہ کی اکثریت بلکہ  
کل امت باستثناء معدودے چند مومنین کے جناب رسول خدا کے انتقال کرتے ہی جادۂ مستقیم سے  
ہٹ کر گمراہ ہو گئی۔ اس گمراہی کو ہم نے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے“ (کتاب  
التفریق والتحریف فی الاسلام ص ۳۳) استغفر اللہ

(۲) ”یہ کیا ہوا کہ جناب رسول خدا کی آنکھ بند ہوتے ہی جماعت منافقین صفحہ ہستی سے اٹھ  
گئی۔ ان کا ذکر ہی نہیں آتا۔ بلکہ ان کی موجودگی پر مفروضہ حدیث نجوم کا پردہ ڈالا جاتا ہے۔  
سارے صحابی ہدایت کے ستارے ہیں۔ جس سے جی چاہے ہدایت حاصل کر لو۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی  
اپنی ہی جماعت تو بڑے سر حکومت ہے ان کو اب کس کا ڈر۔ (کتاب مذکور بالا ص ۸۴) استغفر اللہ  
(۳) ”ناہبان رسول کی عیش و عشرت کی کہانیاں سنی ہوں تو ابوالفرج کی کتاب الاغانی کا مطالعہ

کیجیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کا زمانہ ٹھیک اسلامی زندگی کے مطابق تھا۔ مگر اس زمانہ کے امن و راحت کی یہ حالت تھی کہ کوئی خلیفہ اپنی قدرتی موت نہیں مرا۔ حضرت ابو بکر کے زمانہ سے ہی مسلمانوں کا قتل عام مانعین زکوٰۃ کے بہانہ سے شروع ہو گیا۔

(کتاب مذکور ص ۳۴) استغفر اللہ

(۳) ”اس جماعت اکثریت کا یہ طرز عمل انصار کے ساتھ احسان فراموشی کی نہایت بری مثال ہے۔ اپنے محسن اعظم کے احسانوں کو بھول گئے۔ ان کے جسد اطہر کو بے غسل و کفن چھوڑ کر حکومت حاصل کرنے چلے گئے۔ اور ان کی آل کے لیے یہ دشمنی کی۔ ان کے انصار سے بے رخی برت رہے ہیں۔ کیا احسان فراموشی کی اس سے بدتر مثال مل سکتی ہے۔“

(کتاب مذکور ص ۱۲۶) استغفر اللہ

(۵) ”جسد اطہر رسول اکرم کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں طلب ملک و جاہ کے لیے چلا جانا وہ مذہبی گناہ اور اخلاقی لغزش اور سیاسی غلطی تھی۔ جس سے خرابیاں ہی پیدا ہوتی رہیں۔ اس ایک جرم کو چھپانے کے لیے سینکڑوں جتن کیے اور ہر جتن میں سے سینکڑوں خرابیاں پیدا ہوئیں۔“ (کتاب مذکور ص ۲۳۴) استغفر اللہ العظیم

صرف یہی نہیں کہ شیعہ لوگ اکثر صحابہ کرام کو راہ مستقیم سے ہٹ کر گمراہ ہو جانا مانتے ہیں۔ بلکہ وہ ان بزرگوں کو اہل بیت اطہار کا دشمن قرار دے کر ان سے بیزاری ظاہر کرنے اور ان کے حق میں تبر ابولنے کو فروع دین میں شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ کی مشہور و معروف کتاب تحفۃ العوام میں ہے

(۶) ”واضح ہو کہ عراق کے مجتہدوں خصوصاً جناب سرکار میرزا محمد حسن شیرازی کے نزدیک فروع دین دس ہیں۔ الی ان قال دہم تبر یعنی اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے اور ان دشمنوں کے دوستوں سے بیزاری رکھے“ (تحفۃ العوام ص ۹)

کتب شیعہ کی یہ چند عبارات ملعونہ بطور نمونہ مشتمل از خروارے سنی مسلمانوں کو یہ باور کرانے کے لیے یہاں پیش کی گئی ہیں کہ شیعہ عالیہ صحابہ کرام کے بارے میں سخت گندے عقیدے اور ناپاک نظریات رکھتے ہیں۔

## مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

رب کریم جل شانہ فرماتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ والذین معه اشد آء علی الکفار رحماء  
 بینہم تراہم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً نسیما ہم فی و جوہم من اثر  
 السجود<sup>ط</sup> ذلک مثلہم فی التورۃ<sup>ث</sup> و مثلہم فی الانجیل<sup>ث</sup> کزرع اخرج شطنہ ، فا ذرہ  
 فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار<sup>ط</sup> وعد اللہ الذین امنوا و  
 عملوا لصالحات منہم مغفرة واجراً عظیماً ہ (ترجمہ) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان کے  
 ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔ آپس میں نرم دل ہیں۔ تو انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدہ  
 کرتے ہوئے دیکھے گا۔ اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہوئے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں  
 سجدوں کے نشان سے ہے۔ یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے۔ جیسے  
 ایک کھیتی جس نے اپنا پٹھانکا لاپھرا سے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اسے طاقت دی پھر اپنی ساق پر  
 کھڑی ہوئی۔ کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔ تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے ان سے  
 جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

(پ ۲۶ ر کو ع ۱۲)

(۲) اور وہ ارشاد فرماتا ہے

والسابقون الا و لون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی  
 اللہ عنہم و رضوا عنہم و وعد لہم جنات تجری تحتہا الانہار خلدین فیہا ابداء ذلک  
 الفوز العظیم ہ (ترجمہ) اور مہاجرین و انصار (صحابہ) میں سبقت کرنے والے پہلے لوگ اور جو  
 بھلائی کے ساتھ ان صحابہ کے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور  
 اس نے ان کے لیے وہ باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں  
 گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے (پ ۲ ر کو ع ۲)

(۳) اور وہ ارشاد فرماتا ہے:۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یحکمون تحت الشجرة

(ترجمہ) بے شک اللہ مومنوں (صحابہ) سے اس وقت راضی ہوا۔ جب وہ پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے (۲۶ پ ر کو ع ۱۱)

(۴) اور فرماتا ہے:- ولکن اللہ حب الیکم الا یمان وزینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر و الفسوق و العصیان ط اولیک ہم الراشدون (ترجمہ) لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا۔ اور اس نے کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی۔ ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں (۲۶ پ ر کو ع ۱۳)

(۵) اور فرماتا ہے:- وکلا وعد اللہ الحسنی ط واللہ بما تعملون خیر۔ اور سب (صحابہ) سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔ اور اللہ تمہارے ان کاموں سے باخبر ہے جو تم آئندہ کرو گے۔ (پ ۲۷ ر کو ع ۱۷)

(۶) اور وہ فرماتا ہے۔ اولئک کتب فی قلوبہم الا یمان وایدہم بروح منہ ویدخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون۔ یہ لوگ (صحابہ) ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ خبردار اللہ کی جماعت کامیاب ہے۔ (پ ۲۸ ر کو ع ۳)

مسلمان اللہ کریم جل شانہ کے یہ ارشادات مبارک کہ سنیں اور ان پر ایمان لائیں اور خود سوچیں کہ اللہ کریم جو صحابہ کی ساری زندگیوں کے اعمال سے باخبر تھا۔ جب اس نے انہیں قطعی جنتی اور با ایمان قرار دیا اور ان کی کوتاہیوں خطاؤں کی معافی کا اعلان عام کیا۔ تو اب ان کو منافق و مرتد گردانا اور انہیں جہنمی سمجھنا خود مرتد و منافق اور جہنمی بننا نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کریں۔ یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ایماندار، مغفور اور جنتی ہیں اور ان کے ناجی ہونے کی شہادتیں خود قرآن مجید دے رہا ہے۔ شیعہ عالیہ جو ان کی گستاخیاں کرتے ہیں وہ بے دین گمراہ ہیں۔

شیعہ میت کی نماز جنازہ

اب رہا اہل سنت کے لیے شیعہ میت کا جنازہ پڑھنے کا مسئلہ تو اس بارہ میں حضور ﷺ کے صریح ارشادات موجود ہیں جن میں آپ نے مسلمانوں کو گستاخان صحابہ کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ یہاں تین حدیثیں تبر کا نقل کی جا رہی ہیں۔

پہلی حدیث: حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ ان الله اختارني واختار لي اصحاباً فجعلهم اصحابي و اصهارى و انصارى و ميا تى قوم من بعد هم يسبونهم فلا تجالسوهم ولا تؤاكلوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم. بلاشبہ اللہ نے مجھے چنا اور میرے صحابہ کو چنا پھر انہیں میرے صحابہ اور میرے سرالی رشتہ والے اور میری مدد کرنے والے بنایا اور عنقریب ان کے بعد ایک قوم آئے گی جو انہیں گالیاں دے گی اور ان سے دشمنی رکھے گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ ان کے ہمراہ نماز پڑھنا۔ (نزہۃ الناظرین ص ۳۶)

دوسری حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا تسبون اصحابي فانه يحبني قوم في آخر الزمان يسبون اصحابي فلا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم ولا تناكحوهم ولا تجالسوهم وان مرضوا فلا تعودهم. میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو سو آخر زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گی سو تم ان پر نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ان کے ہمراہ نماز ادا کرنا اور نہ ان سے رشتہ داری پیدا کرنا اور نہ ان سے نشست و برخاست رکھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو تم ان کی بیمار پرسی نہ کرنا (شفا شریف ص ۲۶۶ ج ۲)

تیسری حدیث: امام قاضی عیاض لکھتے ہیں۔ واتی النبی ﷺ بجنازة رجل فلم یصل علیہ وقال کان یبغض عثمان فابغضه اللہ۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تو آپ نے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔ اور فرمایا یہ شخص عثمان سے دشمنی رکھتا تھا۔ تو اللہ نے اس سے دشمنی رکھی۔ (شفا شریف جلد دوم ص ۴۳)

حضرت غوث الاعظم کے ارشادات

حضور ﷺ کے انہی ارشادات مبارکہ کی وجہ سے ہمارے سنی بزرگان دین نے شیعہ میت کا جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ سلطان سید عبدالقادر جیلانی

حسنى حسینی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ولا یجا لسہم ولا یقرب منہم ولا یہنیہم فی الاعیاد و اوقات السرور ولا یصلی اذا ماتوا ولا یترحم علیہم اذا ذکروا بل یبانیہم و یعادیہم فی اللہ عزو جل معتقداً بطلان مذہب اہل بدعة محتسباً بذلک الثواب الجزیل والا جر الکثیر۔

سنی مسلمان (شیعہ وغیرہ) اہل بدعت کی مجلس میں حاضر نہ ہو اور نہ ان سے قرب اختیار کرے اور نہ عیدوں اور خوشی کے مواقع میں انہیں مبارک بادی دے۔ اور جب وہ مرجائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھے۔ اور جب انہیں یاد کیا جائے تو ان پر رحمت کی دعائے کرے۔ بلکہ ان سے جدا رہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ان سے عداوت رکھے۔ اہل بدعت کے مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اور اس میں بڑے ثواب اور کثیر اجر کی نیت کرتے ہوئے۔ (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۸۰)

### حضرت سفیان کا ارشاد

امام فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمتہ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا من تبع جنازۃ مبتدع لم یزل فی سخط اللہ تعالیٰ حتی یرجع جو شخص کسی بدعتی کے جنازہ کے پیچھے چلے وہ لوٹنے تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۸۰)

مسلمان ان احادیث و ارشادات پر غور کریں اور اپنا دین و ایمان بچانے کے لیے بندہ ہوں کے جنازہ میں شمولیت سے گریز کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب کرے۔ آمین

### ایک تازہ انکشاف

بعض سنی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہمارا کوئی سنی شخص فوت ہو جاتا ہے تو شیعہ لوگ اس کے جنازہ میں شامل ہوتے ہیں اس لیے ہمیں بھی شیعہ کے جنازے میں شامل ہونا چاہیے۔ ان سنی مسلمانوں نے شاید یہ کبھی نہ سوچا ہو گا کہ شیعہ لوگ سنی میت کے جنازہ میں شامل ہو کر اس کی مغفرت کی دعا مانگتے ہیں یا اس کے لیے بددعا مانگتے ہیں۔ اس لیے ہم بتا دیتے ہیں کہ شیعہ لوگ سنی مسلمان کے حق میں بددعا کرنے کی غرض سے اس کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ کی مشہور و

معروف کتاب تحفۃ العوام میں لکھا ہے۔ ”اور اگر میت شیعہ نہ ہو اور دشمن اہل بیت ہو اور نماز بضرورت پڑھنا پڑے تو بعد چوتھی تکبیر کے کہے

اللهم اخز عبدک و بلادک اللهم اصلہ حر نارک اللهم اذقہ اشد

عذابک الی آخرہ“ (تحفۃ العوام ص ۲۲۵)

ترجمہ :- اے اللہ اپنے اس (سنی) بندے کو اپنے بندوں میں اور اپنے شہروں میں ذلیل بنا۔ اے اللہ اسے اپنے دوزخ کی گرمی پہنچا۔ اے اللہ اسے اپنے عذاب کی شدت چکھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ  
سنی مسلمان یہاں غور فرمائیں کہ جب شیعہ سنی میت کے لیے یہ بدترین بددعا مانگتے ہیں تو پھر انہیں شیعہ میت کے لیے دعائے مغفرت مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ بہر حال ایسے سنی دشمن لوگوں کے جنازہ میں سنی مسلمانوں کو ہر گز ہر گز شامل نہیں ہونا چاہیے۔ (نوٹ) اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے ہماری کتاب شیعہ کا جنازہ پڑھنے کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(۳ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ)



# تنیسواں مقالہ

مینارِ ہدایت

(گستاخانِ صحابہ کے برے انجام کا بیان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي هذا الى دين الاسلام وادخلنا في امة حبيبه خير الانام والصلوة والسلام عليه وعلى اخوانه من النبيين واصحابه بالتكرار والدوام اما بعد - في مقال مبارك كه نبي پاڪ صاحب لولا كه عليه الصلوة والسلام كه صحابه كرام رضوان الله عليهم اجمعين كه گستاخوں كه انجام اور ان كه بے ادبی كرنے والوں كه مذمت ميں لكھا گیا ہے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

### فضائل صحابه كرام

قرآن مجيد اور احاديث صحيحه ميں صحابه كرام كه بے شمار فضائل و مناقب بيان كيے گئے هيں۔ هم يهاں ايك آيت كريمه اور چند احاديث مبارك كه تبركاً نقل كرتے هيں۔ چنانچه الله تعالى ارشاد فرماتا ہے۔ والسبقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان لا رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجرى تحتها الانهر خالدون فيها ابد اذ ذلك الفوز العظيم ه اور سب ميں اگلے پہلے مهاجر اور انصار اور جو بھلائي كه ساتھ ان كه پيرو ہوئے الله تعالى ان سه راضى هو گیا وه الله سه راضى هو گئے اور اس نے ان كه ليے وه جنتيں تيار كي هيں جن كه نيچے نہريں بہتي هيں۔ در آں حاليكه وه ان ميں ہميشه ہميشه رہيں گے۔ يہي بڑي كاميابي ہے۔ (۱۱ پ ۲) اور نبي پاڪ عليه الصلوة والسلام ارشاد فرماتے هيں۔ اصحابي كالنجوم فبايهم اقتديتم اهتديتم۔ ميرے تمام صحابه ستاروں كه مانند هيں پس تم ان ميں سه جس كي پيروى كرو گے ه ايت پاؤ گے۔ (كنوز الحقائق ج ۱ ص ۳۱)

اور آپ فرماتے هيں۔ لا تمس النار مسلما راني وري من راني دوزخ اس مسلمان كو نہيں چھوئے گا جس نے ميري زيارت كي يا ميري زيارت كرنے والے (صحابي) كي زيارت كي۔ (مشکوٰۃ۔ ج ۲ ص ۲۴۳)

اور آپ فرماتے هيں طوبى لمن رانى وامن بى۔ اچھائي ہے اس شخص كه ليے جس نے ميري زيارت كي اور مجھ پر ايمان لاياء۔ (جامع الصغير ج ۲ ص ۵۵)

اور فرماتے هيں۔ ما من احد من اصحاب يموت بارض الا بعث قائد او نوراً لهم

یوم القيامة . جس سر زمین میں میرا کوئی صحابی فوت ہو وہ قیامت کے دن اس سر زمین والوں کی لیے قائد اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۳۳)

### عقیدہ دربارہ صحابہ کرام

انہی پاکیزہ ارشادات کے پیش نظر علمائے اہل سنت و جماعت نے اپنی معتبر کتب مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ ”تمام صحابہ کرام اہل خیر، اہل اصلاح اور عادل ہیں۔ جب بھی ان کا ذکر کیا جائے تو اس کا خیر کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام بڑے چھوٹے جنتی ہیں۔ وہ جہنم کی آواز نہیں سنیں گے۔ وہ ہمیشہ اپنی من مانی مرادوں میں رہیں گے۔ محشر کی بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہیں بنائے گی۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور ان میں جو باہم جنگیں ہوئیں یا اختلاف رونما ہو ان میں پڑنا اور جانہن میں سے کسی کو مطعون بنانا سخت حرام ہے۔ ان سے جو لغزشیں یا اجتہادی خطائیں سرزد ہوئیں وہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادی ہیں۔ اور ان سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ صحابہ کرام ایک دوسرے کے دشمن نہیں تھے بلکہ وہ ایک دوسرے سے پیار و محبت رکھتے اور ایک دوسرے کا پورا پورا ادب و احترام کرتے تھے“

### بغض صحابہ کرام

جب قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ جملہ صحابہ کرام کا ادب و احترام ہم پر فرض ہے تو پھر لامحالہ ان سے عداوت و بغض رکھنا حرام ہو گا۔ خود نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد انہیں (طعن و تشنیع) کا نشانہ نہ بنانا۔ پس جو ان سے محبت رکھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھے گا۔ اور جو ان سے دشمنی رکھے گا وہ میری دشمنی کی وجہ سے ان سے دشمنی رکھے گا۔ اور جو انہیں ستائے گا وہ مجھے ستائے گا۔ اور جو مجھے ستائے گا وہ اللہ تعالیٰ کو ستائے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو ستائے گا۔ وہ عن قریب اسے اپنی گرفت میں لے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۳۳)

اور علامہ نجم الدین عمر نسفی حنفی فرماتے ہیں ”مسلمان پر واجب ہے کہ وہ صحابہ کرام کو صرف نیکی کے ساتھ یاد کرے۔ کیونکہ صحابہ کرام کے مناقب میں اور انہیں طعن و تشنیع کرنے

سے زبان روکنے میں متعدد صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔  
 لاتبوا صحابی۔ میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو (شرح عقائد ص ۱۱۲)

اور علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں ”اختیار نامی کتاب میں ہے کہ تمام ائمہ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام بدعتی فرقے گمراہی اور غلطی پر ہیں۔ و سب احد من الصحابة و بغضه لا یكون کفر الکن یضلل۔ اور کسی ایک صحابی کو گالیاں دینا اور اس سے دشمنی رکھنا کفر تو نہیں لیکن گمراہی ضرور ہے (رد المحتار ج ۳ ص ۳۲۱)

اور امام قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں۔ و سب ال بیتہ و از واجہ و اصحابہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و تنقیصہم حرام ملعون فاعلہ۔ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل و عیال اور صحابہ کو گالیاں دینا اور ان کی بے ادبی کرنا حرام ہے۔ اور انہیں گالیاں دینا اور ان کی بے ادبی کرنے والا لعنتی ہے (شفا شریف ج ۲ ص ۲۶۶)

اور حنفی مذہب کی معتبر کتاب شرح المختار میں ہے۔ ”کسی ایک صحابی کو گالیاں دینا اور اس سے دشمنی رکھنا کفر نہیں بلکہ گمراہی ہے۔ کیونکہ حضرت علی نے اپنے گالیاں دینے والوں پر کفر کا حکم نہیں لگایا تھا۔ (الصواعق المحرقة ص ۲۵۷)

### صحابہ پر لعن طعن

یہاں تک جو کچھ بیان ہو اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام کو برا بھلا کہنا اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا شرعاً حرام ہے۔ ایسا کرنے والے گمراہ، بے نصیب اور مرتکب حرام ہیں۔ اب ہم اس بارہ میں چند احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ پر زیادہ روشنی پڑ جائے۔

حدیث نمبر ۱: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شفاعتی مباحة الا لمن سب اصحابی۔ میری شفاعت مباح ہے۔ مگر اس شخص کے لیے (مباح نہیں) جو میرے صحابہ کو گالیاں دے گا۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۴۰)

حدیث نمبر ۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ من سب اصحابی۔ جو شخص میرے صحابہ کو گالیاں دے اس پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجے۔ (جامع صغیر

حدیث نمبر ۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔  
 من سب اصحابی فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعین۔ جو شخص میرے صحابہ کو برا  
 بھلا کہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۷۳)

حدیث نمبر ۴: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی  
 فالعنوہم۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ تو تم ان پر لعنت بھیجو  
 (کنوز الحقائق ج ۱ ص ۲۰)

حدیث نمبر ۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے فرمایا۔ ان اشرا ر امتی اجراً ہم علی صحابتی بلاشبہ میری امت میں شریر ترین لوگ وہ  
 ہیں جو میرے صحابہ (کی بے ادبی) پر جرائم کرتے ہیں۔ (جامع الصغیر ج ۱ ص ۹۱)

حدیث نمبر ۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
 فرمایا لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا  
 نصیفہ۔ تم میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا (راہ  
 خدا میں) خرچ کرے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے ایک مد کو نہیں پہنچے گا اور نہ انکے مد کے نصف  
 کو۔ (مشکوٰۃ۔ ج ۲ ص ۲۴۲)

حدیث نمبر ۷: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من سب اصحابی فعليه لعنة الله و الملائكة  
 و الناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً۔ جو شخص میرے صحابہ کو گالیاں دے۔ اس  
 پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہیں  
 کرے گا۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۴۲)

حدیث نمبر ۸: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان الله اختارنی و اختار لی اصحاباً فجعل منهم  
 وزراء و انصاراً و اصهاراً فمن سبهم فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعین لا یقبل

اللہ منہم یوم القیامۃ صرفاً ولا عدلاً۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لیے صحابہ کو چنا۔ اور پھر اس نے بعض صحابہ کو میرا وزیر اور مددگار اور سر بنایا۔ پس جو شخص انہیں (صحابہ کو) برا بھلا کہے گا اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی کوئی فرض و نفل عبادت قبول نہ کرے گا۔ (صواعق محرقہ ص ۴)

حدیث نمبر ۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ من سب الا نبیاء قتل و من سب اصحابی جلد۔ جو شخص انبیاء علیہ السلام کو گالیاں دے وہ قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارے جائیں۔

(صواعق محرقہ ص ۵۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۱۷۳)

حدیث نمبر ۱۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اذا را یتیم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة الله علی شرکم۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو۔ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

(صواعق محرقہ ص ۵) (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۲۳)

حدیث نمبر ۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ان الناس یکثرون واصحابی یقلون فلا تسبوا اصحابی فمن سبهم فعليه لعنة الله۔ بلاشبہ لوگ زیادہ ہو جائیں گے اور میرے صحابہ گھٹ جائیں گے۔ پس تم میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ جو انہیں برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ (صواعق محرقہ ص ۵)

حدیث نمبر ۱۲: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عمر کی زبان کاٹ ڈالنے کی نذر مانی جبکہ اس نے صحابی رسول ﷺ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ جب اس بارہ میں آپ سے گفتگو کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ دعونی اقطع لسانہ حتی لا یشتہ احد اصحاب النبی ﷺ۔ مجھے اس کی زبان کاٹنے دو تاکہ اس کے بعد کوئی نبی ﷺ کے صحابہ کو گالیاں نہ دے۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۲۲۸)

الغرض۔ یہ چند احادیث مبارکہ ہیں جن میں غیب دان نبی ﷺ نے اس فتنہ عظیمہ کے

پیدا ہونے سے کافی عرصہ پہلے اپنی امت کو اپنے تمام صحابہ کرام کے ادب و احترام کا درس دیا۔ ان کی بے ادبی اور گستاخی سے شدت منع فرمایا اور دشمنان صحابہ کے انجام کی پوری پوری نشان دہی فرمائی فصلے اللہ علیہ وسلم وبارک ابد ابد۔

### دشمنان صحابہ سے بائیکاٹ

یہاں تک جو کچھ ذکر ہوا اس سے یہ بخوبی واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کا ادب و احترام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر فرض اور ان کی بے ادبی اور گستاخی حرام اور موجب دوری، رحمت رب کریم ہے۔ اب ہم دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ جن میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں دشمنان صحابہ سے مکمل بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا و اصهارا و سیأتی قوم یسبونہم و ینتقصونہم فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تؤاکلوہم ولا تناکحوہم۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے صحابہ اور سرچنے۔ اور عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی جو انہیں برا بھلا کہے گی اور ان کی بے ادبی کرے گی۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ تم ان کے ہمراہ نہ بیٹھنا۔ تم ان کے ساتھ نہ کھانا اور تم ان کے ساتھ رشتہ داری نہ کرنا۔ (صواعق مخرقہ ص ۴)

اور رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا تسبوا اصحابی فانہ یحبینی قوم فی آخر الزمان یسبون اصحابی فلا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم ولا تناکحوہم ولا تجالسوہم وان مرضوا فلا تعودوہم۔ میرے صحابیوں کو گالیاں نہ دو۔ سو آخر زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گی۔ تو تم ان پر نماز جنازہ نہ پڑھنا۔ ان کے ساتھ نماز، پنجگانہ نہ پڑھنا، ان سے رشتہ داری نہ کرنا، ان کی مجالس میں نہ بیٹھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پر سی نہ کرنا۔ (شفا شریف ج ۲ ص ۲۶۶)

الغرض حضور علیہ السلام نے ان ارشادات پاک میں مجاہد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ وہ گستاخان صحابہ کی بیمار پر سی نہ کریں۔ اگر وہ مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھیں۔ ان کے ساتھ نکاح نہ کریں۔ ان کی مجالس (ماتم وغیرہ کی محافل) میں حاضری نہ دیں اور گیارہویں وغیرہ کے مواقع میں انہیں بلا کر ان کے ساتھ نہ کھائیں پیئیں۔ اب اگر کوئی

سنى ان ہدایات نبوی کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے اپنی عاقبت کا خیال کرنا چاہیے۔ اللہم اهد

قومی فانہم لا یعلمون

دشمنان صحابہ کا انجام

اب ہم کتب معتبرہ سے دشمنان صحابہ کرام کے انجام کے متعلق چند واقعات نقل کرتے ہیں تاکہ ہمارے ہم خیال احباب کا ایمان پختہ اور ان کے دلوں میں صحابہ کی محبت اور عقیدت زیادہ ہو۔

پہلا واقعہ

شیخ ابرہیم عبیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”میں نے اپنے ماموں شیخ علی مالکی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب پکے رافضی (دشمن صحابہ) کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ خنزیر کے چہرہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پس وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اس کا چہرہ خنزیر کے چہرہ میں تبدیل نہ کر دیا جائے۔ اور خنزیر کے چہرہ والا ہو جانا اس کے پکے رافضی ہونے کی علامت ہے۔ اسی وجہ سے جب کسی رافضی کا چہرہ خنزیر کے چہرہ میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس سے رافضیوں کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ اور اگر اس کا چہرہ نہ بدلے وہ غمگین ہو جاتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ وہ سنی ہو کر مرا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ (عمدۃ التحقیق ص ۲۲۷)

دوسرا واقعہ

علامہ عبدالغفار قوسی اپنی کتاب الوحید میں لکھتے ہیں کہ اکابر علماء میں سے ایک شخص میرا دوست تھا۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ اس سے دین اسلام کی حقانیت کے متعلق پوچھا۔ اس نے بتایا کہ واقعی اسلام سچا مذہب ہے۔ اچانک میں نے اپنے اس دوست کے چہرہ کو دیکھا تو اسے تاریں کی طرح سیاہ پایا۔ حالانکہ زندگی میں اس کا رنگ سفید تھا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا جب تیرے خیال میں اسلام سچا مذہب ہے تو پھر تیرا چہرہ کس وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے؟ اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں خواہش نفسانی اور عصبیت کی وجہ سے بعض صحابہ کو بعض صحابہ پر فضیلت دیتا تھا۔ علامہ قوسی فرماتے ہیں کہ یہ عالم رافضیوں کے شہر کا باشندہ تھا۔ (عمدۃ التحقیق ص ۲۲۳)



## تیسرا واقعہ

علامہ عبدالغفار قوصی فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے۔ کہ ایک رافضی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی اور بچے اسے اس سے روکتے تھے۔ مگر وہ باز نہ آتا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس رافضی کی شکل تبدیل کر کے اسے خنزیر بنا دیا۔ اور اس کی گردن میں ایک بہت بڑی زنجیر ڈال دی۔ یہ دیکھ کر اس کا لڑکا لوگوں کو بلا بلا کر لانے اور اپنے باپ کی یہ بری حالت انہیں دکھانے لگا۔ پھر چند دن بعد وہ رافضی اسی حالت میں فوت ہو گیا۔ اور اس کے گھر والے اسے گوبر پھینکنے کی جگہ میں پھینک آئے۔ علامہ قوصی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محبت الدین طبری کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں خود اس رافضی کے لڑکے سے ملا تو اس نے اپنے باپ کا پورا قصہ سنایا۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنے باپ کو مارتا تھا۔ اور اسے کہتا تھا۔ کہ اب حضرت ابو بکر و عمر کو گالیاں دو۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔“

(عمدة التحقیق ص ۲۲۶)

## چوتھا واقعہ

امام محبت الدین طبری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رافضیوں کی ایک جماعت روضہ نبوی کے خادم کے پاس بہت سامال لائے کہ وہ اسے ناظر حرم شریف کے پاس پہنچادے تاکہ ناظر حرم شریف انہیں روضہ نبوی سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نکال دینے کی قدرت دے۔ ناظر حرم شریف نے پوشیدگی میں وہ مال قبول کر لیا تو اس بات سے خادم صاحب کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ جو نہی رات پڑی۔ چالیس آدمی بیچے اور کدال لے کر شیخین کی قبریں اکھاڑنے کے لیے آئے۔ امام طبری فرماتے ہیں کہ مجھے خادم صاحب نے خود بتایا کہ جو نہی یہ چالیس آدمی رات کے وقت مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا اور آج تک ان میں سے کسی ایک کا بھی نام و نشان نہ ملا۔ پھر جب یہ خبر ان رافضیوں تک پہنچی جنہوں نے ان چالیس آدمیوں کو بھیجا تھا تو وہ اجنبی بن کر مدینہ منورہ میں آئے۔ خادم صاحب کو کسی حیلے سے ایک تنہا مکان میں لے گئے اور ان کی زبان کاٹی اور مثلہ کیا۔ اچانک نبی پاک ﷺ اس خادم حرم کے پاس تشریف

لائے۔ آپ نے بدن اور چہرہ پر اپنا دستِ انور پھیرا تو وہ ایسے ہو گئے گویا انہیں کوئی نقصان پہنچا ہی نہ تھا۔ پھر ان رافضیوں نے دوسری بار خادم صاحب کی زبان کاٹی اور انہیں خوب زد و کوب کیا تو پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور پھر انہوں نے ان کے بدن پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ ایسے ہو گئے گویا کہ انہیں کوئی عارضہ پیش ہی نہ آیا تھا۔ پھر تیسری بار ان رافضیوں نے خادم صاحب کی زبان کاٹی اور انہیں خوب مازا پیا تو پھر حضور علیہ السلام خادم صاحب کے پاس تشریف لائے اور ان پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ صحیح و سلامت ہو گئے گویا انہیں کوئی آزار لگا ہی نہ تھا۔

(عمدۃ التحقیق ص ۲۲۵)

### پانچواں واقعہ

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بیت اللہ شریف کاج کیا تو میں حرم شریف میں ایک ایسے شخص سے ملا جس کے متعلق لوگوں نے بتایا کہ وہ پانی نہیں پیا کرتا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بیان کیا کہ میں مقام حله کی شیعہ برادری کا ایک فرد تھا۔ ایک رات میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو گئی ہے۔ لوگ سخت پریشانی اور پیاس میں مبتلا ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مجھے بھی بہت سخت پیاس محسوس ہوئی۔ میں نبی پاک علیہ السلام کے حوض کوثر پر حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ اس حوض پر حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وجہ سے گیا کہ میں ان سے محبت رکھتا تھا۔ اور انہیں دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا تھا۔ مگر انہوں نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ پھر میں حضرت ابو بکر کے پاس گیا تو انہوں نے بھی منہ موڑ لیا۔ پھر میں حضرت عمر کے پاس گیا تو انہوں نے بھی منہ موڑ لیا۔ پھر میں حضرت عثمان کے پاس گیا تو انہوں نے بھی منہ موڑ لیا۔ حضور علیہ السلام محشر کے میدان میں کھڑے کفار کو حوض کوثر سے بنا رہے تھے۔ میں ان کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یا رسول اللہ۔ مجھے سخت پیاس لگی تو میں حضرت علی کے پاس گیا۔ مگر انہوں نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیف یسئیک و انت تبغض اصحابی۔ حضرت علی تجھے کیسے پانی پلاتے جبکہ تو میرے صحابیوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا نعم اسلم من جدید

وتب حتى اسقیك شربة لا تظماء بعدھا ابدأ۔ ہاں نئے سرے سے اسلام لایا۔ اور توبہ کر تا کہ میں تجھے وہ پلاؤں جسکے بعد تجھے کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔ یہ سن کر میں اسلام لایا۔ اور میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر توبہ کی۔ تو آپ نے مجھے ایک پیالہ عنایت کیا جسے میں نے پیا اور میری پیاس بجھ گئی۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا پھر میرا یہ حال ہو گیا کہ مجھے کبھی پیاس نہ لگی۔ چاہوں تو کچھ پی لوں اور چاہوں تو کچھ نہ پیوں۔ بعد ازاں میں اپنے علاقہ حلہ میں واپس آیا اور اس کے رہنے والوں سے بیزاری اختیار کی۔ آج مجھے بیس برس گزر چکے ہیں کہ مجھے اس عرصہ میں کبھی پیاس محسوس نہ ہوئی۔ (نذہۃ الناظرین ص ۴۱)

### چھٹا واقعہ

ایک بزرگ حج کرنے کے لیے گھر سے نکلے۔ جب وہ بغداد پہنچے تو انہیں اپنا سامان کسی کے پاس امانت رکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے ایک دکان میں ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا۔ اس پر اپنی امانت پیش کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ انہوں نے خیال کیا کہ بغداد میں اس بوڑھے سے بڑھ کر کوئی امانت دار نہ ملے گا۔ اس لیے پھر وہ اس کے پاس گئے اور اس پر امانت پیش کی۔ اس نے کہا میں تمہاری امانت اس شرط پر اپنے پاس رکھوں گا کہ تو میرا یہ پیغام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچادے کہ اگر آپ کے پاس وہ دو شخص (صدیق اکبر و عمر فاروق) نہ ہوتے تو میں آپ کی زیارت کے لیے ہر سال حاضر ہوتا۔ وہ بزرگ اس شرط پر اپنا سامان اس کے پاس رکھ کر چلے گئے۔ حج کے بعد جب وہ روضہ انور پر حاضر ہوئے تو انہیں اس پیغام کی وجہ سے بڑی خلش محسوس ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سو گئے تو حضور علیہ السلام کو صحابہ کرام کے ہمراہ خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ اس شخص کا پیغام ہمیں پہنچا دو۔ وہ حضور علیہ السلام کی ہیبت کی وجہ سے جاگ اٹھے۔ پھر وضو کر کے سوئے تو پھر آپ کی زیارت ہوئی آپ نے پھر انہیں وہ حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا حضور آپ مجھ سے بہتر اس ملعون کی بات سے باخبر ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ لیکن تم اس کی امانت اپنی طرف سے ادا کر دو۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور اس شخص نے کہا تھا کہ اگر آپ کے پہلو میں وہ دو شخص نہ ہوتے تو میں ہر سال آپ کی زیارت کرتا۔ یہ سن کر آپ نے فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا حضرت علی تھوڑی دیر کے لیے غائب رہے۔ پھر وہ اس حال میں

آئے کہ انہوں نے اس بغدادی آدمی کو گریبان سے پکڑا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ اس کی گردن اتار دو۔ حضرت علی نے اپنی تلوار اس کی گردن پر ماری اور اس کے خون کا ایک قطرہ ان کی قمیض پر پڑا۔ وہ اس خواب کی ہیبت سے بیدار ہوئے۔ اپنے ٹھکانے پر آ کر وہ تاریخ اور ساعت نوٹ کر لی۔ جب وہ بغداد واپس گئے اور اس شخص کا گھر تلاش کیا تو انہوں نے دروازہ پر ایک شخص دیکھا۔ انہوں نے اس سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ ایک رات اپنے گھر سے اچانک غائب ہو گیا۔ ہم نے اسے تلاش کیا تو اسے ویرانے میں اس حال میں پایا کہ اس کے دھڑ کے ساتھ اس کا سر موجود نہ تھا۔ اور وہ رات اور وہ گھڑی وہی تھی جو ان بزرگوں نے مدینہ شریف میں نوٹ کی تھی۔ پھر انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی تو وہ خبر خلیفہ وقت تک پہنچی۔ اس نے بغداد اور دوسرے شہروں میں منادی کرادی کہ صحابہ کرام کو گالیاں نہ دی جائیں“ (نزہۃ الناظرین ص ۴۲)

## آخری گذارش

سنی بھائیو! آپ سے یہ آخری گذارش ہے کہ آپ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، اور حضرت مغیرہ بن شعبہ وغیرہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے لوگوں (رافضیوں، شیعوں) سے پوری طرح کنارہ کش رہیں۔ اسی میں آپ کے ایمان کی سلامتی اور دین و دنیا کی بہتری ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ۹ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

# چو بیسواں مقالہ

مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد : گذشتہ دنوں ہمیں ایک شخص سے گفتگو کا اتفاق ہوا۔ جس نے کہا کہ ”حضرات خلفائے ثلاثہ (ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تو صحابی ہیں اور میں ان کے ناموں کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کو جائز جانتا ہوں مگر معاویہ نہ تو صحابی رسول ﷺ ہیں اور نہ ان کے نام کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز ہے جب اس سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ تو اس لیے صحابی اور قابل احترام ہیں کہ ان کی خلافتوں کو مولائے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تسلیم کیا۔ ان کے ساتھ مل کر کام کئے اور ان کی آپس میں جنگیں نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن معاویہ نے بنی ہاشم سے تین جنگیں لڑی ہیں اس لیے میں ہاشمی ہونے کی وجہ سے ان کو نہ صحابی ماننا ہوں اور نہ ان کے نام کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ عنہ کہتا ہوں“

اس شخص کو صحیح مسئلہ بتایا گیا لیکن وہ اپنے اس عقیدہ باطلہ سے باز نہ آیا تو ہم نے عامۃ المسلمین کے ایمان کی حفاظت کے لیے یہ مختصر مقالہ مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعہ نجات بنائے آمین بجاہ النبی الامی الامین ﷺ

### مختصر حالات زندگی

شیخ ولی الدین خطیب تبریزی لکھتے ہیں۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما قریش کی شاخ بنو امیہ سے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما دونوں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور (۱) مؤلفہ القلوب میں شامل رہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے کامباں وحی میں سے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے وحی میں سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے خطوط لکھنے پر مامور تھے۔ حضرت (۲) عبد اللہ بن

۱۔ قال السیوطی اسلم ہو و ابوہ یوم فتح مکہ و شہد حینا و کان من المؤمنین قلوبہم ثم حسن اسلامہ (تاریخ

الخلفاء ص ۱۴۸)

۲۔ قال جلال الدین السیوطی و کان احدا لکتاب رسول اللہ ﷺ (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

عباس اور حضرت ابو سعید رضی اللہ (۱) عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ اپنے (۲) بھائی حضرت یزید بن ابوسفیان کی وفات پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شام کے والی بنے۔ اور وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔ ۴۱ھ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے حوالے کر دی تو آپ بیس سال کے عرصہ تک پوری اسلامی دنیا کے خلیفہ رہے۔ پھر رجب (۳) ۶۰ھ میں آپ نے لقوہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر دمشق میں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ اپنی عمر کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے ”اے کاش میں ذی طوی کے علاقہ میں قریش کا ایک عام آدمی ہوتا اور میں خلافت کے امر سے کچھ نہ دیکھتا اور ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ازار، چادر، قمیض، چند موئے مبارک اور ناخن مقدس تھے۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کی قمیض میں کفن دینا۔ ان کی ازار میرے کفن کی ازار اور ان کی چادر میرے کفن کی چادر بنانا۔ میرے نھنوں، سوراخوں اور سجدہ کی جگہوں میں رسول ﷺ کے بال اور ناخن رکھنا۔ پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔“

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۲۳)

## فضائل و مناقب

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں حدیثیں (۴) موجود ہیں امام عبدالعزیز

۱۔ قال السیوطی روی۔ عن النبی ﷺ مائۃ حدیث و ثلاثۃ وستون حدیثاً۔ ردی عنہ من الصحابۃ ابن عباس و ابن عمر ابن الزبیر و ابوالدرداء و جریر السجلی و النعمان بن بشیر و غیر ہم و من التابعین ابن المسیب و حمید بن عبدالرحمن و غیر ہم۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۳۸)

۲۔ قال السیوطی لما بعث ابو بکر الجوش الی الشام سار معاویہ مع اخیہ یزید بن ابی سفیان فلما مات یزید استخلفہ علی دمشق فاقرہ عمر ثم اقرہ عثمان و جمع لہ الشام کلہ فاقام امیراً عشرین سنۃ و خلیفۃ عشرین سنۃ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۹)

۳۔ آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۸ رجب، بعض کے نزدیک ۱۵ رجب اور بعض کے نزدیک ۲۲ رجب ہے (روزنامہ تحفہ گوجرانوالہ ۲۰ فروری ۱۹۹۱ء)

۴۔ قال الجلال السیوطی وقد روی فی فضلہ احادیث قل ما ثبت اخرج الترمذی و حسنہ عن عبدالرحمن بن ابی عمیرۃ الصحابی عن النبی ﷺ انه قال لمعاویۃ اللھم اجعلہ حادیا و اخرج احمد فی مسندہ عن العرابض بن ساریۃ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اللھم علم معاویۃ الکتاب و الحساب رتہ العذاب (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۹)

فرہادی صاحب نبراس نے اپنی کتاب ”الناہیۃ عن طعن امیرالمومنین معاویہ رضی اللہ عنہ میں آپ کے اکیس فضائل و مناقب ذکر کیے ہیں۔ ہم یہاں اختصار کے پیش نظر آپ کے بعض مناقب تبرکاً پیش کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

## علم و نجات کی دعا:

امام احمد مسند میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب، اے اللہ معاویہ کو کتاب اللہ (قرآن مجید) اور حساب کا علم عطا فرما اور ان کو عذاب سے بچا۔ (الناہیۃ ص ۱۴۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹۔ مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۴۱۵)

## ہدایت کی دعا

محدث ابو عیسیٰ ترمذی حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ کے حق میں فرمایا اللھم اجعلہ ما دیا مہدیاً و اھدیہ۔ اے اللہ اسے ہدایت دہندہ ہدایت یافتہ بنا اور اس کے سبب سے ہدایت دے۔ ہذا حدیث حسن غریب (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۴۷) (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۶۴) (الناہیۃ ص ۱۵) (مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۴۱۵)

سبب ہدایت ہونے کی دعا:- اور یہی محدث جلیل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب حمص کی ولایت حضرت عمیر بن سعد سے لے کر حضرت معاویہ کو دی تو لوگوں نے کہا عمر نے عمیر کو معزول کیا اور معاویہ کو والی بنایا۔ یہ سن کر حضرت عمیر نے فرمایا لا تذکروا معاویۃ الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ یقول اللھم اھدیہ۔ تم معاویہ کو نہ یاد کرو مگر بھلائی سے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے اللہ اسے (۱) ہدایت کا ذریعہ بنا۔ (سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۴۸)

۱۔ قلت ویدذلک ماروی رزین عن عمر رضی اللہ عنہ انه قال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فباہم اقتدیتم احمد تیم (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۴۳) لان معاویۃ منہم فھو کالنجوم ایضاً کالانجمی



یہ دعائیں مقبول ہیں :- امام طہی شرح مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں - (۱) ولا ارتیاب ان دعاءہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب فمن کان هذا حاله کیف یرتاب فی حقہ . اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا مقبول ہے سو جس شخص کا حال یہ ہو اس کی بزرگی کے بارہ میں شک کیسے کیا جاسکتا ہے؟  
(حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۶۳ جلد دوم حاشیہ نمبر ۴)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے :- مفتی حرین امام احمد طبری نے کتاب خلاصۃ السیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبانِ وحی یہ تیرہ اصحاب تھے - ابو بکر، عمر، عثمان، علی، عامر بن فہیرہ، عبد اللہ بن ارقم، ابی بن کعب، ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن سعید ابن العاص، حنظلہ بن ربیع اسلمی، زید بن ثابت، معاویہ ابن ابی سفیان اور شریل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین - وکان معاویۃ وزید الذمہم لذلک وانصہم بہ - اور معاویہ اور زید رضی اللہ عنہما باقی کاتبانِ وحی کی نسبت کتابتِ وحی کے کام سے زیادہ التزام و اختصاص رکھتے تھے - (الناہیۃ ص ۱۵)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا :- امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں - شہد حیناً اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حنین کی جنگ میں شریک جہاد ہوئے - (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۸) بدیں وجہ جب حضرت عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ عمر بن عبد العزیز افضل ہیں یا معاویہ بن ابی سفیان؟ تو فرمایا غبارِ دخل فی انف فرس معاویۃ حین غزائی رکاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من کذا و کذا من عمر بن عبد العزیز - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے تو اس وقت ان کے گھوڑے کے نتھنے میں جو غبارِ داخل ہوا تھا وہ عمر بن عبد العزیز سے اتنے اتنے درجے بہتر ہے - (الناہیۃ عن طعن امیر المؤمنین معاویۃ رضی اللہ عنہ ص ۱۴)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عظیم محدث تھے :- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار علماء

۱- مجد والف ثانی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں رسول اللہ کی دعائیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں -

ود دعائے آنحضرت مقبول اور آنحضرت کی یہ دعائیں مقبول ہیں (مکتوبات ج ۱ ص ۴۱۵)

صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ چنانچہ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور اپنی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور ان سے حضرت ابو ذر غفاری، حضرت ابن عباس، حضرت ابو سعید، حضرت جریر بجلي اور دیگر صحابہ کی ایک جماعت نے اور تابعین میں سے جبیر، ابو اوریس خولانی، سعید ابن المسیب، خالد بن معدان، ابو صالح سمان، سعید، ہمام بن منبہ اور کثیر مخلوق نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں آٹھ اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں حضرت معاویہ سے حدیثیں روایت کی ہیں حالانکہ ان دونوں کی شرطیں بہت سخت اور کڑی ہیں اور وہ غیر ثقہ، غیر ضابط اور کاذب راوی سے کوئی شئی روایت نہیں کرتے۔“ (الناہیۃ ص ۱۷)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے :- محدث جلیل امام محمد بن اسماعیل بخاری ابن ابی ملیکہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا۔ کیا آپ کو امیر المومنین معاویہ پر اس وجہ سے کوئی اعتراض ہے کہ وہ وتر کی صرف ایک رکعت پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا۔ ”اصاب انه فقیہ“ انہوں نے درست کیا ہے کیونکہ وہ فقیہ (مجتہد) ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا دعہ فانہ صحب رسول اللہ ﷺ۔ انہیں چھوڑو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہ چکے ہیں۔

اس حدیث کے ضمن میں صاحب نبراس فرماتے ہیں۔ بلاشبہ فقہانے آپ کے اجتہاد پر اعتماد کیا ہے۔ ولہذا جب وہ صحابہ کے اجتہاد کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں (۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا بھی تذکرہ کرتے ہیں (الناہیۃ ص ۲۶)

اور مولوی غلام غوث ہزاروی لکھتے ہیں ”دعہ فانہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا یا فقیہ ہونا ان کی نکتہ چینی سے منع کرتا ہے اور اس بات کو لازم کرتا ہے کہ ان کی صرف نیکیوں ہی کو ذکر کیا جائے“ (الذنب عن الصحابۃ ص ۱۸)

۱۔ ومن اعتقاد اهل السنۃ والجماعت ان معاویہ لم یکن فی ایام علی خلیفۃ انما کان من الملوک وغایۃ اجتہادہ ایضاً ان کان لہ اجر واحد علی اجتہادہ (الصواعق المحرقة ص ۲۱۷)

## حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت معافی بن عمران سے عرض کیا۔ عمر بن عبدالعزیز اور معاویہ میں کون افضل ہے؟ آپ نے غصہ سے فرمایا لا یقاس احد با صحاب النبی ﷺ معاویہ صاحبہ و صہرہ و کاتبہ و امینہ علی وحی اللہ عزوجل۔ کسی شخص کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے۔ معاویہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی، سرالی رشتہ والے، کاتب اور امین وحی تھے۔ (شفا شریف ص ۴۳ ج ۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سالہ ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام حبیبہ بنت ابی سفیان رسول اللہ ﷺ کی زوجہ، محترمہ ہیں اس وجہ سے آپ رسول اللہ ﷺ کے سالہ ہیں، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے سرالی رشتہ داروں کے حق میں فرمایا ”بلاشبہ اللہ نے مجھے چنا اور میرے صحابہ کو چنا پھر انہیں میرے ساتھی، میرے سرالی رشتہ والے اور میرے مددگار بنایا اور عنقریب ان کے بعد ایک قوم آئے گی جو انہیں گالیاں دے گی۔ تم ان (گستاخوں) کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان کے ساتھ مل کر کھاؤ، نہ ان سے رشتہ داری کرو، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ہمراہ نماز پڑھو۔ (نزہۃ الناظرین ص ۳۶)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عاشق رسول تھے۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ قابس بن ربیعہ رسول اللہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کے گھر کے دروازہ سے داخل ہوئے تو وہ ان کی تعظیم کے لیے چار پائی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے ملاقات کی اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ان کے لیے مرغاب نامی علاقہ بطور جاگیر کے وقف کر دیا۔ اس وجہ سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے (شفا شریف ج ۲ ص ۲۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ طبع سنت تھے۔ امام بغوی شرح السنہ میں ابو مجلز سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ نکلے در آل حالیکہ حضرت عبداللہ بن عامر اور حضرت عبداللہ بن زبیر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ابن عامر تو کھڑے ہو گئے مگر ابن الزبیر بیٹھے

رہے۔ یہ دیکھ کر حضرت معاویہ نے فرمایا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ بات پسند کرے کہ لوگ اس کے آگے کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔ (الناہیہ ص ۲۳)

مقام غور ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی بناء پر اپنے لیے قیام تعظیمی کو پسند نہیں فرمایا یہ سنت کی پیروی اور حدیث پر عمل کی وجہ سے تھا۔ سو اس سے آپ کے تتبع سنت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ”پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ کا یزید نامی شخص ہو گا۔“ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ عامل بالسنت تھے (الناہیہ ص ۳۰)

حضرت معاویہ صاحب عدالت صحابی تھے :- امام قسطلانی شرح بخاری شریف میں لکھتے ہیں کہ معاویہ بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ اور امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں۔ ہو من عدول الفضلاء والصحابة الخیار۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چوٹی کے صاحب عدالت فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے تھے۔ اور صاحب نبراس لکھتے ہیں۔ ویکتب الحمد ثون بعد اسمہ رضی اللہ عنہ کسائر الصحابة بلا فرق۔ اور محدثین معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بعد سب صحابہ کے ناموں کی طرح کوئی فرق کیے بغیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ (الناہیہ ص ۱۷)

حضرت معاویہ اہل بیت کا ادب کرتے تھے :- امام احمد بن حنبل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ حسن کی زبان چوسا کرتے تھے۔ اور بلاشبہ جس زبان اور جن ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ نے چوسا ہو وہ ہر گز عذاب میں مبتلا نہ ہوں گے۔

ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا۔ میں آپ کو ایک انعام دوں گا جو میں نے آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیا ہے اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا۔ یہ فرما کر آپ نے چار سو دینار کا عطیہ انہیں پیش کیا جو انہوں نے قبول فرمالیا۔ (الناہیہ

حضرت معاویہ کی بخشش ہو چکی ہے :- محدث ابن عساکر ضعیف (۱) سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کنت عند النبی ﷺ و عندہ ابو بکر و عمر و عثمان اذ اقبل علی فقال النبی ﷺ لمعاویة اتحب علیا قال نعم قال انها ستكون بینکم ہنیہة قال معاویة فما بعد ذلك یا رسول اللہ قال عفو اللہ و رضوانہ قال رضینا بقضاء اللہ۔ میں، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ سے فرمایا۔ کیا آپ علی سے محبت رکھتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا عن قریب تمہارے درمیان جنگ ہو گی۔ حضرت معاویہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد کیا ہو گا؟ فرمایا اللہ کی معافی اور اس کی رضامندی عرض کیا پھر ہم اللہ کی قضا پر راضی ہیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ولو شاء اللہ ما اقلوا و لكن اللہ یفعل ما یرید۔ (الناہیۃ ص ۳۰)

حضرت معاویہؓ بادشاہ اسلام تھے :- امام جلال الدین سیوطی روایت بیان کرتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم جب بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے یہ عرب کا کسری ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۹)

اور کعب الاحبار نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ اس امت کا کوئی شخص اتنے بڑے ملک کا مالک نہیں ہو گا جتنے بڑے ملک کے مالک معاویہ ہوں گے (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۹)

اور خود معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے معاویہ جب آپ بادشاہ بنیں گے تو لوگوں سے اچھا سلوک کرنا۔ اس وقت سے مجھے بادشاہی ملنے کی امید رہی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۹۔ مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۴۱۶)

اور صاحب بہار شریعت لکھتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول ملوک اسلام ہیں۔

اسی کی طرف تورات مقدس میں اشارہ ہے۔ کہ مولدہ مکہ و مهاجرہ طیبہ و ملکہ بالشام۔ نبی آخر الزمان ﷺ مکہ میں پیدا ہوں گے۔ مدینہ کو ہجرت فرمائیں گے اور ان کی سلطنت شام میں ہوگی سوا میر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد ﷺ کی سلطنت ہے۔ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج جرار جان نثار کے ساتھ عین میدان جنگ میں بالقصد و بالا اختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اور اس صلح کو حضور اقدس ﷺ نے پسند فرمایا تھا اور اس کی بشارت دی تھی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا تھا کہ ان ابنی هذا مید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فنتین عظیمین من المسلمین۔ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرا دے گا۔ سوا میر معاویہ (معاذ اللہ) پر فسق و غیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتہً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر، بلکہ حضور سید عالم ﷺ پر، بلکہ حضرت اللہ عزوجل و علا پر طعن کرنے والا ہے۔“ (بہار شریعت ج ۱ ص ۷۵)

معاویہ رضی اللہ عنہ کامیاب حکمران تھے:- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے چالیس سال کی طویل مدت تک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور سعید میں کامیابی سے حکومت کی ہے۔ انہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شام کا والی بنایا۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والیوں کی درستی اور نادرستی میں بہت کوشش فرمایا کرتے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی حکومت کو برقرار رکھا۔ (الناہیہ ص ۲۶)

معاویہ عادل حکمران تھے:- حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کیف یکون جانراً و قد صح انہ رضی اللہ عنہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ سبحانہ و فی حقوق المسلمین کما فی الصواعق۔ حضرت معاویہ فاسق کیسے ہوں گے جب کہ صحت سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ اللہ سبحانہ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں عادل تھے۔ جیسا کہ امام ابن حجر نے کتاب ”صواعق محرقة“ میں ذکر فرمایا ہے (مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۴۱۵)

معاویہ کی خلافت برحق ہے:- شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی کتاب الاسالیب البدیعیہ فی فضل

الصحابۃ واقناع الشیعہ کے ص ۲۶۷ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب غیۃ الطالبین ص ۷۸ ج ۱ سے نقل کرتے ہیں اما خلافة معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما فثابتة صحیحة بعد موت علی و بعد خلع الحسن بن علی رضی اللہ عنہما نفسه عن الخلافة و تسليمها الی معاویة لراى راه الحسن و مصلحة عامة تحققت له وهى حقن وماء المسلمین و تحقیق قول النبی ﷺ فی حسن رضی اللہ عنہ ان ابنی هذا سید یصلح اللہ تعالیٰ به بین فئتين عظیمین فوجب امامته بعقد الحسن له فسمى عامه عام الجماعة لا ارتفاع الخلاف بین الجميع واتباع الكل لمعاویة رضی اللہ عنہ لانه لم یکن هناک منازع ثالث فی الخلافة.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دستبرداری اور اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت اور صحیح ہے۔ امام حسن نے یہ دستبرداری کسی مصلحت کی وجہ سے اختیار فرمائی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ مسلمانوں کا خون بہنے سے بچ جائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ قول حق ثابت ہو جائے کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا بلاشبہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح پیدا کرے گا۔ پس حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت ہو گئی اور اس سال کو مسلمانوں کے ایک امام پر جمع ہو جانے کی وجہ سے جمع کا سال کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت خلافت کا کوئی دعویٰ دار حضرت حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ نہ تھا۔ (الاسالیب البدریۃ ص ۲۶۷)

خلافت معاویہ حدیث سے ثابت ہے :- اور یہی امام مذکورہ بالا کتاب میں حضرت غوث پاک کی کتاب غیۃ الطالبین ہی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

خلافة مذکورة فی قول النبی ﷺ و هو ماروی عن النبی ﷺ انه قال تدور رحى الاسلام خمساً و ثلاثین سنة اوستا و ثلاثین اور سبعا و ثلاثین والمراد بالوحی فی هذا الحدیث القوة فی الدین والخمس السنین الفاضلة من الثلاثین فهی من جملة خلافة معاویہ الی تمام تسع عشرة سنة و شهور. لان الثلاثین کملت بعلی رضی اللہ عنہ



کما بینا اہ کلام الشیخ سیدی عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ . اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت نبی ﷺ کی حدیث میں مذکور ہے۔ اور وہ آپ کا یہ ارشاد ہے کہ اسلام کی چکی پینتیس سال یا چھتیس سال یا سینتالیس سال تک گھومے گی۔ اور اس حدیث میں چکی گھومنے سے مراد دین میں قوت کا موجود رہنا ہے۔ اور تمیں کے بعد پانچ چھ یا سات سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حصہ ہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تمیں سال پر ختم ہو گئی تھی۔

(الاسالیب البدیعیہ ص ۳۶۷)

گستاخ معاویہ جہنمی ہے :- اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں ”علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض، شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔ ومن یكون یطعن فی معاویہ . فذاک من کلاب الهاویہ۔ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔“ (احکام شریعت ص ۱۰۳)

گستاخ معاویہ اہل سنت سے خارج ہے :- امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”کسی صحابی کے ساتھ سوۃ عقیدت بندہ ہی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بغض ہے۔ ایسا شخص رافضی (خارج از اہل سنت) ہے۔ اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے۔ مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ابو سفیان اور ان کی والدہ ہندہ رضی اللہ عنہم۔ اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم اجمعین۔“ (بہار شریعت ص ۷۳ ج ۱)

مشاجرت صحابہ کی شرعی حیثیت :- رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات ظاہری میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی باہمی رنجشوں کو خود بیان فرمایا۔ اس پیشین گوئی کے مطابق حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں ناچا کی پیدا ہوئی اور نوبت جنگ تک پہنچی۔ مگر اس سے کوئی صحابی اسلام یا صحابیت سے خارج نہیں ہوا۔ لہذا سب صحابہ رسول ﷺ کا ادب و احترام امت پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ رسول رضی اللہ عنہم کی عقیدت و ادب و احترام کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

(۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ)



چکیسواں مقالہ

یزید پر ایک نظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على نبيه الكريم الامين و على سائر عباده  
المخلصين من النبيين والصدّيقين والشهداء والصالحين الى قيام الدين وبعد يوم الدين  
الى ابد الابددين. اس مقالہ مبارکہ میں یزید کی بد کرداریاں اور اس کے متعلق علمائے اہل سنت کا  
عقیدہ حقہ بیان کیا گیا ہے۔ اس مقالہ کی تالیف سے ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اہلسنت  
کے ایمان پختہ اور مضبوط ہو جائیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔

### رسالت مآب ﷺ کی پیشین گوئیاں

حضور علیہ السلام کے رازدار حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما ادری انسی اصحابی ام  
تنا سوہ واللہ ما ترک رسول اللہ ﷺ من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ  
ثلاث مائۃ فصاعد الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ و قبیلتہ۔ یعنی میں نہیں جانتا کہ ان  
باتوں کو میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا وہ انہیں بھلا دی گئی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے تو قیامت تک  
کے ہونے والے ہر اس فتنہ باز کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا تھا جس کے  
پیرو کار تین سو یا اس سے زیادہ ہونے والے تھے۔ (شفا شریف ص ۲۲۲ ج ۱)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے قیامت تک ہونے والے تمام فتنہ  
بازوں شرانگیزوں کے نام اور ان کی ولدیت اور ان کے خاندان تک کے نام صحابہ کرام کو بتا دیئے  
تھے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ آپ نے یزید کے بارہ میں کیا کچھ اشارہ یا صراحتہ ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ  
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا  
اول من یدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ جو شخص سب سے پہلے میری سنت تبدیل کرے  
گا وہ بنی امیہ کا ایک شخص ہے جسے یزید کہا جائے گا۔ اخرجہ الرویانی فی مسندہ۔

(تاریخ الخلفاء، مصنفہ خاتمۃ المحدثین جلال الدین سیوطی ص ۱۰۴)

اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔  
لا زال امر امتی قائماً بالقسط حتی یكون اول من ینکمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ میری امت کا  
معاملہ انصاف کے ساتھ قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص جس کا نام یزید ہے۔ اس میں

پہلی مرتبہ رخنہ اندازی کرے گا۔ رواہ ابو یعلیٰ فی مسند وسند ضعیف (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۹)

اور روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت امام حسین پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رونے لگے جب آپ سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا۔ تقتله الفئة الباغیة۔ اسے باغی جماعت قتل کرے گی۔ (تمہید ابو شکور سالمی بحوالہ رسالہ سعی السعید ص ۱۴ مصنف محمد سعید اسعد) اور ایک روایت میں صراحتہ وارد ہوا ہے۔ کہ ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ایک دن ایسا آئے گا کہ مدینہ والوں کو مدینہ سے نکال دیا جائے گا۔ لوگوں نے پوچھا نہیں کون باہر نکالے گا۔ فرمایا امری السوء۔ ایک برا شخص۔ (جذب القلوب ص ۲۸)

اس حدیث میں واقعہ حرہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو یزید بے نصیب کے حکم سے پیش آیا تھا۔ جس کی قدرے تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب بیان کی جائے گی۔

اور بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ ”میری امت کی ہلاکت قریش کے ایک قبیلہ کے ہاتھوں سے ہو گی۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ آپ ہمیں اس زمانے کے متعلق کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ عزلت و گوشہ گرفتن از خلق۔ یعنی میں تمہیں علیحدگی اور لوگوں سے کنارہ کشی کا حکم دیتا ہوں“

(جذب القلوب ص ۲۸)

اور حضرت ابو ہریرہ کی ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مدینہ شریف میں ایک جنگ واقع ہو گی کہ اس میں دین کو اس طرح موٹھ کر ختم کیا جائے گا جس طرح سر کے بال موٹھھے جاتے ہیں۔ اس دن مدینہ پاک سے تم باہر نکل جانا اگرچہ ایک میل کی مقدار تک ہو“ (جذب القلوب ص ۲۸)

حضرت ابو ہریرہ کی دعا

چونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام کو یزید پلید کے دور حکومت کے مفسد و مظالم تفصیل سے بتا دیئے تھے۔ اس لیے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”خداوند! مرا از حوادث سنہ ستین و امارت صبیان نگاہ دار و پیش از رسیدن آنوقت مرا از دنیا بردار“ خداوند! مجھے سن ساٹھ ہجری کے حوادث سے بچا اور بچوں کی حکومت سے محفوظ رکھ اور

اس وقت کے پہنچنے سے پہلے مجھے دنیا سے اٹھالے۔ (جذب القلوب ص ۲۸)

آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا منظور فرمائی۔ آپ کی وفات سن انسٹھ میں واقع ہوئی چنانچہ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔ وکان مع ابو هريرة علم من النبی بما مرعنه فی یزید فانہ کان یدعو اللہم انی اعوذ بک من رأس الستین و امارۃ الصبیان فاستجاب اللہ فتوفاه لہ سنة تسع و خمسين و كانت وفاة معاویة و ولایة ابنہ سنة ستین فعلم ابو هريرة بو لایة یزید فی هذه السنة فاستعاذمنها لما علم من قبیح احواله بواسطة اعلام الصادق المصدوق علیہ السلام .

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا ارشادات کی بنا پر حضرت ابو ہریرہ کو یزید کے بارہ میں پورا پورا علم تھا۔ اسی وجہ سے وہ یہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں سن ساٹھ کے شروع سے اور بچوں کی حکومت سے تیرے پاس پناہ مانگتا ہوں۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول کی تو انہوں نے سن انسٹھ میں وفات پائی۔ جبکہ حضرت امیر معاویہ کی وفات اور یزید کی ولایت سن ساٹھ میں واقع ہوئیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ کو سن ساٹھ میں یزید کی حکومت کا یقینی علم تھا۔ اسی وجہ سے وہ اس سن سے پناہ مانگتے تھے۔ کیونکہ یزید کی بد کرداریوں کا انہیں علم تھا جو انہیں صادق مصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے معلوم ہوئی تھیں“ (صواعق مخرقہ ص ۲۲۱)

## یزید کی بد کرداریاں

اب ہم اہل سنت و جماعت کے مقتدر معتبر علمائے کرام کی کتابوں سے یزید بے نصیب کی بعض بد کرداریاں اور بد فعلیاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشین گوئیوں کا برحق ہونا روز روشن کی طرح روشن ہو جائے۔ وباللہ التوفیق

## حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

امام ابن حجر مکی تحریر فرماتے ہیں۔ و لاسرافہ فی المعاصی خلعه اهل المدينة فقد اخرج الواقدي من طرق ان عبد الله بن حنظلة بن الغسيل قال والله ماخر جنا علی یزید حتی خفنا ان نومی بالحجارة من السماء ان كان رجلا ینکح امهات الاولاد والبنات

والاخوات و يشرب الخمر و يدع الصلوة۔ اور یزید کی بے انتہا بد کاریوں کی وجہ سے مدینہ والوں نے اس کی بیعت توڑ دی تھی۔ امام واقدی کئی سندوں سے حضرت عبداللہ بن حنظلہ الغسیل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جس وقت ہمیں اس بات کا اندیشہ ہوا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔ بلاشبہ یزید ام ولدوں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اور نماز چھوڑ بیٹھا تھا۔

(صواعق محرقة ص ۲۲۱ تاریخ الخلفاء ص ۱۶۰)

### امام ذہبی کا ارشاد

امام حجر مکی نقل فرماتے ہیں۔ وقال الذهبی ولما فعل یزید باهل المدينة مافعل مع شربه الخمر و اتیانہ المنکرات اشتد علیہ الناس و خرج علیہ غیر واحد ولم یبارک اللہ فی عمرہ۔ امام ذہبی نے فرمایا۔ جب یزید نے مدینہ والوں کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ شراب پیتا تھا۔ اور بد اعمالیاں کرتا تھا تو لوگ اس پر رنجیدہ ہو گئے اور بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت توڑ دی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہ فرمائی۔ (صواعق محرقة ص ۲۲۱)

### امام ابن حجر مکی کا ارشاد

یزید کے مسلمان ہونے کے قول پر بھی یزید فاسق، شرارتی اور ظالم تھا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق یہ خبر دی کہ بنی امیہ کا یزید نامی شخص میری امت کے انصاف پر قائم شدہ معاملہ میں سب سے پہلے رخنہ ڈالے گا اور میری سنت کو سب سے پہلے بدلے گا۔ (صواعق محرقة ص ۲۲۱)

### سبط ابن الجوزی کا ارشاد

سبط بن الجوزی امام ابن الجوزی سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا اس بات سے تعجب نہیں کہ ابن زیاد نے حضرت امام حسین سے جنگ کی۔ بلکہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ یزید نے حضرت امام حسین کی بے حرمتی کی اور لاشی سے آپ کے سر مبارک کے پہنچنے پر آپ کے دانتوں کو ٹھو کریں ماریں۔ اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ کو میدان کربلا سے دمشق تک اس حال میں چلوا یا

کہ وہ اونٹوں کے پالانوں پر قیدی تھے اور اس کے متعلق وہ سب باتیں ذکر کریں۔ جو اس کے بارہ میں مشہور و معروف ہیں۔ (صواعق محرقة ص ۲۲۰)

### ابوالحسن مدائنی کا ارشاد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”ہم ابن جوزی از ابوالحسن مدائنی کے یکے از ثقات راوۃ است نقل میکند کہ اہل مدینہ منورہ بعد از ظہور دلائل فسق و فساد یزید پلید بر منبر بر آمدہ خلع بیعت او نمودند“۔ یعنی ابن جوزی نے ابوالحسن مدائنی سے جو ثقہ راویوں میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے رہنے والوں نے یزید کے فسق و فجور کے دلائل ظاہر ہو جانے کے بعد بر سر منبر اس کی بیعت توڑی تھی“ (جذب القلوب ص ۳۱)

### ابن الجوزی کا ارشاد

شیخ عبدالحق فرماتے ہیں۔ ”اور ابن جوزی نے یہ بھی کہا ہے کہ جب ۶۲ھ شروع ہوا۔ یزید پلید نے اپنے چچا زاد بھائی عثمان بن محمد کو مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ اہل مدینہ کو اس کی بیعت کی دعوت دے۔ عثمان نے مدینہ والوں کی ایک جماعت یزید کے دربار میں بھیجی۔ جب یہ لوگ واپس مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے یزید پلید کو گالی گلوچ کرنے کے لیے اپنی زبانیں کھولیں اور اس کی بے دینی۔ شراب پینے۔ برے اور بے حیائی کے کام کا ارتکاب کرنے، کتوں سے کھیلنے اور اس قسم کے دوسرے برے افعال بیان کیے اور اس کی بیعت توڑ دی اور باقی مدینے والوں کو بھی انہوں نے یزید کی بیعت سے بیزار کر دیا۔ ایک شخص جو اس وفد میں موجود تھا اس نے کہا۔ خدا کی قسم یزید نے مجھے ایک ہزار درہم بطور انعام دیئے اور مجھ پر احسان کیا۔ لیکن سچائی سے میں کبھی باز نہیں آؤں گا۔ دے شارب خمر است و تارک صلوة۔ یزید شرابی اور تارک نماز ہے۔ (جذب القلوب ص ۳۰)

### امام سیوطی کا ارشاد

”سن تریٹھ ہجری میں یزید کو پتہ چلا کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے۔ سو اس نے ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور اسے اہل مدینہ سے جنگ کرنے اور پھر مکہ معظمہ میں ابن زبیر سے لڑنے کا حکم

دیا۔ پس جب وہ آئے تو مدینہ منورہ میں حرہ کا واقعہ پیش آیا۔ اور تجھے کیا پتہ کہ حرہ کا واقعہ کیا ہے ایک دفعہ حضرت حسن بھری نے اس واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔ اللہ کی قسم اہل مدینہ میں سے کوئی ظلم سے بچنے والا نہ تھا۔ اس لڑائی میں صحابہ اور تابعین وغیر ہم کی بڑی تعداد شہید کی گئی۔ اہل مدینہ کو خوب لوٹا گیا۔ اور ایک ہزار پانچ سو خواتین سے بدکاری کی گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۰)

### حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ارشاد

یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ سے لڑنے کے لیے ایک لشکر عظیم کے ساتھ بھیجا۔ سہ روز تک حرمت نبوی ﷺ نمودہ۔ تین دن تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حرم شریف کی بے حرمتی کی جاتی رہی۔ ایک ہزار سات سو جلیل القدر مہاجرین و انصار و تابعین علماء کو شہید کیا گیا۔ دس ہزار عامۃ المسلمین کو قتل کی گھاٹ اتارا گیا۔ سات سو حافظوں اور ستانویں قریشی بزرگوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ اور فسق و فجور اور زنا کو مباح قرار دیا گیا۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورت نے زنا کے حمل بنے اور مسجد نبوی میں گھوڑے دوڑائے گئے۔ (جذب القلوب ص ۲۹)

### علامہ سیوطی کا ارشاد

یزید کا وہ لشکر جو حرہ میں اہل مدینہ سے لڑا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں سردار لشکر فوت ہو گیا۔ تو یزید نے اس لشکر پر نیا امیر مقرر کر دیا۔ پھر وہ لشکر مکہ آیا اور اس نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کا محاصرہ کر لیا۔ وقاتلوه ورموه بالمنجیق وذلك في صفر سنة اربع وستين و احترفت من شرارة نيرانهم استار الكعبة وسقفها و قرونا الكعبش الذي قد فدى به اسماعيل و كانا في السقف۔ اور انہوں نے جنگ کی اور منجیقوں سے پھراؤ کیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۶۳ھ کا ہے۔ اور ان کی آگ کی چنگاریوں سے کعبہ شریف کے پردے اور چھت جل گئے اور اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جو جنتی دنبہ ذبح کیا گیا تھا اس کے دو سینگ بھی جل گئے جو کعبہ شریف کے چھت میں تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۳)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ اور جب حضرت امام حسین اور ان کے خاندان کے افراد شہید ہو گئے۔ تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کے پاس بھیجے۔ فسر بقتلہم اولائکم ندم لما مقتہ المسلمون علی ذلک و ابغضہ الناس و حق لہم ان یبغضوہ۔ پس وہ پہلے پہل تو ان کی شہادت پر خوش ہوا لیکن جب بعد میں مسلمان اس پر اس کی اس بد فعلی کی وجہ سے ناراض ہوئے اور اس کے دشمن بن گئے تو وہ شرمندہ ہوا۔ اور انہیں یزید سے ناراض ہونے کا حق حاصل تھا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۵۹)

### امام ابو اسحاق اسفرائینی کے ارشادات

جب یزید کو حضرت امام مسلم کے کوفہ پہنچنے اور حضرت امام حسین کی آمد کی تیاریوں کا حال معلوم ہوا تو اس نے ابن زیاد کو ان الفاظ میں حکم نامہ لکھا۔ ”تو جان کہ نعمان حسین کی بیعت میں داخل ہو گیا ہے۔ اسے اس بیعت سے موڑ۔ اور اگر وہ نہ مڑے تو اسے حکم دے کہ وہ اپنے گھر بیٹھ جائے۔ پھر وہ تیرا کہنا نہ مانے تو تو اس کا سر جدا کر کے میرے پاس بھیج اور تو جان کہ حسین نے اہل کوفہ و عراق کی طرف ایک مسلمان بھیجا ہے جو انہیں نمازیں پڑھاتا اور خطبہ دیتا اور ان کے معاملات میں فیصلہ کرتا ہے۔ تو اس کی طرف جلدی جا اور اسے قتل کر اور اس کا سر مجھے بھیج دے۔ اور ان تمام لوگوں کی دیکھ بھال رکھ جو حسین سے محبت رکھتے یا اس کا ذکر اپنی زبان سے لاتے یا اس کی بیعت میں داخل ہوتے ہیں۔ پس تو انہیں اس بات سے منع کر۔ پھر اگر وہ نہ باز آئیں تو انہیں اور ان کے اہل و عیال کو قتل کر اور ان کا مال لوٹ اور ان کے گھر والوں کو قیدی بنا۔ اور حسین اور ان کے ہمراہ جتنے بھی ہیں ان کے قتل کرنے کا حیلہ کر۔ کیونکہ عن قریب وہ تیری طرف آنے والے ہیں اور تو جو چاہے کر۔ میری جگہ تو تمام شہروں پر حکمران ہے۔ اور جو کچھ بھی تو کرے گا۔ ہم اس سے راضی ہیں۔ خبردار حسین اور ان کے ساتھیوں کے قتل کرنے میں سستی نہ کرنا۔“ (نور العین فی مشہد الحسین ص ۲۱)

الغرض یزید پلید وہ شخص ہے جس نے اپنے اقتدار کی خاطر نواسہ رسول مقبول ﷺ اور اہل بیت کے متعدد افراد کو میدان کربلا میں بھوکے پیاسے شہید کیا۔ اہل بیت کے قافلہ پر بے انتہا مظالم ڈھائے۔ اہل مدینہ کو بے دریغ قتل کرایا۔ مدینے کی پاکباز عورتوں کو بتلائے بد کاری کیا۔



مدینے والوں کے مال اسباب لٹوائے اور خانہ کعبہ پر پتھر اوڑھ کر کے مکہ والوں کو قتل و ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ

### عقیدہ دربارہ یزید

یزید اپنی ان سیاہ کاریوں کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوایا نہیں۔ اس بارہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ویزید بے دولت از اصحاب نیست۔ در بد بختی او کراخن است۔ کاری کہ آن بد بخت کردہ پیچ کافر فرنگ نکند۔ بعضے از علمائے اہل سنت کہ در طعن او توقف کردہ اند۔ نہ آنکہ ازوے راضی اند۔ بلکہ رعایت احتمال رجوع و توبہ کردہ اند۔ ”بد نصیب یزید صحابہ میں داخل نہیں۔ اس کی بد نصیبی میں کسے کلام ہے۔ اس نے جو کچھ کیا وہ کوئی فرنگی کافر نہ کرے گا۔ بعض سنی علماء نے جو اس پر طعن کرنے میں توقف کیا ہے۔ وہ اس بنا پر نہیں ہے کہ وہ اس سے راضی ہیں۔ بلکہ وہ اس وجہ سے ہے۔ کہ انہوں نے یزید کی توبہ و رجوع کے احتمال کی رعایت کی ہے۔ (مکتوبات شریف ص ۱۳۳ جلد اول)

اور امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں ”نوفل بن فرات فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا۔ ایک شخص نے یزید کا تذکرہ کیا اور اسے امیر المؤمنین کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تقول امیرا لمؤمنین و امر بہ فضرہ عشرين سو طاً۔ تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا تو اسے بیس کوڑے لگائے گئے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۶۰) اور محمد بن سلیمان حلبی حنفی فرماتے ہیں کہ غایت الامر یہ کہ یزید کی بد فعلیوں پر ہمارے لیے اظہار نفرت کرنا واجب ہے۔ کیونکہ بہر حال وہ قتل حسین کا سبب پیدا کرنے والا ضرور تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کو حقیقت حال کی پوری پوری خبر ہے“ (حجۃ اللالی ص ۱۱)

اور امام سعد تفتازانی فرماتے ہیں ”یزید بن معاویہ پر لعنت بھیجنے میں سنی علماء کا اختلاف ہے۔ خلاصہ وغیرہ کتب فتاویٰ میں ہے کہ یزید اور حجاج وغیرہما پر لعنت نہیں بھیجنی چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نمازیوں اور اہل قبلہ پر لعنت بھیجنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بعض علماء نے یزید پر لعنت بھیجنے کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم صادر کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا تھا۔ اور علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ جن لوگوں

نے حضرت امام حسین کو قتل کیا یا ان کے قتل کرنے کا حکم دیا یا ان کے قتل کی اجازت دی ان پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔ والحق ان رضاء یزید بقبل الحسین و استبشارہ بذلک و اہانتہ اہل بیت النبوة مما تو اتر معناه وان کان تفاصيلہا احاداً فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنة الله عليه و على انصاره و اعوانه۔ اور حق بات یہ ہے کہ یزید کا امام حسین کے قتل پر راضی اور خوش ہونا اور اہل بیت کی بے حرمتی کرنا متواتر المعنی ہے۔ اگرچہ اس کی تفصیلات خبر واحد کے قبیل سے ہیں۔ پس ہم اس کی بد کرداریوں میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں توقف کرتے ہیں۔ اس پر اور اس کے جملہ حامیوں اور ساتھیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو“

(شرح عقائد نسفی ص ۱۱۳)

اور اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں ”یزید پلید کے بارہ میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں۔ امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں۔ توہر گز اس کی بخشش نہ ہو گی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر اس کی بخشش ضرور ہے۔ اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم اسے مسلمان کہیں گے نہ کافر یہاں (یزید کی بخشش میں) بھی سکوت کریں گے۔“

(احکام شریعت ص ۱۵۲)

اور حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا۔ معاذ اللہ اس سے اور ریحانہ رسول اللہ ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت۔ آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل ہے۔ ہمارے یہ بھی شہزادے ہیں وہ بھی شہزادے۔ ایسا بکنے والا مردود خارجی نا صبی مستحق جہنم ہے۔ ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین قول ہیں۔ اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک سکوت ہے۔ یعنی ہم اسے فاسق و فاجر کہنے کے سوانہ کافر کہیں گے نہ مسلمان“ (بہار شریعت ص ۷۶ ج ۱)

اور حضرت مولانا مفتی ابو سعید محمد امین صاحب فیصل آبادی لکھتے ہیں ”یزید پلید شقی بد بخت تھا۔ فاسق و فاجر تھا اس کے کفر و لعن کے متعلق ائمہ اہل سنت و جماعت کا اختلاف ہے لیکن یزید کے قطعی کفر کا قول کسی نے نہیں کیا ہے۔ یزید پر قطعی کفر کا حکم لگانا اپنی ناواقفی کا ثبوت دینا

ہے۔ کفر قطعی وہ ہے جو کہ دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ یعنی ایسی دلیل سے ثابت ہو کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو جیسا کہ فرعون کا کفر کہ وہ نص قطعی سے ثابت ہے۔ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنے والے پر کفر ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ شفا شریف میں ہے۔ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر او کما قال۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم“ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ) (۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ)

### آخری گزارش

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یزید پلید کے بارہ میں سنی علمائے کرام کا عقیدہ خوب واضح ہو گیا ہے۔ لہذا جو شخص یزید کو برحق مانے یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی جانے یا یزید کو قطعی مومن قرار دے یا اسے نیکو کار پرہیزگار سمجھ کر اس پر رحمتیں بھیجے یا اسے مغفور سمجھے تو وہ ضال و مضل، زمرہ اہل سنت سے قطعاً یقیناً خارج ہے۔ سنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کے عقائد و دلائل پر کان نہ دھریں۔ بلکہ سنی مشائخ و علمائے کرام نے یزید پلید کے متعلق جو عقیدہ بتایا ہے اس پر پختگی سے ثابت قدم رہیں۔

۔ کارِ ما نصیحت بود کردیم ۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

# چھبیسواں مقالہ

قادیانیوں سے میل جول کی شرعی حیثیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين واصلوة والسلام على رسول محمد وآله واصحابه اجمعين .  
اما بعد : . بعض احباب اہل سنت کی فرمائش پر یہ مقالہ ”قادیانیوں سے میل جول کی شرعی  
حیثیت“ لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو شرف مقبولیت بخشے اور ذریعہ  
ہدایت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

### قادیانیوں کے بارہ میں مسلمانوں کا عقیدہ

حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی  
نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور انبیائے کرام کی شان میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کیں۔  
خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیّبہ طاہرہ صدیقہ  
مریم کی شان جلیل میں تو وہ بے ہودہ کلمات استعمال کیے کہ جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل  
دہل جاتے ہیں۔ خود مدعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابد الآباد تک جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا کہ یہ  
قرآن مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے۔ مگر اس نے اتنی ہی بات پر اکتفاء  
نہ کیا۔ بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سر لیا ایسے شخص اور اس کے  
تبعین کے کافر ہونے میں مسلمان کو ہر گز شک نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر  
مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر ہو۔ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر یعنی جو مرزا کی خباثوں پر  
مطلع ہو کر اس کے عذاب و کفر میں شک کرے۔ خود کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۵۶  
ملخصاً)

اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں۔ فمنہم المرزائیة و نحن  
نسمیہم الغلامیة نسبة الی غلام احمد القادیانی و جال حدث فی ہذا الزمان (حسام الحرمین ص ۹۶) سو  
ان کافروں میں سے جو اسلام کے نام کو اپنا پردہ بنائے ہوئے ہیں ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور ہم نے  
ان کا نام غلامیہ رکھا ہے غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے۔ سو یہ شخص ایک  
دجال ہے جو اس زمانے میں پیدا ہوا ہے“

پھر مرزا قادیانی اور چند دوسرے مرتدین کے بعض عقائد خبیثہ ذکر کرنے کے بعد

فرماتے ہیں۔ وبألفاظهم كلفار مرتدون خارجون عن الإسلام  
 باجماع المسلمین (حسام الحرمین ص ۱۱۲) اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا یہ سب گروہ  
 سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔ اور یہ امت مسلمہ کے اجماع کے ساتھ اسلام سے خارج ہیں  
 الحاصل اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کی  
 ان عبارات سے ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرو سب کے سب مرتد خارج از  
 اسلام ہیں

### کفار و مرتدین کا بایکٹ فرض ہے

قرآن و حدیث کی صریح نصوص سے ثابت ہے کہ کفار و مرتدین سے کنارہ کشی، ترک میل  
 جول، ترک سلام و مصافحہ، ترک مناکحت و مجالست و مواکلت و مشاربت و موالات و مودات یہ  
 سب کے سب مسلمانوں پر فرض ہیں۔ چند آیات متبرکہ و احادیث مبارکہ تیر کا نقل کی جاتی ہیں و  
 باللہ التوفیق

### آیات کریمہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار و مالکم من دون اللہ  
 اولیاء ثم لا تنصرون (ترجمہ) اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے  
 سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔ پھر مدد نہ پاؤ گے۔ (پ ۱۲ ار کوع ۱۰)

(۲) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم  
 الظالمین (ترجمہ) اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔  
 (پ ۷ ر کوع ۱۳)

(۳) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقد نزل علیکم فی الكتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بها  
 و ینتھزأ بها فلا تقعد و امعہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ ملے انکم اذا مثلہم ط ان  
 اللہ جامع المنافقین و الکافرین فی جہنم جمیعاً (ترجمہ) اور بے شک اللہ کتاب میں تم پر یہ  
 اتار چکا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو

ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں۔ ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو گے۔  
بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ (پ ۵ ر کو ع ۱۷)

(۴) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٰایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصارى اولیاءم بعضهم اولیاء بعض ط ومن یتولہم فانہ منہم ط ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین (ترجمہ) اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہی میں سے ہو گا۔ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔  
(پ ۶ ر کو ع ۱۲)

(۵) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٰایہا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزواً و لعباً من الذین اتوا الکتاب من قبلکم و الکفار اولیاء ج واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین (ترجمہ) اے ایمان والو! اہل کتاب و کفار میں سے ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (پ ۶ ر کو ع ۱۳)

(۶) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الآخر یؤ آدون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا ابا ء ہم او ابناہم او اخوانہم او عشیرتہم (ترجمہ) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ وہ دوستی رکھیں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں۔ (پ ۲۸ ر کو ع ۳)

(۷) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو کانو یوء منون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوہم اولیاء و لکن کثیراً منہم فاسقون (ترجمہ) اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور اس کے نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اتارا گیا تو وہ کافروں سے دوستی نہ کرتے۔ مگر ان میں تو بہترے فاسق ہیں۔  
(پ ۶ ر کو ع ۱۵)

(۸) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٰایہا الذین امنوا لا تتخذوا ابا ء کم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولہم منکم فآ و لنک ہم الظالمون (ترجمہ) اے ایمان والو! نہ بناؤ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست اگر وہ کفر کو ایمان پر محبوب رکھیں اور جو تم میں سے انہیں دوست بنا لیں تو بے شک وہی ظالم ہیں۔ (پ ۱۰ ر کو ع ۹)

(۹) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٰہذا الذین امنوا لاتتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیہم بالموادۃ و قد کفروا بما جاءکم من طہق (ترجمہ) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔ (پ ۲۸ ر کو ع ۷)

(۱۰) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٰہذا الذین امنوا لاتتولوا قوماً غضب اللہ علیہم (ترجمہ) اے ایمان والو۔ ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ (پ ۲۸ ر کو ع ۸)

(۱۱) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم ترالی الذین تولوا قوماً غضب اللہ علیہم ط ما ہم منکم ولا منہم لا یحلفون علی الکذب و ہم یعلمون (ترجمہ) کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے۔ وہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے۔ جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں حالانکہ وہ علم رکھتے ہیں۔ (پ ۲۸ ر کو ع ۳)

احادیث مبارکہ

کفار و مرتدین سے بائیکاٹ فرض ہونے کے بارہ میں گیارہ آیات کریمہ لکھی گئی ہیں اب چند احادیث متبرکہ بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعو دوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم۔ رواہ ابوداؤد والحاکم عن ابن عمرو صحیحہ السیوطی فی الجامع الصغیر۔ ص ۸۹ ج ۲) قدریہ فرقہ اس امت کا مجوس ہے۔ اگر اس فرقہ والے بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے کفن دفن میں حاضری نہ دو۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۲۰)

(۲) اور دوسری روایت میں فرمایا لا تجالسوا اہل القدر ولا تفتاحوہم رواہ الحاکم و ابو داؤد و احمد عن عمر رضی اللہ عنہ و صحیحہ۔ السیوطی فی جامعہ الصغیر ص ۱۹۹ ج ۲۔ (ترجمہ) قدریہ کے پاس نہ بیٹھو اور نہ انہیں سلام دو۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۲۰)

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ ہو الذی انزل الیک الكتاب منہ آیات محکمات الی قولہ تعالیٰ وما یذکر الا اولوالالباب تلاوت فرمائی



پھر فرمایا فاذا را ایتم الذین يتبعون ماتشا به منه فاولئك الذین سماهم اللہ فاحذروهم۔ سو جب تم ان لوگوں کو پاؤ۔ جو کتاب اللہ کی مشابہات کی پیروی کرتے ہیں تو ان سے بچو۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶ ج ۱)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یا تو نکم من الاحادیث ما لم تسمعوا انتم ولا ابا ء کم فایا کم وایا ہم لا یضلو نکم ولا یفتونکم۔ آخر زمانے میں دجال کذاب ہوں گے جو ایسی باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تم ان سے دور رہو اور وہ تم سے دور رہیں۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ ص ۲۶ ج ۱)

(۵) اور حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس کی امت میں حواری اور صحابی ہوئے ہیں جو اس نبی کی سنت کو پکڑتے اور اس کے ہر حکم پر چلتے تھے۔ پھر ان کے بعد نامر ادا ٹھتے تھے جو بے عمل ہوتے اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے فمن جاہد ہم بیدہ فهو مؤمن ومن جاہد ہم بلسانہ فهو مؤمن ومن جاہد ہم بقلبہ فهو مؤمن وليس وراء ذلك من الايمان جنة خردل۔ سو جو کوئی ان نامرادوں سے اپنے ہاتھ سے مقابلہ کرے وہ مؤمن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے مقابلہ کرے وہ مؤمن ہے اور جو ان سے اپنے دل سے مقابلہ کرے وہ مؤمن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں (رواہ مسلم) (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۶)

(۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان بین یدی الساعة کذا بین فاحذروہم۔ بلاشبہ قیامت کے قریب سخت جھوٹے لوگ ہوں گے تم ان سے بچو۔ رواہ مسلم عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ جلد دوم ص ۱۷۱)

(۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام۔ جو شخص اہل بدعت کی تعظیم کرے وہ بلاشبہ اسلام کی عمارت ڈھانے والے کی امداد کرتا ہے۔ رواہ الطبرانی وضعفہ السیوطی فی جامعہ الصغیر والبیہقی فی الشعب مرسلًا (مشکوٰۃ ص ۲۹ ج ۱)

مرتدین و کفار سے دوستی کی شرعی حیثیت

حضرت صدرالاقاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مضمون ”اسلام میں کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ اور اہل بدعت و ہوا سے دوستی و محبت کا کیا حکم ہے؟“ میں لکھتے ہیں۔  
 ”کفار کے ساتھ موالات یعنی دوستی کی چند صورتیں ہیں۔ مذہبی دوستی اور شخصی دوستی۔ مذہبی حیثیت سے کفار کے ساتھ محبت و وداد، ربط و اتحاد و دوستی و یکدلی تو مومن سے ممکن ہی نہیں ہے۔ اور بالفرض کسی کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنیٰ میل و رغبت ہے یعنی اس وجہ سے کہ یہ اس کافر کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہے۔ اور دوسری حیثیت شخصی و ذاتی ہے یعنی کافر کے ساتھ اس کے دین و ملت کی وجہ سے تو دوستی نہ ہو مگر اس کی ذات کے ساتھ انس و محبت ہے۔ یہ محبت بھی اگر اس درجہ پر پہنچ جائے کہ کافر دوست کے دین اور شعار دین کی نفرت قلب سے نکل جائے یا کم ہو جائے یا وہ دین اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استہزاء کرے اور یہ اپنی محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے یا صبر کرے تو یہ محبت بھی منافی ایمان اور آیات مذکورہ بالا کے عموم میں داخل ہے۔

اور جو محبت طبعی و جبلی نہیں اور اس درجہ پر بھی نہیں کہ کفر و شعار کفر کی نفرت قلب سے کم کرے یا دین میں مدافعت بنا دے یعنی امور خلاف شرع پر انکار و اعتراض اور کراہت و نفرت برقرار رکھے اور اس سے اسلام اور مسلمانوں کو ضرر بھی نہ ہو جب بھی شان مومن کے خلاف اور ممنوع ہے۔ اور مطلقاً مودت کفار کی ممانعت میں اس قدر آیات وارد ہیں کہ اس مختصر مضمون میں ان کا جمع کرنا دشوار ہے۔

اور کفار کے ساتھ ایسا طرز عمل، ایسا میل جول، ایسا معاملہ جو دوستی اور محبت کی صورت رکھتا ہو اور علامت موالات ہو سکے گو محبت و مودت کے ساتھ نہ ہو وہ بھی داخل موالات اور ناجائز ہے۔

اور جو تعلق اور میل جول کہ حقیقتہً محبت و مودت کے ساتھ نہیں ہے اور نہ دوستی و موالات کی علامت ہو سکے مگر اس سے مسلمانوں کا کوئی مقصد صحیح اور حاجت معتبرہ بھی نہیں اور کفار کا اس میں نفع ہے۔ وہ بھی موالات کے ساتھ ملحق اور ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ اگر علامت موالات نہیں تو کم از کم صورت موالات تو ہے ہی۔

ہاں شریعت مطہرہ کے احکام سراسر حکمت ہیں اور مسلمانوں کی مصلحتیں ان میں ملحوظ تو جہاں کفار کا غلبہ ہو یا وہ حاکم و والی ہوں اور مجانیت کلیہ و انقطاع تام سے مسلمانوں کے ضرر کا اندیشہ ہو۔ وہاں ان کے ساتھ ایسے امور میں شرکت ممنوع نہیں ہے۔ جس سے اسلام اور اہل اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے۔ ہاں قلب کفر و کفار کی محبت سے فارغ ہونا چاہیے۔ (ہفت روزہ سوادا عظیم لاہور بابت ۱۴ جون ۱۹۶۳ء)

## قادیانیوں سے میل جول کی شرعی حیثیت

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی مرتدین ہیں اور مرتدین سے میل جول حرام ہے تو اس کے نتیجہ میں یہ ثابت ہوا کہ قادیانیوں سے بھی میل جول حرام ہے۔ لہذا مسلمانوں پر شرعاً فرض کہ وہ ان لوگوں سے سلام کلام چھوڑ دیں اور مکمل بائیکاٹ رکھیں تا آن وقتیکہ یہ لوگ ارتداد چھوڑ کر نئے سرے سے اسلام قبول کریں اور قادیانیت سے سچی توبہ کریں۔ اس بارہ میں علماء کرام کے فتاویٰ مبارک کہ بھی پیش کیے جاتے ہیں وباللہ التوفیق۔

جامعہ نظامیہ لاہور کا فتویٰ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ جس محلہ یا دیہات میں مسلمانوں کے پڑوس میں قادیانی بستے ہوں وہاں مسلمانوں کے لیے قادیانیوں سے میل جول، شادی بیاہ، موت ملاقات میں باہم سلوک کی شرعی حیثیت کیا ہو گی؟ جواب قرآن و سنت اور فقہ حنفی کے مکمل حوالہ جات سے دیا جائے۔ بیٹو اتو جروا (ناظم مکتبہ حیدریہ بازار سہنہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب:- مرزائی قادیانی جمہور مسلمانوں کے نزدیک کافر و مرتد ہیں اور ان بد مذہبوں سے میل جول زہر قاتل اور بدی ایمان ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ایاکم وایاہم لا یصلو نکم ولا یفتنونکم، یعنی ان سے الگ رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں اور فرمایا۔ ان مرضوا فلا تعود و ہم وان ماتوا فلا تشهدو ہم، یعنی وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ۔ مرنے والے کو جنازے پر حاضر نہ ہو اور

فرمایا، وان یقیموہم فلا تسلموا علیہم، یعنی جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو۔ اور فرمایا لا تجا لسوہم ولا تشاربوہم ولا تؤاکلوہم ولا تناکحوہم، یعنی ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو، کھانا نہ کھاؤ اور ان کے ساتھ بیاہ شادی نہ کرو، اور فرمایا لا تصلو اعلیہم ولا تصلو معہم، یعنی ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، قرآن کریم میں ہے، اما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکر ی مع القوم الظالمین، یعنی اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھو ظالموں کے تفسیرات احمدیہ میں زیر آیت ہے۔ دخل فیہ الکافر والمبتدع والفسق والقعود مع کلہم ممتنع، یعنی اس آیت کے حکم میں ہر قسم کے کافر و متبدع اور فاسق داخل ہیں ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا ترکنو الی الذین ظلموا فتمسکم النار، یعنی ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی، واضح ہو گیا کہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ نے بد مذہبوں سے میل جول سے منع فرمایا ہے تو مسلمانوں پر لازم کہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور ان سے ہر قسم کا بائیکاٹ کریں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ مہر دار الافتاء دار الافتاء مہر جامعہ ہذا۔

### جامعہ قادریہ فیصل آباد کافتوی

الجواب بعون الوہاب بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ط ومن یتولہم منکم فاولئک ہم الظلمون سورۃ توبہ ص ۲۳ (ترجمہ) اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ جب باپ اور بھائی سے تعلق کرنا کفر کی حالت میں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں تو دیہات اور پڑوس کی کیا حیثیت ہے؟ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعدلہم عذاباً مہیناً ہ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے انکے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا اعدوی اعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ (الممتحنہ ص ۱۸) (ترجمہ) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم

انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ستفرق امتی ثلاث و سبعین فرقة كل هم في النار الا واحدة. عنقریب میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی من ہم یارسول اللہ وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ فرمایا ما انا علیہ واصحابی وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں یعنی سنت کے پیرو ناجی فرقہ سے مراد اہل سنت و جماعت ہے بہار شریعت ص ۴۱

حدیث میں ہے ایا کم وایا ہم ایھلوا کلم والہفتو کلم اپنے کو ان سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں اور غیر اہل سنت سے تعلق اور روابط کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول پاک ﷺ پسند نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطاء فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین لیس علیک معدہم ولكن اللہ یھدی من یشاء (البقرة ص ۲۷۲)

### دارالعلوم امجدیہ کراچی کا فتویٰ

الجواب بعون الملک الوہاب۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ما کان ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئی علیماہ (پ ۵۷۲۲) یعنی ”محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ حضور ﷺ سب سے آخر الانبیاء ہیں۔ نبوت آپ پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد کوئی بی پیدا نہیں ہو گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ وہ نبوت پاچکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدی ﷺ پر عامل ہونگے اور وہ مصطفیٰ ﷺ ہی کی شریعت پر حکم کریں گے۔ اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا یقینی ہے۔ قرآن کریم کی آیت سے یہ ثابت ہے۔ کتب صحاح ستہ کی احادیث جو تواتر کی حد تک پہنچی ہیں ان سے یہی ثابت ہے کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ بخاری شریف و مسلم شریف میں حدیث شریف ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیاناہ ترک منه موضع لبنة فطاف به النظر یتعجبون من حسن بنیاناہ الا موضع تلک اللبنة

فكنت انا سددت موضع اللبنة ختم بي النبيون و ختم بي الرسل و في روايه فانا خاتم النبيين. متفق عليه (بحواله مشکوٰۃ ص ۵۱۱) اور ایک اور حدیث شریف مسلم کی مشکوٰۃ کے حوالے سے ہے وارسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبيون۔ (ص ۵۱۲) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی پیدا ہونے والا نہیں۔ جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو کسی قسم کی نبوت ملنا ممکن جانے۔ وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر اسلام سے خارج ہے۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا تمام انبیاء و مرسلین سے بعثت میں سب سے آخر ہونا بلا تاویل و تخصیص ضروریات دین سے ہے۔ جو شخص اس کا انکار کرے۔ یا اس میں معمولی سے معمولی شک و شبہ بھی کرے وہ کافر و مرتد ملعون ہے۔ اور حدیث متواتر لانی بعدی سے تمام امت نے سلفاً و خلفاً ہمیشہ یہی معنی سمجھے کہ حضور ﷺ بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے۔ حضور ﷺ کے بعد تا قیام قیامت کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے اذالم یعرف الرجل ان محمداً ﷺ آخر الانبیاء علیہم و علی نبینا السلام فلیس بمسلم کذافی الیتیم۔ (ص ۳۶۲ ج ۲) لہذا قادیانی ایسے کافر و مرتد ہیں جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ خود بھی کافر و مرتد ہے۔ صورت مسئولہ میں قادیانیوں سے تعلقات، ملنا ملانا، شادی بیاہ میں شرکت کرنا وغیرہ سب ناجائز و حرام ہے اور مکمل طور پر ان کا سماجی ہر طرح کا بائیکاٹ کریں۔ قرآن کریم میں ہے۔ فلا تقعد بعد الذکر ی مع القوم الظالمین یعنی تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ اور جو لوگ ان کے قادیانی ہونے کو جان کر ان کے ساتھ تعلقات رکھیں ان کا بھی وہی حکم ہے جو قادیانی کا ہے (مفتی عبدالعزیز حنفی دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی۔ ۱۶ رجب المرجب ۲۰۰۲ء۔ مہر دارالافتاء دارالعلوم ہذا۔)

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کا فتویٰ۔

الجواب مرزائیوں کے ساتھ محبت دوستی کرنا، ان کے ساتھ بیٹھنا، کھانا، پینا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ قرآن پاک میں ہے لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنینہ نیز قرآن پاک میں ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اور حدیث شریف میں ہے ایاکم و ایاءکم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مشکوٰۃ شریف) یعنی اے ایمان والو۔ تم اپنے آپ کو بد مذہبوں

سے بچاؤ۔ ان کو اپنے آپ سے دور رکھو تا کہ تمہیں گمراہ نہ کر سکیں۔ کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ مرزائی عقیدہ والے ختم نبوت اور دیگر ضروریات دین کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔ مرزا قادیانی اور اسے حق پر ماننے والوں کو مسلمان جاننے والا اسلام سے خارج ہے۔ قرآن مجید میں ہے من يتولهم منكم فانه منهم۔ لہذا جب مسلمان اپنے دنیاوی دشمن کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتے تو خداوند قدوس اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دشمن کے ساتھ میل ملاپ و دیگر معاملات کرنے کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم محمد اسلم رضوی جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد۔ مہر دار الافتاء جامعہ ہذا۔

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ کافتوی

الجواب بعون اللطام الوہاب

صورتِ مسئلہ میں مذکور قادیانی مرتد ہیں۔ اور شرعی عرف میں مرتد کی تعریف یہ ہے۔ المرتد عرفاً هو الراجع عن دین الاسلام (النہر الفائق) مرتد (شرعی) عرف میں وہ شخص ہے جو دین اسلام سے پھرنے والا ہو۔ دین اسلام سے مراد اس جگہ ضروریات دین ہیں ضروریات دین کا انکار باجماع امت مطلقاً کفر ہے۔ اور ضروریات دین وہ امور ہیں جن کے بارے فقہاء کرام علیہم الرضوان لکھتے ہیں۔ ہو بلعرف الخواص انه 'من الدین کو جو ب اعتقاد التوحید والرسالة والصلوات الخمس واخواتھا یکفر منکرہ ضروریات دین وہ امور ہیں جن کو (ان کی شہرت کیوجہ سے) خواص دعوام سب ہی دین کی ضروری باتیں سمجھتے ہیں۔ جیسے توحید ورسالت، پانچ نمازیں اور اسکے مثل اور باتیں جنکا منکر کافر ہوتا ہے۔ مسئلہ ختم نبوت بھی ایک دینی امر ہے قادیانی اسکے منکر اور اس سے منحرف ہیں ایسے منکر کے بارے میں ارشاد خداوندی جل و علا ہے ومن یرتد منکم عن دینہ فیمت و هو کافر فاولئک حبطت اعمالہم فی الدنیا والآخرة اولئک اصعب النار ہم فیہا یرتدون۔ ایسے مرتد کے بارے ہدایہ شریف کے باب احکام المرتدین میں ہے اذا ارتد المسلم عن الاسلام و العیاذ باللہ منه عرض علیہ الاسلام فان كانت له شبهة کشفتم عنه۔ جب کوئی شخص اسلام سے پھر جائے (العیاذ باللہ) تو اسکے سامنے اسلام پیش کیا جائے اگر اسے کوئی شبہ ہو تو اسے صاف کیا جائے یعنی دور کیا جائے۔ دوسری جگہ فرمایا گیا قال ویحبس ثلثة ایام فان اسلم

مذکور ایسی ذمہ داری اسلامی حکومت کی ہے اور اگر حکومت اپنی ذمہ داری نہ نبھائے اور ایسے مرتدین کو مملکت اسلامیہ میں رہنے اور بسنے کا موقع مل جائے تو مسلمانوں کو ان سے متنفر اور الگ رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ ولا ترکتوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ و من يتولهم منكم فانه منهم ان الله لا يهدى القوم الظالمین (المائدہ ۵۱) اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ ان میں سے ہے۔ بیشک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ ایک اور مقام پر فرمان خداوندی ہے۔ فلا تقعد بعد الذ کرى مع القوم الظالمین (الانعام ۶۸) پس یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

حضور سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان مرضوا فلا تعود و ہم وان ماتوا فلا تشهد و ہم وان یقیموہم فلا تسلموا علیہم ولا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا توادوا کلوہم ولا تناکلوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم۔ ابوداؤد ص ۲۸۸ ج ۲ وغیرہا (بد مذہب و بے دین) اگر بیمار پڑیں تو ان کی بیمار پر سی نہ کرو۔ اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ دوسری حدیث میں ہے فایا کم وایا ہم لا یصلو تکم ولا یصلوکم۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸) ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ قادیانی طبقہ چونکہ لاندہب ہے لہذا ان کیساتھ لین دین تعلقات زیادہ خطرناک اور باعث غضب الہی ہے۔

علامہ جزیری لکھتے ہیں: مرتد نہ کسی کی مدد کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس کی مدد کرے۔ (کتاب الفقہ ص ۳۲۱ ج ۳) لہذا قادیانیوں کیساتھ میل جول شادی بیاہ موت و ملاقات میں باہمی سلوک سخت گناہ اور موجب غضب الہی ہے۔ واللہ ورسول اعلم (مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف قادری) تصدیق ابوداؤد محمد صادق (صاحب دامت برکاتہم العالیہ)۔ مہر دار الافتاء جامعہ ہذا۔

دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کافتوی

الجواب منہ الہدایۃ) قادیانی مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہیں واجب القتل ہیں۔ مرتدوں سے میل



جول اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب حرام۔ ولا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ القرآن  
 ولا تناکحوہم ولا تجالسوہم ولا نشاربوہم ولا تؤاکلوہم ولا تصلوا علیہم ولا  
 تصلوا معہم۔ اذا مرضوا فلا تعادوہم اذا ماتوا فلا تشهدوہم۔ انکے شادی بیاہ نہ کرو نہ  
 انکے ساتھ بیٹھو نہ انکے ساتھ کھاؤ پیو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو جب بیمار ہو  
 جائیں تو طبع پر ہی نہ کرو۔ جب مر جائیں تو انکے جنازہ میں حاضر نہ ہوؤ۔ الحدیث  
 عندی ہذا الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب حراہ المفتی محمد صالح اویسی۔ مہر

دارالافتاء دارالعلوم ہذا۔

### سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة وان لا  
 یکاثر اهل البدع ولا یدانیہم ولا یسلم علیہم۔ پس مومن پر سنت و جماعت کی اتباع لازم  
 ہے۔ اور یہ بات بھی لازم ہے کہ وہ اہل بدعت سے قربت نہ رکھے اور نہ ان سے میل جول رکھے  
 اور نہ ان پر سلام ڈالے کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ من سلم  
 علی صاحب بدعة فقد احبہ جس نے بدعتی کو سلام دیا اس نے اس سے محبت کی۔ کیونکہ رسول  
 اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ افشوا السلام بینکم تم جاؤ۔ اپنے درمیان سلام کو عام کرو تو تم ایک دوسرے  
 سے محبت کرو گے۔ اور نہ ہی مومن اہل بدعت کی مجالست کرے اور نہ ان کے قریب جائے اور نہ  
 ان کے مذہبی تہوار کے موقع پر انہیں مبارکبادی دے اور جب وہ مر جائیں تو ان پر نماز جنازہ نہ  
 پڑھے اور نہ ان کے لیے رحمت کی دعا کرے جب ان کو یاد کرے۔ بلکہ ان سے جدا رہے اور اللہ  
 کی رضا کی خاطر ان سے دشمنی رکھے اہل بدعت کے مذہب کے باطل ہونے کے عقیدہ کے ساتھ اور  
 اپنے اس عمل میں بڑے ثواب اور عظیم اجر کی امید کرتے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے  
 کہ آپ نے فرمایا۔ من نظر الی صاحب بدعة بغضاً لہ فی اللہ ملا اللہ قلبہ اماناً وایماناً و  
 من انتہر صاحب بدعة بغضاً لہ فی اللہ امنہ اللہ یوم القیامة و من استحقق بصاحب بدعة  
 رفعہ اللہ تعالیٰ فی الجنة مائة درجة و من لقیہ بالبشر او بما یرہ فقد استخف بما انزل  
 اللہ تعالیٰ علی محمد ﷺ۔ جو شخص اہل بدعت کو دشمنی کی نظر سے اللہ کی رضا کی خاطر

دیکھے اللہ اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دیتا ہے۔ اور جو کوئی اہل بدعت کو اس کی دشمنی کے سبب سے اللہ کی رضا کے لیے جھڑکے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز امن عطا فرمائے گا۔ اور جو کوئی اہل بدعت کی بے ادبی کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے ایک سو درجے بلند کرے گا اور جو کوئی اہل بدعت سے خوشی و مسرت سے ملے تو اس نے اس چیز کو ہلکا جانا جس کو اللہ نے محمد پر اتاری۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابی اللہ عزوجل ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعة۔ اللہ تعالیٰ بدعتی کے اعمال کو قبول کرنے سے انکار فرماتا ہے۔ جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو ترک نہ کرے اور حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جس نے اہل بدعت سے محبت رکھی اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو ضائع فرمادیا اور اس کے دل سے ایمان کا نور نکال دیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ جانتا کہ کوئی شخص اہل بدعت سے دشمنی رکھتا ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیتا ہے۔ اور حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں۔ میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص بدعتی کے جنازہ کے پیچھے چلے وہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹے۔ اور نبی ﷺ نے بدعتی پر لعنت بھیجی ہے۔ سو آپ نے فرمایا جو شخص بدعت پیدا کرے یا بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض عمل کو قبول کرے گا اور نہ نفل عمل کو۔ (غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۸۰)

الغرض۔ مسلمان اللہ و رسول اور بزرگان دین کے ان ارشادات کو پڑھیں سمجھیں اور سوچیں کہ محلہ میں رہنے والے قادیانیوں سے میل جول رکھنے کا کتنا بڑا وبال سر پر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وبال سے بچنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ و ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ المقالة المبارکۃ تقبھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم ﷺ

(۲۴ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ)

## خوشخبری

الحمد للہ۔ کتاب مقالات حیدری حصہ اول شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچ گئی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔ اس کا دوسرا حصہ عنقریب شائع ہو گا۔ جس میں فقہی اختلافی مسائل کے حل میں مقالات شامل ہوں گے۔ احباب سے اس کار خیر کی کامیابی کی دعا کی پر زور درخواست ہے۔

(خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ)

ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری غفر اللہ تعالیٰ  
تاظم مکتبہ حیدریہ بازار سہنسہ ضلع کوٹلی اذاد کشمیر

## اغلاط نامہ مقالات حیدری حصہ اول

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
۳	۹	ضل رحمت	ظن رحمت	۵۵	۲۱	ذا	اذا سلم من
۸	۲۱	مجھے ملا	مجھ کو ملا	۵۶	۱	لا	سلا
۱۰	۲۱	انوالا الھدایہ	انوار الھدایہ	۲	۲	سلام	ت سلام
۱۲	۲۰	اپنے ذاتی رقم	اپنی ذاتی رقم	۳	۳	ص ۸۱	اول - ص ۸۱
۱۳	۱۰	اورزرگان	اور بزرگان	۴	۴	پر قرآن	قبر پر قرآن
۱۶	۴	کی اس کا جواب	کی اس بات کا جواب	۵	۵	نس	حضرت انس
۱۷	۷	زیادہ دے زیادہ	زیادہ سے زیادہ	۶	۶	ور	نواور
۱۸	۴	دعوانا	دعوانا	۷	۷	ان کی	لیے ان کی
۲۲	۲۱	بالمؤمنین	بالمؤمنین	۸	۸	میں اچھی	اسلام میں اچھی
۲۶	۲	لوجدواللہ	لوجدواللہ	۹	۹	جریر	حضرت جریر
۲۶	۲	توا	تو ابنا	۱۰	۱۰	قلہ	دینہ قلہ
۲۷	۵	لا ترفعوا صوتکم	ترفعوا صوتکم	۱۱	۱۱	میں	اسلام میں
۲۸	۷	الؤمنین	لؤمنین	۱۲	۱۲	رسم پر	نیک رسم پر
۲۸	۱۵	واجفوا الیہ	واجفوا الیہ	۱۳	۱۳	میں کچھ	خوابوں میں کچھ
۳۹	۵	فاذکر واللہ	فاذکر واللہ	۱۴	۱۴	قبر	عذاب قبر
۴۷	۸	وامر مومن	وامر من	۱۵	۱۵	میمونہ	حضرت میمونہ
۵۰	۱۶	یفرع	یفرع	۱۵	۱۵	ثرابو	اثر البول
۵۰	۱۸	نی۔ و	یہ	۱۶	۱۶	صاب	فمن اصاب
۵۵	۷	فیصلے پر	فیصلے پر راضی	۵۶	۱۷	پس	ہے۔ پس
	۸	گدھے پر	گدھے پر	۱۸	۱۸	دے	پونچھ دے۔
	۹	تم	تم اپنے	۱۹	۱۹	پرداومت	نفل پرداومت
	۱۲	مدینہ پاک	مدینہ پاک پنپے	۲۰	۲۰	عائشہ	حضرت عائشہ
	۱۳	بوسے	بوسے دینے	۲۱	۲۱	ان قتل	ادو صحابہ ان قتل
	۱۶	کنا اذا	کنا اذا اباعنا	۵۷	۲	چند	چند بال
	۱۷	رسول	رسول اللہ کے	۳	۳	ازر	وازر ونی
	۱۸	س با	اس بات پر	۴	۴	لراحمین۔	الراحمین۔ مجھے

## اغلاط نامہ مقالات حیدری حصہ اول

صفحہ نمبر	مطرب نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت	صفحہ نمبر	مطرب نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
۵۷	۵	سجدہ۔	سجدہ کی	۵۸	۲۰	یہ خبر	مجھے یہ خبر
	۶	سماء الرج	اسماء الرجال		۲۱	ابی	ابن ابی
	۱۳	بڑے گناہ کی	بڑے گناہ کی وجہ	۵۹	۱۶	صلیتم علی	صلیتم علی
	۱۳	کرتا	کرتا تھا۔	۶۶	آخری	الکافرین	لکافرین
	۱۵	فی	فی کل	۷۲	۱۷	علی حد المذہب	علی حد المذہب
	۱۶	شاخ لی اور	شاخ لی اور اسے	۷۲	۱۷	یا کریم الذات	یا کریم الذات
	۱۷	جب تک	جب تک یہ	۱۰۸	۱۶	در المختار ص ۲۸۷ جلد ۱	در المختار ص ۲۸۷ ج ۱
	۱۸	)	(تفسیر	۱۱۰	۱۰	خیر الدین امی	خیر الدین ربلی
	۲۱	عن زیا	عن زیارة	۱۱۲	۱۳	فرمائے ہے	فرمائی ہے
۵۸	۱	تم ان پر	اب تم ان پر	۱۲۷	۲۰	عبدونی	عبدونی
	۲	ص	اول۔ ص	۱۳۶	۹	ولا اتحدوا	ولا اتحدوا
	۳	کے نذران	بزرگوں کے نذرانے	۱۳۲	۱۶	نعت البدع حذا	نعت البدع حذہ
	۴	عائشہ	حضرت عائشہ	۱۳۲	۱۷	مخصوصاً	مخصوصاً
	۵	ٹھے	انگوٹھے	۱۶۷	۱۲	ذریعہ	ذریعہ
	۶	شریف	حدیث شریف	۱۷۷	۱۵	جد اقتادہ	جد اقتادہ
	۷	علی	ابھامیہ علی	۱۷۹	۳	ازخیز	ازخیز
	۸	چنے	اور اپنے	۱۹۲	۲	البشر الذیر	البشر الذیر
	۹	جاؤں گا	سے جاؤں گا	۱۹۲	۱۰	رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۵۸	۱۱	س	عرس	۱۹۸	۱۸	اس کا حشر	اس کا حشر
	۱۲	ت	حضرت	۲۰۳	۱۱	تعلیمات امدادیہ	تعلیمات امدادیہ
	۱۳	عب	الشعب	۲۱۰	۱۲	امدادیہ کا	امدادیہ کا
	۱۴	صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳۰	۱۸	سواس کے بڑے	سواس کی بڑی
	۱۵	پیش	سلام پیش	۲۳۵	۱۵	شمر	شمر
	۱۶	الامام	قال الامام	۲۳۹	۱۳	مشند	مشند
	۱۸	حول	روحوں	۲۵۲	۲۲	لا ایمان	الایمان
	۱۹	ت	حضرت	۲۵۵	۱۳	دارمکار	دارمکار

## اغلاط نامہ مقالات حیدری حصہ اول

صفحہ نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت	صفحہ نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت	صفحہ نمبر	غلط عبارت	صحیح عبارت
۲۵۶	المشاخ	شیخ المشاخ	۳۳۲	مع اخیہ	مع اخیہ	۱۸	مع اخیہ	صحیح عبارت
۲۵۶	ایٹھوی	ایٹھوی	۳۳۲	رقع العذاب	رقع العذاب	آخری	رقع العذاب	وق العذاب
۲۵۶	نفرت تھی	نفرت تھی	۳۳۳	والذخیم	والذخیم	۱۰	والذخیم	والذخیم
۲۵۸	سوال ۲۔	سوال:	۳۳۸	فرما	فرما	۷	فرما	فرمایا
۲۵۸	ظاہر ہے	ظاہر ہیں	۳۳۰	ھن و ماء	ھن و ماء	۴	ھن و ماء	ھن و ماء
۲۶۳	دینا بھی درست	دینا بھی درست نہیں	۳۳۰	عظمتین	عظمتین	۶	عظمتین	عظمتین
۲۶۳	کر دیا جائے	کر دیا جائے اس	۳۳۰	لا ارتقاع	لا ارتقاع	۷	لا ارتقاع	لا ارتقاع
۲۶۳	ثابت	ثابت	۳۳۰	خلافت مذکورہ	خلافت مذکورہ	۲۰	خلافت مذکورہ	خلافت مذکورہ
۲۶۷	ماترایہ	ماترایہ	۳۳۰	اور سعا	اور سعا	۲۱	اور سعا	اوسعا
۲۶۷	ڈالے رکھتی ہے	ڈالے رکھتی ہے	۳۳۰	المراد بالوحی	المراد بالوحی	۲۱	المراد بالوحی	المراد بالوحی
۲۶۸	پہلے ہی ملاقات	پہلے ہی ملاقات	۳۵۳	والصلوة	والصلوة	۲	والصلوة	والصلوة
۲۶۹	خود پھرا کرتے	خود پھرا کرتے	۳۵۶	البحور	البحور	۳	البحور	البحور
۲۶۹	پھرا کرتا	پھرا کرتا	۳۵۸	جنہ	جنہ	۱۳	جنہ	جنہ
۲۷۳	بالکل	بلکہ	۳۶۰	اور ایمان	اور ایمان	۱۹	اور ایمان	اور بربادی، ایمان
۲۷۳	بڑی جماعت ہوگا	بڑی جماعت ہوگی	۳۶۱	وان یقیتوہم	وان یقیتوہم	۱	وان یقیتوہم	وان یقیتوہم
۲۷۵	محمد بن الوحاب	محمد بن عبد الوحاب	۳۶۱	اعلم بالصواب	اعلم بالصواب	۱۲	اعلم بالصواب	اعلم بالصواب
۲۷۵	ان ایک وہابی	ایک وہابی	۳۶۱	عدوی وعدو کم	عدوی وعدو کم	۲۲	عدوی وعدو کم	عدوی وعدو کم
۲۷۶	جلاد دیا	جلاد دیا	۳۶۲	لیس علیک معدہم	لیس علیک معدہم	۱۰	لیس علیک معدہم	لیس علیک معدہم
۲۸۷	دیتے ہوے	دیتے ہوئے	۳۶۵	ولا ترکوا	ولا ترکوا	۳	ولا ترکوا	ولا ترکوا
۲۸۹	مجمعل	مجمعل	۳۶۵	وان یقیتوہم	وان یقیتوہم	۱۰	وان یقیتوہم	وان یقیتوہم
۲۸۹	دی گئے ہے۔	دی گئی ہے۔	۳۶۵	واللہ ورسول	واللہ ورسول	۲۰	واللہ ورسول	واللہ ورسول
۲۹۸	نصور	تصور	۳۶۶	ولا تشاربوہم	ولا تشاربوہم	۲	ولا تشاربوہم	ولا تشاربوہم
۳۰۵	کفر و اتداد	کفر و اتداد	۳۶۶	یتارہو	یتارہو	۳	یتارہو	یتارہو
۳۰۶	بر بھلا	بر بھلا	۳۶۶	عندی ہذا الجواب	عندی ہذا الجواب	۵	عندی ہذا الجواب	عندی ہذا الجواب
۳۱۳	عملو الصلوات	عملو الصلوات	۳۶۶	حراء	حراء	۶	حراء	حراء
۳۱۹	حدانا	حدانا	۳۶۷	اتاری	اتاری	۵	اتاری	اتارا
۳۱۹	من البینین	من البینین	۳۶۷	یدع بدعہ	یدع بدعہ	۷	یدع بدعہ	یدع بدعہ
۳۲۰	کی لیے	کے لیے	۳۶۷	اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ	اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ	۱۰	اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ	اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ
۳۳۱	حینا	حینا	۳۶۸	غفر اللہ تعالیٰ	غفر اللہ تعالیٰ	۷	غفر اللہ تعالیٰ	غفر اللہ تعالیٰ
۳۳۱	من المؤلذہ	المؤلذہ	۳۶۸	ازاد کشمیر	ازاد کشمیر	۸	ازاد کشمیر	آزاد کشمیر



